١٦١٦ ١٦١٥

# علم الكونين ؛ اتفاق العوام

وعلمک ما لم تکن تعلم

الحمد للہ کہ درین ایام فرخندہ فرجام این رسالہ در ثبوت

علم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم

مسمی بہ

# علم الکونین

# للرسول الثقلین

مؤلفہ

سید محمد فائق واسطی

نظامی بہاری ساکن قصبہ مسوڑہ ضلع مظفرپور حال [illegible]

[illegible]



صدق دل سے ہی یہ کہنا لائق | جز خدا سب سے محمدؐ فائق



سُبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۝

الحمد للہ الذی اکرم بنی آدم علی العلمین و الصلوٰۃ و السلام علی من علمہ اللہ تعالیٰ علم الاولین و الآخرین۝

امّا بعد یہ فقیر حقیر ہیمدان ابجد خوان

(سید محمد فائق واسطی)

نظامی نیازی ساکن قصبہ مسوہ ضلع فتح پور چند اوراق متعلقہ علم عالم ما کان وما یکون عن وجودہٖ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم لکھکر ہدیۂ ناظرین کرتا ہے اور اُن سے دعائے مغفرت چاہتا ہے

## ہم لوگوں میں

ایک فریق کا یہ دعوےٰ کہ رسول اللہ صلعم کو علم غیب ہے دوسرے فریق کا یہ دعوےٰ کہ سوائے خدا کے کسی کو علم غیب نہیں۔ برخلاف اِن صاحبوں کے ہمارا یہ دعوےٰ کہ نہ تو خدا کو علمِ غیب ہے اور نہ رسول کو علمِ غیب ہے دوسروں کا کیا ذکر۔ اِس لئے کہ کسی شے پوشیدہ اور غائب کو بغیر کسی ذریعہ کے معلوم کر لینا اِس کا نام علمِ غیب ہے۔ خدا تعالیٰ سے کوئی شے پوشیدہ اور غائب نہیں تاکہ بعد جاننے کے اُسکو عالم الغیب کہیں۔ رسول اللہ صلعم اور دوسروں کو علم بواسطہ ہوتا ہے۔ خواہ وہ واسطہ وحی ہو یا الہام

ہو یا القا ہو یا رؤیائے صادقہ ہو یا قرائن ہوں یا علل اور آثار یا کوئی اور اسباب ہوں حسی ہوں یا عقلی ہوں اور جب وہ علم بالواسطہ ہوا تو اُسکو علم غیب اور جاننے والے کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتے۔

## توضیح اِس کی یہ ہے

کہ اللہ جل شانہٗ کو جو علم ہے وہ کسی آلہ اور اسباب پر موقوف نہیں بلا واسطہ ذرہ ذرہ ازل سے ابد تک جو کچھ ہے سب کا سب اُس کے سامنے حاضر اور موجود ہے۔ پس یہی حضوری اُس کا علم بلکہ عین ذات ہے۔

اور ہم لوگوں کو جو کسی چیز کا علم ہوتا ہے عقل اور حواس کے ذریعہ سے ہوتا ہے پس جو چیزیں ہم کو بذریعہ حواس کے معلوم ہوتی ہیں اُن کی یہ صورت ہے کہ جب وہ چیزیں بواسطہ یا بلا واسطہ ہمارے مشاعرہ کے محاذی ہوجاتی ہیں اس وقت وہ چیزیں محسوس ہوکر قوتِ حافظہ میں جاکر مخزون ہوجاتی ہیں اور جب تک وہ چیزیں ہمارے حواس کے محاذی نہیں ہوتیں ہم کو اُن کا علم نہیں ہوتا اور جو چیزیں بذریعہ عقل کے معلوم ہوتی ہیں اُس کی یہ صورت ہے کہ اُن کے آثار اور علامات جو بذریعہ حواس عقل کے سامنے ہوتے ہیں موافق اصول اور قواعد موضوعہ کے عقل اُن میں اپنا تصرف کرکے اُن چیزوں کو معلوم کرلیتی ہے اور بعد علم اس کو اپنے خازن کے حوالہ کرتی ہے۔ پس بذریعہ عقل یا بذریعہ حواس جن چیزوں کا علم ہمکو ہوتا ہے وہی سرمایہ ہمارے علم اور ادراک کا ہے اور جو چیزیں ہمارے عقل اور حواس میں نہیں آتیں اُن کے جاننے سے ہم عاجز ہیں۔

## طرفین سے غیب کے نفی و اثبات میں گفتگو ہو رہی ہے

مگر اب تک کسی نے غیب کی حقیقت اور عدم غیب کی ماہیت بیان نہیں فرمائی حالانکہ ہر مبحث کے لیے تحریر دعوے کا ہونا شرط ہے۔

یہ معلوم ہے کہ اللہ جل شانہٗ کی ذات غیر متناہی اُس کی معلومات غیر متناہی اُس کے علوم غیر متناہی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ اپنی معلومات کی نسبت حدیث قدسی میں فرماتا ہے كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ میں ایک خزانہ مخفی تھا پس میں نے چاہا کہ میرا عرفان ہو پس میں نے خلق کو پیدا کیا

**اس حدیث** میں اللہ تعالےٰ نے اپنی ذات کو کنز مخفی فرمایا اور جو اُس کی معلومات
غیر متناہی ہیں اُن کو اُس کے مکنوز اور مخزون سمجھنا چاہیے۔ پس باقتضائے
حُبِ رحمانی بعض معلومات مرتبہ غیبوبت یعنی نہاں خانہ کنز سے میدانِ شہود میں آکر
مشہودِ خلائق ہوئے اور مَا کَانَ وَمَا یَکُونُ کے ساتھ تعبیر کیے گئے۔ اور بعض معلومات
تہ خانہ علم الٰہی میں رہے کہ اُن کا ظہور نہیں ہوا۔ وہ غیب کے ساتھ تعبیر کیے گئے۔ اور
موافق آیت کریمہ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ کے اللہ تعالےٰ کا علم کثیر مغیبات اور
مشہودات سب کو محیط ہے۔ اِس معنی کر اللہ تعالےٰ اپنے حق میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ
عَالِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّہَادَۃِ یعنی اللہ تعالےٰ غیب اور شہادت دونوں کا جاننے والا
ہے اور رسول اللہ صلعم اور دوسرے لوگ صرف مشہودات کے جاننے والے ہیں اُنکو
مغیبات کا علم نہیں اسی وجہ سے اللہ تعالےٰ رسول اللہ صلعم اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے
وَمَا اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِیۡلًا اور نہیں دیے گئے تم علم سے مگر تھوڑا۔
**رسول اللہ صلعم** کو جو مشہودات یعنی مَا کَانَ وَمَا یَکُوۡنُ کا علم ہے وہ بطور
کُلّی کے ہے جو موجبہ کلیہ کا مصداق ہے۔ اور دوسروں کو جو
مَا کَانَ وَمَا یَکُوۡنُ کا علم ہے تو وہ بطور جزئی کے ہے جو مصداق موجبہ جزئیہ کا

ہے۔
عَالِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ اور
مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطۡلِعَکُمۡ عَلَی الۡغَیۡبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجۡتَبِیۡ مِنۡ رُّسُلِہٖ مَنۡ
یَّشَآءُ سے جو یہ سمجھا جاتا ہے کہ بعض بعض رسولوں کو علم غیب دیا گیا ہے تو اب علم کے
وہ غیب غیب نہ رہا بلکہ وہ علم کے تحت میں آکر معلوم ہو گیا گو باعتبار ماکان کے اُسکو
غیب کہیں لیکن بنظر اتصاف وہ غیب نہیں۔ پس قرآن اور حدیث میں جہاں جہاں علم غیب
کی نفی آئی ہے اُس سے وہی افراد مکنوزہ مراد ہیں جو علم الٰہی میں مخفی اور مستور ہیں اور ابتک
اُن کا ظہور نہیں ہوا اور یہی وجہ ہے کہ سوائے خدا کے اُن کا کوئی جاننے والا نہیں۔ اور
ہم نے رسول اللہ صلعم کے علم کلی ہونے کا جو دعوے کیا ہے تو صرف اُنہی امور کا دعوے
کیا ہے جو مرتبہ غیبوبت یعنی کنز مخفی اور علم الٰہی سے ظہور پاکر تمام عالم کو جگمگا دیا۔

**مَا کَانَ وَمَا یَکُوۡنُ میں سے**

بعض بعض افراد کے متعلق رسول اللہ صلعم نے جو لا ادری۔ لا اعلم وغیرہ فرمایا

تو اُس کی یہ وجہ ہے کہ رسول اللہ صلعم کی ذاتِ مقدس:-

## تین شانوں

کے ساتھ ظہور کرتی رہتی تھی کبھی تو **شانِ بشری** کا ظہور ہوتا تھا اور کبھی **شانِ ملکوتی** طاری ہوتی تھی۔ اور کبھی **شانِ الوہیت** کا پرتو ہوتا تھا۔ پس جس وقت **شانِ بشری** کا ظہور ہوتا تھا اُس وقت آپ کو لوازمات بشری عارض ہوتے رہتے تھے۔ جیسے ذہول، اور نسیان، اور غفلت، اور عدم توجہی وغیرہ پس احیاناً اگر کسی وقت آپ نے کسی امر کی نسبت لَا اَعْلَمُ یا لَا اَدْرِی فرمایا تو حقیقتہً یہ لاعلمی نہ تھی بلکہ وہ علم تحت ذہول یا نسیان یا غفلت یا عدم توجہی کے مستور تھا۔ یا **شانِ ملکوتی** کا غلبہ یا **الوہیت** کا فیضان ہوتا تھا کہ اُس وقت اِس عالم کی طرف سے بالکل توجہ اُٹھ جاتی تھی۔

لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ

پس یہ وجہ لا ادری و لا اعلم کہنے کی تھی یا کوئی مصلحت مانع اظہار ہوتی تھی جس کی وجہ سے حرف لا زبان پر آتا تھا۔ یا حکم خداوندی کی تعمیل تھی۔

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰہِ۔ قُلْ لَّا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا۔ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ۔ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ۔ پس یہ اسباب عدم اظہار کے ہوتے تھے ورنہ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ میں سے کوئی ایسا فرد نہ تھا جو آپ کے احاطۂ علم میں نہ ہو۔

## ہم نے جو یہ دعوے کیا ہے

کہ خداوند تعالےٰ کو علم غیب نہیں اور اِس دعوے کو دلیل عقلی سے پایۂ ثبوت کو پہنچا دیا اس پر یہ **شبہ** ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے کلام پاک میں اِنَّ اللّٰہَ عَالِمُ الْغَیْبِ سے اپنی غیب دانی کی خبر دیتا ہے اور تم اُس کے خلاف اُس کی غیب دانی کی نفی کرتے ہو یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔

## جواب اِس کا یہ ہے

کہ غیب کے دو اطلاق ہیں ایک **غیب حقیقی** دوسرا **غیب اضافی**

**غیب حقیقی** مرتبہ غیبوبت کا نام ہے جس کو ہم نے **علم الٰہی** سے تعبیر کیا ہے
اور اُس کو کسی سے غائب اور پوشیدہ ہونے کی وجہ سے غائب نہیں کہتے بلکہ بلا
لحاظ غیرے فی نفسہ اُس مرتبہ کو **غیب** کہتے ہیں اور اسی مرتبہ کی نسبت اللہ تعالےٰ
جابجا کلام پاک میں فرماتا ہے کہ غیب کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ پس اس غیب
کی ہم نے خداوند تعالےٰ سے نفی نہیں کی اس لیے کہ **غیب** مرتبۂ ذات میں اُس کا
**عین** ہے اور جس غیب کی ہم نے نفی کی ہے وہ **غیب اضافی** ہے اور غیب اضافی
کے دو لحاظ ہیں ایک لحاظ یہ ہے کہ اُس غیب کی نسبت خدا کی طرف کی جاوے اور یوں
کہا جاوے کہ خدا سے جو چیز پوشیدہ اور غائب تھی جب خدا کو اُس کا علم ہوا تو اُسکو
**عالم الغیب** کہنے لگے۔ پس اسی غیب کی نسبت ہمارا یہ دعوے ہے کہ خدا کو علمِ
غیب نہیں اس لیے کہ کوئی چیز اُس سے غائب نہیں تا کہ اُس کے جاننے سے اُس کو
عالم الغیب کہیں۔

**دوسرا لحاظ** یہ ہے کہ اس غیب کی نسبت مخلوق کی طرف کیجاوے اور یوں کہا جاوے
کہ جو چیزیں مخلوق سے غائب ہیں خداوند تعالےٰ اُن کا جاننے والا ہے۔ اس معنی کر
خدا کو عالم الغیب کہتے ہیں۔

## یہ ظاہر ہے

کہ جہان میں جتنی چیزیں ہیں اُن کا یہ حال ہے کہ جو چیز ایک کو ظاہر اور معلوم ہوتی ہے وہی
چیز دوسرے کو غائب اور اُس کو غیر معلوم ہوتی ہے۔ پس جس سے وہ چیز غائب ہے اُسکے
لحاظ سے جاننے والے کو **عالم الغیب** کہہ سکتے ہیں۔ اس صورت میں ہر ایک شخص
**عالم الغیب** ہو سکتا ہے تخصیص خدا کی نہیں۔ پس جس طرح خدا عالم الغیب ہے اسی طرح
مخلوق عالم الغیب ہے۔ **غیب دانی** میں دونوں برابر اس صورت میں خداوند تعالےٰ
کو مخلوق کے ساتھ مساوات فی العلم لازم آتی ہے اور یہ اُس کی شان کے منافی ہے۔ اسلیے
ہم نے **علم غیب اضافی** کی مطلقاً نفی کر دی تا کہ کوئی خرابی لازم نہ آوے۔

**اب ہم ایک تمہید کے بعد اسکے دلائل کلی بیان کریں گے پھر بطور استقراء
کے اُس کے جزئیات شمار کر کے اپنے دعوے کا یقین دلائینگے انشاءاللہ تعالےٰ**

# تمہید

جو چیزیں ہمارے حواس کے محاذی ہوکر ہمکو معلوم ہو جاتی ہیں وہ علم غیب نہیں۔ اُنکو مشہود کہتے ہیں **اسی طرح** جن چیزوں کے آثار اور علامات بذریعہ حواس عقل کے سامنے آتے ہیں اور وہ موافق اصول موضوعہ کے اس میں اپنا تصرف کرکے ان کو معلوم کرلیتی ہے تو یہ بھی **علم غیب** نہیں بلکہ اس کو معقول کہیں گے **کوئی محاسب** بذریعہ اربعہ یا خطائن یا جبر و مقابلہ کے کسی عدد مجہول کو معلوم کرلے تو یہ بھی **علم غیب** نہیں کیونکہ وہ عدد مجہول اگرچہ اسکی عقل اور حواس کے محاذی نہیں لیکن وہ معلومات جو موصل الی المجہول ہیں وہ سب اُس کی عقل اور حواس کے محاذی ہوکر التزاماً اُس مجہول کی خبر دے رہی ہیں۔ پس یہ بھی **علم غیب** نہیں **اسی طرح** کوئی طبیب نبض کی حرکت یا قارورہ کی کیفیت یا بشرے کی حالت سے کوئی مرض تشخیص کرلے تو یہ بھی **علم غیب** نہیں کیونکہ وہ مرض مجہول اگرچہ اُس کے مدرکات کے محاذی نہیں لیکن اُس کے آثار اور علامات جو اُس مرض پر دلالت کرتے ہیں وہ سب اُس طبیب کی عقل اور حواس کے محاذی ہوکر اُس مرض کو جتلا رہے ہیں۔ پس یہ بھی **علم غیب** نہیں۔

**اسی طرح** کوئی شخص علت سے معلول کو یا معلول سے علت کو یا لازم سے ملزوم کو یا ملزوم سے لازم کو یا اثر سے مؤثر کو یا مؤثر سے اثر کو معلوم کرلے تو یہ بھی **علم غیب** نہیں کیونکہ اُن کی مدلولات اگرچہ اس کی محاذی نہیں بلکہ غائب ہیں لیکن اُنکی دوال اس کے سامنے ہوکر ہر ایک اپنے اپنے مدلول کی خبر دے رہا ہے۔ پس یہ بھی **علم غیب** نہیں۔

**اسی طرح** کوئی نجومی یا رمال یا جفار یا مسمریزم والا اپنے اپنے علوم سے اور جو جو علوم اور فنون مجہول کے دریافت کرنے کے لئے ایجاد ہوئے اگرچہ عقلاً شرعاً یہ سب جائز اور ممنوع ہیں لیکن ان کے ذریعہ سے کسی شئے مجہول کو معلوم کرلے تو یہ **غیب** نہیں کیونکہ وہ شئے مجہول اگرچہ اُس کے مدرکات سے خارج ہے لیکن اُس کے مبادی جن کے ذریعہ سے اُس مجہول کو معلوم کرتا ہے وہ سب اُس کے مدرکات کے سامنے ہوکر اُس مجہول کی طرف دلالت کرتے ہیں۔ پس یہ بھی **غیب** نہیں۔

**اسی طرح** کوئی سیاح ملکوں ملکوں کی سیر کیا ہوا کسی جگہ غائبانہ وہاں کے حالات بیان کرے یا وہاں کے نقشے دکھلائے تو یہ **علم غیب** نہیں کیونکہ جو چیزیں وہ بیان کر رہا ہے یا دکھلا رہا ہے

اگرچہ اُس وقت اُس کے سامنے نہیں مگر اُنکی صور حاصلہ جو اُس کے حافظہ میں مخزون ہیں اور وہ اُس کے حس مشترک کے سامنے ہوکر اُن سب کے حلیے دکھلا رہے ہیں۔ پس یہ بھی **علم غیب** نہیں۔

**اسی طرح** کوئی شخص چند شیشے ایک دوسرے کے محاذی کرکے ایک شیشہ اپنے سامنے رکھے اور آخر کا شیشہ کسی گزرگاہ یا کسی مکان کے محاذی کرکے گھر بیٹھے اُس راستہ پر گزرنیوالوں کی حالت یا اُس گھر والوں کی کیفیت بیان کرے تو یہ **علم غیب** نہیں کیونکہ جن چیزوں کو وہ بیان کر رہا ہے اگرچہ وہ اُس کی نظروں سے غائب ہیں کیونکہ اُن کے عکوس واسطہ در واسطہ منتقل ہوتے ہوتے اُس کے سامنے ہوکر اُن سب کا حال بتلا رہے ہیں۔ پس یہ بھی **علم غیب** نہیں۔

**اسی طرح** کوئی شخص ریڈیو کی آواز سُنکر صاحب صوت کو یا کسی صوت مخصوص سے اُس کے مضاف الیہ مخصوص یا اُس کے نوع کو معلوم کرلے تو یہ **علم غیب** نہیں ہے۔ کیونکہ صاحب صوت اگرچہ اُس کی نظروں سے غائب ہے لیکن اُس کی آواز جو اُس پر دال ہے وہ اُس کے حواس کے سامنے ہوکر اپنے مدلول کو بتلا رہی ہے۔ پس یہ **علم غیب** نہیں ہے۔

اکثر آلہ ایسے ایجاد ہوئے ہیں کہ جسم پر لگاکر ساری اندرونی حالت دریافت کرلیتے ہیں پس یہ **علم غیب** نہیں کیونکہ اندرونی اشیاء اگرچہ ناظر کے سامنے نہیں لیکن بذریعہ شعاعات کے ساری اندرونی حالت اُس آلہ میں منعکس ہوکر اُس کے حواس کے سامنے ہوجاتی ہے اور جو اندرونی کیفیت ہے اُس کو بتلاتی ہے۔ پس یہ **علم غیب** نہیں۔

**بذریعہ خط کتابت** جو باہمی ایک دوسرے کا مافی الضمیر معلوم ہوجاتا ہے تو یہ بھی **علم غیب** نہیں۔ کیونکہ ہر ایک کا مافی الضمیر اگرچہ ایک دوسرے کے مدرکات کے محاذی نہیں لیکن اُس کے دوال کہ عبارت خطوط اور نقوش سے ہے اُسکے مدرکات کے محاذی ہوکر اُنکے مافی الضمیر کو ظاہر کرتے ہیں۔ پس یہ بھی **علم غیب** نہیں۔

**اسی طرح** کوئی شخص ہمزاد کو تابع کرکے اُس کے ذریعہ سے دوسروں کا حال دریافت کرے تو یہ **علم غیب** نہیں۔ کیونکہ اُس کا ہمزاد دوسرے کے ہمزاد سے ملکر اُس کے صاحب کا حال دریافت کرکے اُس سے آکر بیان کرتا ہے۔ پس یہ بھی **علم غیب** نہیں۔

**اسی طرح** کوئی عامل اپنے موکلوں کے ذریعہ سے کسی کا حال دریافت کرلیتے ہیں تو یہ بھی **علم غیب** نہیں۔ اس لیے کہ اُس کے موکل مسئول عنہ کو تفتیش کرکے جو حالت ہوتی ہے اُسکے سامنے کرتے ہیں۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں۔

اسی طرح مہندس لوگ جیسے دریا، جنگل، پہاڑ اور زمین اور آسمان کی پیمائش اور
اُس کی مقدار معلوم کر لیتے ہیں تو یہ بھی **علمِ غیب** نہیں۔ کیونکہ وہی مقدار اگرچہ ان کی مدرکات
کے سامنے نہیں لیکن جو اصول اور قواعد اُس کے دریافت کرنے کے ہیں وہ سب اُن کے
مدرکات کے سامنے ہو کر اصل مقصود کی خبر دیتے ہیں۔ پس یہ بھی **علمِ غیب** نہیں۔

اسی طرح کسی کا منتہائے نظر ایک میل ہے اور دوربین لگانے سے وہ چار یا پانچ میل
کی چیزوں کو معلوم کر لیتا ہے تو یہ بھی **علمِ غیب** نہیں۔ کیونکہ چار یا پانچ میل کی چیزیں اگرچہ
اُس کی نظروں سے غائب ہیں۔ لیکن چار یا پانچ میل کی چیزیں اُس دوربین کے شیشہ میں
منعکس ہو کر اُس کی نظروں کے سامنے ہو جاتی ہیں اور ہر ایک اپنے اپنے معکوس کی صورت
دکھلاتی ہیں۔ پس یہ بھی **علمِ غیب** نہیں۔

اسی طرح ہاتفِ غیب نے کسی کے قلب میں کسی امر کا القا کیا یا عالمِ رویا میں کسی امرِ واقعی
کا مشاہدہ ہوا تو یہ بھی **علمِ غیب** نہیں کیونکہ جس امر کا القا یا مشاہدہ ہوا ہے اگرچہ وہ محسوس
نہیں لیکن وہ القا یا مشاہدہ ہوا وہ اُس کے مدرکات میں آ کر اصل مقصود کی خبر دیتا ہے
پس یہ بھی **علمِ غیب** نہیں۔

اسی طرح کسی نے اپنے قلب کو دوسرے کی طرف متوجہ کر کے اُس کے قلب کی حالت یا
جو اُس وقت اُس کا مافی الضمیر ہے یا جو اُس کے قلب کے خطرات ہیں اُن کو معلوم کر لیا
تو یہ بھی **علمِ غیب** نہیں کیونکہ جو اُس کا مافی الضمیر ہے یا جو اُسکے خطرات ہیں اگرچہ اس کے
مدرکات میں نہیں مگر جب اس نے موافق طریقۂ کشفِ قلوب کے اُس کے قلب کی طرف
متوجہ ہوا تو جو اُسکے قلب کی حالت یا جو اُس کا مافی الضمیر ہے یا جو اُس کے قلب کے خطرات
ہیں وہ سب اس کے قلب میں منعکس ہو کر اس کے مدرکات کے سامنے ہو جاتے ہیں۔
اور وہ اپنے اپنے معکوس کی خبر دیتے ہیں۔ پس یہ بھی **علمِ غیب** نہیں۔

اسی طرح تار برقی کے ذریعہ سے جو ہزاروں لاکھوں کروڑوں کوس کی خبریں آناً فاناً معلوم
کر لیتے ہیں تو یہ بھی **علمِ غیب** نہیں کیونکہ وہ خبریں اگرچہ خبر لینے والے کے مدرکات سے
خارج ہیں لیکن تار کے ذریعہ سے جو حرکت محسوس ہوتی ہے وہ اصل مقصود کی خبر دیتی ہے
اور وہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہے پس یہ بھی **علمِ غیب** نہیں۔

اسی طرح گراموفون میں جو مختلف لوگوں کی آوازیں بھری ہوتی ہیں جب وہ آوازیں
لوگوں کے کان میں پہنچتی ہیں تو جن جن لوگوں کی وہ آواز ہوتی ہے اُن کو معلوم کر لیتے ہیں تو یہ
**علمِ غیب** نہیں اس لیے کہ اُن کا لب و لہجہ جن جنکے کانوں میں پہلے سے پہنچا ہوا ہے

وہ اُن کے حس مشترک میں آکر جس کی وہ آواز ہوتی ہے اُس کو بتلا دیتا ہے پس یہ
**علم غیب** نہیں۔

**اسی طرح** تاریک رات میں کوئی چیز نظر نہیں آتی چراغ جلانے ہی جہاں تک چراغ کی
روشنی پھیلتی ہے وہاں تک کی سب چیزیں نظر کے سامنے ہو کر معلوم ہونے لگتی ہیں یہ
بھی **علم غیب** نہیں۔

**اسی طرح** بجائے چراغ کے اگر شمع روشن کیجے تو بہ نسبت چراغ کی روشنی کے شمع کی روشنی
سے دور تک کی چیزیں نظر آنے لگتی ہیں۔ پس یہ بھی **علم غیب** نہیں۔

**اسی طرح** بجائے شمع کے گیس کی روشنی کیجیے تو بہ نسبت شمع کی روشنی کے گیس کی اور
زیادہ ہوگی اور وہ دور تک پھیلے گی اور جہاں تک اُس روشنی کا پھیلاؤ ہوگا وہاں تک کی
سب چیزیں جو ہماری نظروں سے غائب تھیں وہ سب ہماری نظروں کے سامنے آجائینگی
پس یہ بھی **علم غیب** نہیں۔

**اسی طرح** بجلی کی متعدد روشنیاں کچھ کچھ فاصلے سے کوسوں تک کرتے چلے جائیے اور
کسی بلند منارہ پر کھڑے ہو کر قوی دوربین سے دیکھیے تو جتنے فاصلے کی دوربین ہوگی اُس
فاصلہ تک کی چیزیں معلوم ہونے لگیں گی اور یہ **علم غیب** نہیں اس لئے کہ وہ سب چیزیں اگرچہ
ناظر کی نظروں سے غائب تھیں لیکن اُس روشنی سے وہ ساری چیزیں اُس دوربین کے
شیشہ میں منعکس ہو کر ناظر کی نظروں کے سامنے ہو گئیں۔ پس یہ بھی **علم غیب نہیں**۔

اور جس **طرح** اِس چراغ اور شمع اور گیس اور بجلی کی روشنی سے دور دور تک کی چیزیں جو
ہماری نظروں سے غائب تھیں وہ بواسطہ یا بلا واسطہ ہماری نظروں کے سامنے ہو کر معلوم
ہو جاتی ہیں اور اُن کو **علم غیب** نہیں کہتے اسی طرح حکمائے اشراقیین اشراق کے اصول
اور قواعد سے تصفیۂ قلب کیا کرتے ہیں تو اُس سے ایک نور اشراقی اُن کے قلب سے پیدا ہوتا
ہے اور وہ مثل انوار شمع کے چاروں طرف پھیلنا شروع ہوتا ہے اور جہاں تک اُس نور اشراقی
کا پھیلاؤ ہوتا ہے وہاں تک کی چیزیں صاحب اشراق کو معلوم ہو جاتی ہیں تو اُس کو بھی
**علم غیب** نہیں کہتے۔

**علیٰ ہٰذا** اہل اللہ جب ریاضت اور مجاہدہ سے تصفیۂ قلب کرتے ہیں تو اُن کا قلب منوّر
ہو کر مثل شعاع آفتاب کے چاروں طرف پھیلنا شروع ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ نورِ قلبی پھیلتے پھیلتے
سارے عالم کو محیط ہو جاتا ہے اور اُس نور کی وجہ سے صاحبِ باطن کو ساتوں آسمان اور زمین
اور عرش اور کرسی دوزخ بہشت اور لوح محفوظ اور تمام ملائک اور ارواح اور جو کچھ عالم علوی

اور عالم مثالی میں سب بالتفصیل ہر ایک اُس عارف کی چشم باطنی کے سامنے ہو کر سب نظر آنے
لگتا ہے۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں کیونکہ ان سب کا معلوم ہونا بسبب اُس نور منبسط کے ہے
جو اُس کے قلب سے پیدا ہو کر سارے عالم کو گھیر لیتا ہے اور اس عالم اور اس کے ما فیہا کو
اس کی چشم باطن کے سامنے کر رکھتا ہے۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں۔

## عُرفا کے انکشاف کے متعلق جو ہمنے لکھا ہے

بوجہ ناواقفیت اکثر اس کی تکذیب کرینگے۔ مگر عرفا کی کتابوں میں اس کے متعلق جو اُن کا
بیان ہے اُس کو نقل کر کے معتقدوں کو اس کی تصدیق دلائی جاتی ہے۔

## انیس الارواح

جو حضرت خواجۂ خواجگاں خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ العزیز کی تالیف ہے
وہ اپنے حالات میں یہ لکھتے ہیں۔
روز دوم بخدمت خواجہ عثمان ہارونی مشرف شدم گفتند بنشیں ہزار بار سورۂ اخلاص بخوان بخواندم
فرمود نظر بالا کن ببینکہ سوے آسمان نظر کردم گفت چہ می بینی گفتم تا عرش عظیم فرمود کہ در زمین
ببین ببینکہ در زمین دیدم فرمود تا کجا می بینی گفتم تا تحت الثرٰی باز فرمود ہزار بار سورۂ اخلاص
بخوان بخواندم فرمود کہ باز ببیں چون بدیدم فرمود اکنون چہ می بینی گفتم تا حجاب عظمت فرمود کہ
چشم بستہ کن چون چشم بستہ کردم فرمود باز کن وا باز کردم دو انگشت مرا بنمود گفت چہ می بینی
گفتم ہیژدہ ہزار عالم را ببینکہ این بگفتم فرمود کہ بر دو کار تو تمام شد۔

## صراط مستقیم میں

مولوی اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں۔ براے کشف روح و ملائکہ و ملاقات آنہا و سیر امکنۂ زمین
و زماں و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند و طریقش در فصل اول مفصلاً
مذکور شد پس باستعانت ہمان شغل بہر مقامیکہ از زمین و آسمان و جنت و دوزخ خواہ
متوجہ شدہ سیر آن مقام نماید و احوال انجا دریافت کند و با اہل المقام ملاقات سازد
و اسباب گفتگوی بہ ایشان میسر می آید و از آئندہ یا گذشتہ باصلاح و مشورت
کارے از کارہاے دینی و دنیوی معلوم می گردد۔

## کشکول کلیمی میں

حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی فرماتے ہیں چون مراقبہ جمیع الجمع قرت گیرد آنچہ در عالم بگزرد مر سالک را ازاں اطلاع افتد اگر شادی است شادی و اگر غمی است غمی۔

## شمس العین میں

حضرت نیاز بے نیاز قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ نقش اسم ذات کو اپنے دل میں تصور کرکے چند مدت اس کی عادت کرے تو رفتہ رفتہ وہ نقش مثل آفتاب کے تاباں ہوجاتا ہے اور اس کے انوار سے جو اشیا پوشیدہ ہیں اس کو معلوم ہونے لگتی ہیں اور حشر و نشر اور احوال ارواح اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔

## یہ ظاہر ہے

کہ صاحب باطن کے قلب کو جو اس قدر نورانیت اور انکشاف ہوا تو یہ اُس آفتاب رسالت کے انوار کی ایک شعاع کا اثر ہے جس نے مثل ذرہ کے اس کے قلب کو منور کرکے اہل قلب کو سارے عالم کا عالم بنا دیا اور اب مقابلہ نورانیت اور انکشاف اس قلب کے جو مثل ایک ذرہ کے چمک رہا ہے اس آفتاب معدن انوار منبع اسرار کے نورانیت و انکشاف کی انتہا کو خیال فرمایئے کہ کہاں تک اُس کا انبساط ہوگا کوئی شخص اس کا اندازہ کرسکتا ہے اور اس نورانیت اور انکشاف کا نَقْفَعُ عِنْدَ حَتّٰی ہر اس عالم تکوین میں کوئی شے پوشیدہ رہ سکتی ہے کہ جس کا آپ کو علم نہ ہو۔ ہرگز نہیں ؎

بر و علم یک ذرہ پوشیدہ نیست      کہ پیدا و پنہاں بنزدش یکے ست

## اس احاطہ ہمہ دانی پر کہ

اگر کسی کو یہ شبہ پیدا ہو کہ رسول اللہ صلعم کا علم خدا کے علم کے برابر ہوگیا اور یہ شرک ہے

## جواب

اس کا یہ ہے کہ ذات اللہ تعالےٰ کی غیر متناہی۔ صفات اُس کی غیر متناہی۔ علم اُس کا غیر متناہی اور رسول اللہ صلعم کی ذات متناہی۔ آپ کی صفات متناہی آپ کا علم متناہی

محدود وما کان وما یکون میں ہے۔ جب خدا کا علم غیر متناہی اور رسول اللہ صلعم کا علم متناہی پھر متناہی اور غیر متناہی میں مساوات کہاں سے لازم آئی تاکہ شرک کا حکم لگایا جائے علاوہ اس کے خدا کا علم عین ذات اور رسول اللہ صلعم کا علم از قبیلہ کیفیات خدا کا علم ازلی رسول اللہ صلعم کا غیر ازلی اور حادث۔ خدا کا علم بلا واسطہ رسول اللہ صلعم کا علم بالواسطہ خدا کا علم حضوری یعنی ہر شے ہر وقت اُس کے پیش نظر رہتی ہے رسول اللہ صلعم کا علم حصولی ہر وقت ہر شے پیش نظر نہیں رہتی خدا کے علم کو کسی وقت ذہول نہیں رسول اللہ صلعم کو کبھی کبھی ذہول ہوا رہتا ہے۔ اس تفاوت بین پر رسول اللہ صلعم کے علم کو خدا کے علم کے برابر کہنا یا تو لوگوں کو بدظن کرنے کی غرض سے محض افتراء یا اس کو کہنے والے کی لاعلمی پر محمول کرنا چاہیے۔

## اس بیان سے اب دوسرا ثبوت سُنیے

ماقبل کے بیان سے جب یہ ثابت ہوا کہ اہل اللہ کو بذریعہ کشف لوح محفوظ کا علم ہوا کرتا ہے تو بہ نسبت ارباب کشف کے رسول اللہ کے کشف کو خیال فرمایئے کہ وہ لوح محفوظ کو کشف کیا ہوگا اور لوح محفوظ کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَکُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ یعنی کل چھوٹی بڑی چیزیں اس میں لکھی ہوئی ہیں

## صِغیر وکبیر

دو امر متضاد ہیں اور جہاں دو امر متضاد جمع ہو جاتے ہیں وہاں ما بینہ جمیع افراد کا مقصد ہوتا ہے چنانچہ کل افراد کی جو عموم پر دلالت کرتا ہے وہ اس امر کی توثیق اور تاکید کر رہا ہے پس کل صغیر وکبیر مستطر کے یہ معنی ہوئے کہ عالم تکوین میں جتنی چھوٹی بڑی چیزیں ہیں وہ سب لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہیں۔

اور لوح محفوظ جب رسول اللہ صلعم کے کشف کے تحت میں ہے تو ما کان وما یکون جو کچھ اس میں منقوش ہے وہ سب رسول مقبول صلعم کے سامنے ہے اور ان سب کو آپ دیکھ رہے ہیں۔ اور یہی ہمارا دعوےٰ ہے۔

## تیسرا ثبوت

اللہ جل شانہٗ رسول مقبول سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ

تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو ہر شے کے لیے واضح اور آشکارا بیان ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ نہیں چھوڑی ہم نے کتاب میں کوئی چیز یعنی اس قرآن میں ہم نے سب کچھ بیان کر دیا۔

## عالمِ وجود میں

جتنی چیزیں ہیں وہ سب شَیْءٍ کے تحت میں ہیں پس اس عالم کون میں جتنے موجودات ہیں وہ سب شے کے افراد ہیں اور اس آیت میں شَیْءٍ نکرہ حیز نفی میں واقع ہوا ہے جو مفید استغراق کو ہے پس وَمَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ کے یہ معنی ہوئے کہ ماکان ومایکون کے جتنے افراد ہیں وہ سب کتاب یعنی قرآن میں موجود ہیں۔ اور قرآن کا علم اجمالاً وتفصیلاً رسول اللہ صلعم کو دیا گیا اور قرآن کا علم دینا حقیقۃً مَاکَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا علم دینا ہے جو اس میں منقوش ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلعم کو مَاکَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا علم ہے۔

## چوتھا ثبوت

حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا اس میں اَلْاَسْمَآءَ پر الف لام استغراقی ہے جو جمیع افراد مدخول کو حکم میں شامل کر رہا ہے اور کُلَّھَا اس کی تاکید ہے جو یہ بتلا رہا ہے کہ کوئی اسم تعلیم سے خارج نہیں۔

## اور یہ ظاہر ہے

کہ اسماء کی تعلیم بغیر مشاہدہ مسمیات کے مہمل اور غیر معقول ہے۔ پس ضرور ہے کہ بروقت تعلیم اسماء کے اُن کی مسمیات جو بدو عالم سے انتہائے خلقت تک جتنی چیزیں تقدیر الٰہی میں تھیں اُن سب کو حضرت آدم علیہ السّلام کے سامنے کر کے جو جس کا نام تھا وہ اُن کو بتلا دیا گیا۔

## اور یہ امر متفق علیہ چلا آتا ہے

کہ جتنے انبیاء علیہم السّلام ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن سب کو ایک ایک نعمت سے فضیلت دے رکھی ہے اور اُن سب نعمتوں کا مجموعہ تن تنہا رسول اللہ صلعم کو عطا ہوا

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری     آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پس اس مجموعہ کے ضمن میں یہ بات ہے کہ بدو عالم سے انتہائے خلقت تک جتنی چیزیں تقدیر الٰہی میں مقدر تھیں وہ سب حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے کرکے ہر ایک کے نام ان کو بتلا دیے گئے۔ اور بدو عالم سے انتہائے خلقت تک جتنی چیزیں تقدیر الٰہی میں تھیں وہ سب رسول اللہ صلعم کے سامنے کرکے ہر ایک کے نام آپ کو بتلائے گئے اور بدو عالم سے انتہائے خلقت تک جتنی چیزیں تقدیر الٰہی میں تھیں جن کو ہم ما کان وما یکون کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مثل آدم علیہ السلام کے رسول اللہ صلعم کو ما کان وما یکون کا علم دیا گیا۔ جیسا کہ ہمارا دعوےٰ ہے۔

## پانچواں ثبوت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْہَا وَ اِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْہَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ۔

فرمایا رسول اللہ صلعم نے تحقیق اللہ تعالےٰ نے اٹھایا میرے واسطے دنیا کو پس میں نظر کرتا ہوں اس کی طرف اور ان چیزوں کی طرف جو قیامت تک ہونے والی ہیں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف دیکھتا ہوں۔

## چھٹا ثبوت

بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت حذیفہ سے روایت ہے قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ مَقَامًا مَا تَرَکَ شَیْئًا یَکُوْنُ فِیْ مَقَامِہٖ ذٰلِکَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ اِلَّا حَدَّثَ بِہٖ حَفِظَہٗ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ۔ روایت ہے حضرت حذیفہ سے کہ کھڑے ہوئے ہم میں رسول اللہ صلعم ایک مقام میں نہیں چھوڑی کوئی چیز جو اس جگہ قیامت تک ہونے والی ہے مگر بیان کیا اس کو یاد رکھا اس کو اس نے جو یاد رکھا اور بھول گیا اس کو جو بھول گیا۔

## ساتواں ثبوت

بخاری شریف میں حضرت عمر فاروق سے روایت ہے:۔

یَقُوْلُ قَامَ فِیْنَا النَّبِیُّ صلعم مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَاَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَہٗ وَ

نَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ۔
کہتے تھے کھڑے ہوئے نبی صلعم ہم میں ایک جلسہ اور خبر دی ہم کو ابتداء سے پیدائش سے روز قیامت تک یہاں تک کہ جنتی جنت میں دوزخی دوزخ میں داخل ہوئے۔ اور کہا اس کو جس نے یاد رکھا اسکو اور بھول گیا اس کو جو بھول گیا۔

## آٹھواں ثبوت

صحیح مسلم میں حضرت عمر بن اخطب انصاری سے روایت ہے:۔
قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم یَوْمًا الْفَجْرَ وَصَعِدَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔
کہا عمرو نے نماز پڑھائی ہمکو رسول اللہ صلعم نے ایک دن فجر کی اور چڑھے منبر پر اور وعظ فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا پس اُترے آپ منبر سے اور نماز پڑھی ظہر کی پھر چڑھے منبر پر اور وعظ فرمایا یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا پھر اُترے آپ منبر سے اور نماز پڑھی عصر کی پھر چڑھے منبر پر اور وعظ فرمایا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا پس خبر دی ہم کو اُن چیزوں کی جو قیامت تک ہونے والی ہیں۔ کہا راوی نے پس زیادہ جاننے والا ہم میں وہ ہے جس نے یاد رکھا اُس کو۔

## نواں ثبوت

جامع ترمذی میں معاذ بن جبل سے روایت ہے:۔
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم رَاَيْتُهٗ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلّٰی لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ۔
کہا معاذ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ دیکھا میں نے اللہ جل شانہٗ کو کہ رکھی اپنی ہتھیلی درمیان دونوں شانوں میرے کے پائی میں نے ٹھنڈک اُس کے پوروں کی درمیان اپنے سینے کے پس روشن ہو گئی میرے لیے سب چیز اور پہچانا میں نے اُس کو۔

## دسواں ثبوت

صحیح مسلم میں ابو داؤد سے روایت ہے:۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِیْ بِاَعْمَالِھَا حَسَنِھَا وَ قَبِیْحِھَا۔

فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ میری امت اچھے برے اعمالوں کے ساتھ مجھ پر پیش کی گئی۔

## گیارھواں ثبوت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم اَتَانِیَ اللَّیْلَۃَ رَبِّیْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ (قَالَ اَحْسِبُہٗ قَالَ فِی الْمَنَامِ) قَالَ یَا مُحَمَّدُ ھَلْ تَدْرِیْ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَوَضَعَ یَدَہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ اَوْ قَالَ فِیْ نَحْرِیْ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ قَالَ یَا مُحَمَّدُ ھَلْ تَدْرِیْ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ نَعَمْ۔

ابن عباس سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے رات کو میرا پروردگار اچھی صورت میں میرے پاس آیا اور کہا اے محمد کیا جانتے ہو تم کس چیز میں جھگڑتے ہیں فرشتے اعلیٰ کہا حضرت نے میں نے کہا نہیں پس رکھا ہاتھ اپنا میرے دونوں شانوں کے بیچ یہاں تک کہ میں نے پائی ٹھنڈک اپنے سینہ کے بیچ یا کہا فی نحری پس جان لیں میں نے وہ چیزیں جو آسمان اور زمین میں تھیں کہا اللہ تعالیٰ نے اے محمد کیا جانتا تو ہے کس چیز میں جھگڑتے ہیں فرشتے اعلیٰ کہا میں نے ہاں۔

## بارھواں ثبوت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِیْ اُتِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ (متفق علیہ)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے بھیجا گیا میں ساتھ جوامع الکلم کے اور مدد کیا گیا میں ساتھ رعب کے اور اس حالت میں کہ میں سوتا تھا اپنے آپ کو دیکھا کہ دیا گیا میں کنجیاں خزانوں زمین کی پس رکھی گئیں وہ میرے ہاتھ میں (متفق علیہ)

## تیرھواں ثبوت

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ

مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْکُهَا مَا زُوِیَ لِیْ مِنْهَا وَاُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ۔

ثوبان سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلعم نے تحقیق اللہ تعالیٰ نے بلند کی میرے لیے زمین پس دیکھے مشارق اور مغارب اس کے اور تحقیق اُمت میری قریب پہنچے گی ملک اس کے کو اس قدر بلند کیا گیا اس سے اور دیا گیا میں دو خزانے سرخ اور سفید۔

## ۱۴ چودھواں ثبوت

ابن جریر نے ابن مسعود سے روایت کی ہے: اُعْطِیَ نَبِیُّکُمْ کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا مَفَاتِیْحَ الْغَیْبِ۔ دیے گئے نبی ہمارے ہر شے مگر کنجیاں غیب کی۔

## ۱۵ پندرھواں ثبوت

عَنْ حُذَیْفَةَ بْنِ اَسِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِیْ الْبَارِحَةَ لَدَی هٰذِهِ الْحُجْرَةِ حَتّٰی لَاَنَا اَعْرَفُ بِالرَّجُلِ مِنْهُمْ مِنْ اَحَدِکُمْ بِصَاحِبِهٖ۔

حذیفہ بن اسید سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے پیش کی گئی اوپر میرے اُمت میری رات قریب اس حجرہ کے یہاں تک کہ بے شک میں ان کے ہر شخص کو تم سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم میں کوئی اپنے ساتھی کو پہچانے۔

## ۱۶ سولھواں ثبوت

امام مکی فرماتے ہیں:
اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَطْلَعَهٗ عَلَی الْعَالَمِ فَعَلِمَ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَمَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے اطلاع بخشی رسول اللہ صلعم کو اوپر تمام عالم کے پس جان لیا علم اولین اور آخرین اور ماکان و مایکون کو۔

## ۱۷ سترھواں ثبوت

اِنَّهٗ صلعم عُرِضَتْ عَلَیْهِ الْخَلَائِقُ مِنْ لَدُنْ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِلٰی قِیَامِ

السَّاعَةِ ثُمَّ عَلَّمَهَا كَمَا عَلَّمَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا
پیش کی گئی تمام نے رسول اللہ صلعم پر آدم علیہ السلام سے لیکر ختم ہونے قیامت تک پس پہچان
لیا آپ نے اُن کو جیسا کہ جان لیا حضرت آدم نے تمام ناموں کو۔

## اٹھارہواں ثبوت

فَعَلِمْتُ عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ۔ پس جان لیا میں نے علم اولین اور آخرین۔

## اُنیسواں ثبوت

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ۔

اس آیت شریف کا شان نزول یہ ہے کہ ایک مرتبہ حارث بن عمرو محاربی رسول اللہ صلعم کے پاس حاضر ہوا اور کہا اے محمد قیامت تو بہت کہا کرتے ہو مجھے بتاؤ کہ وہ کب آئیگی اور میں نے زمین میں بیج ڈالا ہے یہ بتلاؤ کہ بارش کب ہوگی۔ اور میری عورت حاملہ ہے یہ بتائیے کہ اُس کے لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ اور یہ بیان کیجئے کہ میں کل کیا کرونگا اور یہ کہئے کہ میں کس زمین میں مرونگا۔

جب حارث نے یہ سوال کئے تو موافق اس آیت شریف کے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ کے آپ نے اپنی طرف سے کچھ جواب نہیں دیا اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور حکم ہوا کہ اُس سے یہ کہدو یعنی موافق علم ربی آپ نے اُس سے کہا۔ کہ قیامت کا علم خدا کو ہے۔ مینہ خدا برساتا ہے۔ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اس کو خدا جانتا ہے کسی کو یہ خبر نہیں کہ کل کیا کریگا۔ یہ کسی کو معلوم نہیں کہ میں کہاں جاکر مروں گا۔ یہ سب باتیں خدا جانتا ہے۔ موافق حکم خدا کے اس طرح آپ کا بیان کر دینا دلیل اس بات کی نہیں کہ آپ کو اُن چیزوں کا علم نہیں بلکہ بقرینہ أُعْطِيتُ عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ کے ضرور ہے کہ جس طرح اور کل تمام چیزوں پر آگاہی ہے اسی طرح آپ ان چیزوں کو بھی جانتے ہیں۔

اب ہم اس آیت کے ہر ہر جملہ کی تشریح کر کے ہر ایک کا مفہوم بیان کرتے ہیں
[illegible] ان پر ہر ایک جملہ سے اپنا مقصود حاصل کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ

## اس آیت شریف میں پانچ سوالونکے جواب میں یہ پانچ جملے ہیں

پہلا جملہ یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ اس جملہ کا یہ مفہوم ہے کہ بیشک قیامت کا علم خدا کو ہے۔ اس پر ہمارا ایمان ہے لیکن اس جملہ کے کسی لفظ سے یہ مفہوم نہیں ہوتا کہ رسول اللہ صلعم کو قیامت کا علم نہ تھا۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ سے روایت ہے۔

قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم مَقَامًا مَا تَرَکَ شَیْئًا یَّکُوْنُ فِیْ مَقَامِہٖ ذٰلِکَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ اِلَّا حَدَّثَ بِہٖ حَفِظَہٗ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ۔

ایک بار رسول اللہ صلعم نے ہم میں کھڑے ہوکر ابتداے آفرینش سے لیکر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمایا یاد رکھا جس نے یاد رکھا بھول گیا جو بھول گیا۔

موافق ان حدیثوں کے کہ رسول اللہ صلعم نے ابتداے خلقت سے قیامت تک جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے بالتفصیل فتنوں کا ہونا لڑائیوں کا ہونا ظلم وتعدی کا ہونا امام مہدی علیہ السلام کا ظاہر ہونا سات یا آٹھ یا نو برس رہکر اس عالم سے تشریف لیجانا شام اور عراق کے درمیان سے دجال کا نکلنا چالیس روز رہکر تمام جہان میں فساد ڈال دینا حضرت عیسے علیہ السلام کا منارہ بیضائے شرقی دمشق میں نزول فرمانا دجال کو قتل کرنا ابن صیاد کا ذکر کرنا مشرق اور مغرب اور جزیرہ عرب میں خسف کا ہونا یاجوج ماجوج کا نکل کر تمام عالم میں پھیل کر مخلوق کو قتل کرنا حتے کہ آسمانوں کی طرف تیر پھینکنا وہاں سے خون آلودہ تیروں کا آنا حضرت عیسے علیہ السلام اور اُن کے اصحاب کی دُعا سے اُن میں بیماری پیدا ہونا اور اُس بیماری سے اُن کا مرنا۔ اُن کی لاشوں اور اُن کی بدبو سے لوگوں کا پریشان ہونا حضرت عیسے علیہ السلام اور اُن کے اصحاب کی دعا سے پرندوں کا آنا اور اُن کی لاشوں کو اُٹھا کر نیل میں پھینک دینا پھر مینھ کا برسنا اور زمین کو مثل آئینہ کے کر دینا۔ اُس کے بعد برسات کا ہونا عیسے علیہ السلام کا نکاح کرکے صاحب اولاد ہونا اور پینتالیس برس رہکر انتقال کرنا اور رسول اللہ صلعم کے مقبرہ میں اُن کا دفن ہونا اور دخان کا ہونا دابۃ الارض کا نکلنا اور حشر میں رسول اللہ صلعم اور حضرت عیسے علیہ السلام کا ایک ساتھ اُٹھنا پھر خوشبودار ہوا کا چلنا اُس ہوا سے جن کے دل میں ایک رائی کے دانہ برابر ایمان ہوگا اُن کا مرجانا اشرار کا زندہ رہنا جب تک کوئی اللہ اللہ کہنے والا ہوگا قیامت کا نہ آنا اور جب کوئی اللہ کہنے والا نہ رہیگا اُس وقت

قیامت کا آنا، مغرب سے آفتاب کا نکلنا۔ دکھن سے آگ کا ظاہر ہونا اُسکے خوف سے
لوگوں کا بھاگنا اور اُس کا تعاقب کرنا حتیٰ کہ لوگوں کو ملک شام میں لانا۔ کثرت سے بارش
کا ہونا خارج البول اور بوئے دخنت کے ساتھ لوگوں کا گمراہ ہونا زلزلہ کا آنا اور موافق حدیث
لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ دسویں محرم جمعہ کے دن حضرت اسرافیل کا صور
پھونکنا اُس کی کریہ آواز سے لوگوں کا مرنا۔ زمین اور آسمان ستارہ اور پہاڑ وغیرہ سب کا
درہم برہم ہوکر یک لخت فنا ہو جانا بعد مرنے کے پھر قبروں سے لوگوں کا اُٹھنا۔ پل صراط پر
لوگوں کا گذرنا۔ جھوٹوں کا کٹ جانا۔ بدوں کا کٹ کٹ کے گرنا۔ میدانِ حشر میں سب کا
جمع ہونا سوا نیزے آفتاب کے نیچے مخلوق کا جلنا اور بلبلانا ہر شخص کو اپنی اپنی پریشانی میں
ایک دوسرے کی خبر نہ ہونا باحیثیت حق ہر نبی اور ولی کا شفاعت سے انکار کرنا۔
آخر میں بیچارہ جوئی تمام مخلوق کا حضرت کی طرف رجوع کرنا آپکا شفاعت کے لیے کمر باندھنا
مقامِ محمود میں ایک زمانہ تک سربسجود حمد و ثنا کے ساتھ پڑا رہنا بخطاب یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَکَ
وَاسْئَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ۔ کے ساتھ جناب باری کا مخاطب ہونا اور اس بشارت
پر شکر آنا میزانِ اعمال میں لوگوں کی نیکی بدی تولنا۔ نیکوں کا بہشت میں پہنچنا بدوں کی شفاعت
کرکے دوزخ سے نکالکر بہشت میں لانا۔ انبیا اولیا اتقیا اصفیا ابرار غوث قطب ابدال و صلحا وغیرہ
کا اپنے اپنے اعمال اور مرتبے کے موافق طرح طرح کے اماکن اور منازل میں جگہ پانا طرح طرح
کی نعمتوں سے ممتاز ہونا آبِ کوثر سے لوگوں کو سیراب کرنا۔ کافروں، منافقوں اور بدکاروں
کا اپنے اپنے اعمال کے موافق دوزخ میں جانا۔ ایمان والوں کا دیدارِ الٰہی سے مشرف ہونا
عشاق جانباز کا مثل بانگ جرس متحرک رہنا اور تمام باتیں جو جو قیامت میں ہونے والی
ہیں بالتفصیل سب کو آپ نے بیان فرمایا جس کو شک ہو مشکوٰۃ شریف وغیرہ دیکھکر اپنا
اطمینان کرلے۔

**جب ابتدائے خلقت سے انتہائے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے**
بالتفصیل آپنے بیان فرمایا اور یہاں تک تشریح کردی کہ دسویں محرم جمعہ کے دن
قیامت قائم ہوگی تو اب قیامت کے جاننے میں کونسی بات رہ گئی۔ صرف یہ بات کہ وہ
کونسے سنہ اور کس صدی کا مراد ہے۔ اسکو خدا کے علم پر چھوڑ دیے یا اس کی اخفا کو کسی
مصلحت پر محفوظ رکھے جیسا کہ ہمارا خیال ہے۔

عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ۔

روایت ہے شعبہ سے وہ روایت کرتے ہیں قتادہ سے قتادہ روایت کرتے ہیں انس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے بھیجا گیا میں اور قیامت مثل ان دو انگلیوں کے۔

دو امر مجہول یا ایک امر معلوم دوسرا مجہول ہو تو ان دونوں میں سے کمی بیشی کا اندازہ کرنا ایک امر محال ہے۔ پس دو امر کی کمی بیشی معلوم کرنے کے لیے اوّل اُن دونوں کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ جب یہ معلوم ہوا تو رسول اللہ صلعم کا یہ فرمانا۔

بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ۔ بھیجا گیا میں اور حال یہ ہے کہ میں اور قیامت مثل ان دو انگلیوں کے بیچ جیسا کہ مسبحہ اور وسطیٰ میں تفاوت اور زیادتی ہے اُسی قدر قیامت کو مجھ سے دوری اور بُعد ہے پس اُس زیادتی کے بیان کرنے کے لیے مثل اپنے نفس کے قیامت کا علم ہونا ضروری ہے۔ اگر قیامت کا علم نہ ہوتا تو معلوم اور مجہول میں کمی بیشی کا اندازہ کس طرح ہوسکتا اس قرینہ سے معلوم ہوا کہ آپ کو قیامت کا علم تھا اور اُسکے اظہار میں انتظام عالم کا بگڑنا تھا۔ اس لیے اس کو مخفی رکھا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ يَاْتُوْنَ النَّبِيَّ صلعم يَسْاَلُوْنَهٗ عَنِ السَّاعَةِ فَكَانَ يَنْظُرُ اِلٰى اَصْغَرِهِمْ فَيَقُوْلُ اِنْ يَّعِشْ هٰذَا لَا يُدْرِكُهُ الْهَرَمُ حَتّٰى يَقُوْمَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ اعرابی لوگ رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور قیامت سے سوال کیا آپ نے فرمایا کہ یہ لڑکا اگر زندہ رہا تو بڑھاپا نہ پائیگا کہ قیامت آجائیگی۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَّنْفُوْسَةٍ يَاْتِيْ عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وَّهِيَ حَيَّةٌ يَوْمَئِذٍ یعنی آج روئے زمین پر کوئی نفس سانس لینے والا نہیں کہ گزرے اُس پر ایک صدی اور وہ اُس وقت زندہ ہو یعنی میری اُمت کے اکثر لوگ سو برس سے زیادہ نہ جئینگے پس اس سو برس کے اندر صغر اور ہرم دونوں محدود اور معلوم ہیں جب رسول اللہ صلعم نے یہ فرمایا کہ قیامت ایسی قریب ہے کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو کہولت سے پہلے قیامت آجائیگی اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو قیامت کے آنے کا زمانہ معلوم تھا۔ اگر معلوم نہ ہوتا تو کہولت سے پہلے قیامت کا آنا کس طرح بیان فرماتے۔ پس یہ قرینہ دلالت کرتا ہے کہ آپ کو قیامت کے قائم ہونے کا وقت معلوم تھا۔

حضرت عمر سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام انسان کی صورت میں حضرت صلعم کے پاس آئے اور زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گئے اور اسلام اور ایمان اور احسان کے سوال جواب کے بعد آخر کو یہ کہا۔ يَا مُحَمَّدُ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ اے محمد مجکو قیامت سے خبر دیجیے

اس کے جواب میں آپ نے فرمایا مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ یعنی قیامت
کو میں تجھ سے زیادہ نہیں جانتا۔ یعنی جس قدر تجھکو قیامت کا حال معلوم ہے اُسی قدر مجھکو اُسکا علم ہے
رسول اللہ صلعم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ مجھکو قیامت کا
علم نہیں بلکہ بقرینہ تفضیل آپ نے بہ نسبت مخاطب کے اپنے علم کی زیادتی کی نفی فرمائی اور زیادتی
کی نفی جب صحیح ہو سکتی ہے کہ مفضل اور مفضل منہ میں امر مشترک کہ یہاں عبارت قیامت کے علم
سے ہے دونوں میں پائی جاوے۔

پس اس قرینہ سے صاف ظاہر ہے کہ ذات والا صفات رسول مقبول میں قیامت
کا علم تھا اور باوجود علم کے اسرار الٰہی سمجھکر لوگوں سے پوشیدہ کرکے بطور ایہام کے جاننے والوں
کو اپنے جاننے اور نہ جاننے پر اشارہ کر گئے ہیں۔

راز درون پردہ ز رندان مست پُرس
کایں حال نیست صاحب عالی مقام را

اسم تفضیل میں جو مبدء اشتقاق ہوتا ہے وہی مفضل اور مفضل منہ میں امر مشترک ہوا کرتا
ہے اور اُسی کی کمی بیشی علت تفضیل کی ہوا کرتی ہے۔
اور اس حدیث میں اعلم کا مبدء اشتقاق علم ہے جو مفضل و مفضل منہ میں کمی بیشی کیساتھ
مشترک ہے اور تحت نفی میں آنے سے حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ مسئول عنہ سائل سے
علم میں زیادہ نہیں بلکہ علم میں دونوں برابر ہیں۔
اس حدیث سے رسول اللہ صلعم کو قیامت کا علم ہونا ثابت ہوتا ہے۔
اور محشی اس جملہ کے متعلق جو یہ لکھتے ہیں کہ قیامت کے نہ جاننے میں دونوں برابر ہیں یہ حقیقت
میں ماحصل اس عبارت کا ہے ما المسئول عنہ باجہل من السائل یعنی جہل میں مسئول
سائل سے زیادہ نہیں بلکہ جہل اور نہ جاننے میں دونوں برابر ہیں۔ اور یہی خلاف حدیث کے
ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہی معنی صحیح ہیں کہ قیامت کا علم جس قدر حضرت جبرئیل کو ہے اُسی قدر
قیامت کا علم رسول اللہ صلعم کو ہے اُس سے زیادہ نہیں۔
تنبیہ۔ ان بیانات پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتداے خلقت سے انتہاے قیامت
تک جو امور شدہ اور شدنی ہیں وہ سب کے سب رسول اللہ صلعم پر منکشف تھے جنکو آپنے
بیان فرمایا ہے کہ منجملہ انکے یہ قیامت کے علم پر بھی اشارہ کر گئے۔

## یہ پہلے جملہ کی تقریر ہوئی اب دوسرے جملہ کا حال سُنیئے

دوسرا جملہ یہ ہے۔ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ اس کا مفہوم یہ ہے کہ مینھ خدا برساتا ہے۔ اس جملہ میں بھی کسی الفاظ سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ خداوند تعالیٰ نے مینھ برسنے کا علم سوائے اپنے اور کسی کو نہیں دیا۔ اُعْطِیْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح قیامت تک کی تمام چیزوں کا علم رسول اللہ صلعم کو عطا فرمایا اسی طرح اس مینھ برسنے کا علم بھی عطا کیا۔ چنانچہ باب النفخ فی الصور میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے مابین النفختین اربعون ثم ینزل اللہ من السماء ماء فینبتون کما ینبت البقل۔ درمیان دو نفخوں کے چالیس برس ٹھہرا رہے گا اللہ تعالےٰ آسمان سے پانی پس اُگیں گے جیسے کہ اُگتا ہے سبزہ

نواس بن سمعان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے دجال کے تصرفات کا ذکر کیا اور فرمایا فیامر السماء فتمطر والارض فتنبت پس دجال حکم کریگا ابر کو پس برساویگا ابر مینھ کو اور حکم کریگا زمین کو پس اُگا دیگی۔

رسول اللہ صلعم نے یاجوج ماجوج کے حال میں بیان فرمایا کہ جب یاجوج ماجوج مرجاینگے اُن کی لاشوں کی چربی سے زمین خراب اور متعفن ہوجائیگی ثم یرسل اللہ مطرا لا یکن منہ بیت مدر ولا وبر فیغسل الارض حتی یترکھا کالزلفۃ بھیجیگا اللہ تعالےٰ ایک بڑا مینھ کہ نہیں چھپاویگا کسی چیز کو اس مینھ سے گھر مٹی کا اور نہ گھر صوف کا پس دھو ڈالے گا وہ زمین کو یہاں تک کردیگا اُسکو مانند آئینہ کے صاف۔

تنبیہ۔ یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم کو پانی برسنے کا علم تھا۔ پانی کا کیا ذکر آپ نے آگ ہوا خاک مٹی کی خبر دی ہے۔ آپ کی شان تو ارفع ہے آپ کے ادنےٰ ادنےٰ غلام نجومی اور رمال اور جفار وغیرہ موافق اصول اور قواعد موضوعہ کے پانی برسنے کا جو حکم لگاتے ہیں اگر ان کے استخراج میں غلطی نہیں ہوئی تو وہ اکثر مطابق واقع کے ہوتا ہے۔ گو مثل تشخیص اطبا کے وہ ایک امر ظنی اور شرعاً ناجائز اور ممنوع ہے اور مسلمانوں کو اُس کا اعتقاد کرنا نہ چاہیے مگر ہر شخص کے دنرات کے مشاہدہ میں ہے کہ وہ اکثر واقع کے مطابق ہوتا ہے نجومیوں وغیرہ کا کیا ذکر ہے وہ تو اصول اور قواعد سے استخراج کرتے ہیں عامی لوگ جن کو بارہا تجربہ ہوتا رہتا ہے وہ آثار اور قرائن سے پانی برسنے کو معلوم کرلیتے ہیں اور رسول اللہ صلعم جن کو علم اولین اور آخرین عطا ہوا ہے اُنکو پانی برسنے کا حال معلوم نہ ہو اِس کے کیا معنی۔

———(*)———

# اب تیسرے جملے کا حال سُنیے

**تیسرا جملہ یہ ہے۔** وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اس کا علم خدا کو ہے۔ اس جملہ میں بھی کسی لفظ سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ خدا تعالیٰ نے سوائے اپنے لڑکا یا لڑکی ہونے کا علم کسی کو نہیں دیا۔ اگر اسکو تسلیم کر لیا جائے تو یہ واقع کے خلاف ہے اس لیے کہ:-

اُم الفضل حضرتؐ کے پاس آئیں اور کہا کہ میں نے رات کو خواب دیکھا ہے۔ گویا آپ کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا میری گود میں آگیا۔ حضرت صلعم نے فرمایا کہ فاطمہؓ کے بیٹا پیدا ہوگا وہ تمہاری گود میں رہیگا۔ چنانچہ حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اور وہ ان کی گود میں رہے۔ یہاں حضرتؐ نے لڑکا پیدا ہونے کی خبر دی۔

ابو نعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ام الفضل اُن کی ماں رسول اللہ صلعم کے سامنے ہو کر گزریں آپ نے اُن سے فرمایا کہ تمہارے اس حمل سے بیٹا پیدا ہوگا جب وہ لڑکا پیدا ہو تو میرے پاس لے آنیو۔ اُم الفضل کہتی ہیں کہ جب لڑکا پیدا ہوا میں حضرتؐ کے پاس لے گئی آپ نے لڑکے کے داہنے کان میں اذان کہی اور بائیں کان میں اقامت فرمائی اور لعاب دہن مبارک اُسے چکھایا اور اُس کا نام عبداللہ رکھا اور کہا لیجاؤ خلیفوں کے باپ کو۔ اس حدیث میں حضرتؐ نے لڑکا پیدا ہونے کی خبر دی۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میرے اہلِ بیت میں سے (امام حسین علیہ السلام کی نسل سے) ایک شخص کو اللہ تعالیٰ بھیجے گا کہ نام اُس کا میرے نام پر ہوگا اور اُن کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دیگا جیسے پہلے ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلعم نے امام مہدی علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبر دی ہے۔

رسول اللہ صلعم کو مولود کے علم ہونے کا کیا ذکر ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور خود رسول اللہ صلعم کے پیدا ہونے سے پہلے ہی نجومیوں نے خبر دی تھی کہ یہ لڑکے بس اس صفت کے پیدا ہونگے اور ان سے یہ یہ کارنمایاں ہونگے۔

**تنبیہہ۔** ان حدیثوں سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو لڑکا یا لڑکی پیدا ہونے کا علم تھا

# اب چوتھے جملہ کا حال سنیے

چوتھا جملہ یہ ہے ۔ وَمَا تَدْرِی نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۔ اس جملہ میں مَاذَا تَدْرِی تکسب کا فاعل نفس ہے جس کے یہ معنی ہوئے کہ کسی کو اپنے فعل کی خبر نہیں کہ میں کل کیا کرونگا۔ اس جملہ میں بھی کسی لفظ سے وہ نہیں سمجھا جاتا کہ خدا تعالےٰ نے سوائے اپنے کسی کو یہ علم نہیں دیا کہ میں کل کیا کرونگا۔

سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا غزوہ خیبر کے دن لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۔ البتہ میں دونگا اس علم کو کل ایسے شخص کو کہ فتح کریگا اللہ تعالےٰ اس کے ہاتھوں پر اور وہ دوست رکھتا ہے اللہ اور اس کے رسول کو اور اللہ اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں ۔ دوسرے روز صبح کو سب لوگ جمع ہوئے حضرت نے فرمایا علیؓ کہاں ہیں لوگوں نے کہا ان کی آنکھ دکھتی ہے آپ نے کسی کو بھیج کر بلوایا اور لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا وہ بالکل اسی وقت اچھی ہوگئیں فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ پس آپ نے وہ علم ان کو دیا اور آپ نے جاکر خیبر فتح کرلیا ۔ (مشکوٰۃ شریف مناقب حضرت علیؓ)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلعم کو کل جو کام کرنا تھا ایک دن پہلے آپ کو معلوم تھا کہ کل میں یہ کرونگا۔

روزۂ رمضان کی نیت اس طرح کی جاتی ہے ۔ بِالصَّوْمِ غَدًا نَوَيْتُ میں کل کے روزہ کی نیت کرتا ہوں ۔ ہر روزہ رکھنے والا ایک دن پہلے جانتا ہے کہ میں کل روزہ رکھونگا اور اپنے علم کے موافق وہ دوسرے دن روزہ رکھتا ہے اور یہ حکم شرعی ہے جو ہر مسلمان پر واجب ہے ۔

**تنبیہ** ۔ ان حدیثوں مذکورہ اور آیت شریف کے پہلے جملہ میں جو جو حدیثیں بیان ہوئیں ان سب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو ہزاروں برس پہلے اپنے آئندہ کاموں کی خبر تھی کہ فردائے قیامت میں مجھ سے ہزاروں کام انجام پائیں گے ۔

رسول اللہ صلعم کے فعل اور شرعی حکم جانے دیجیے علے العموم تمام جہان کا دستور ہے کہ جب کسی کو کوئی کام کرنا منظور ہوتا ہے تو وہ ایک روز پہلے اس کا منصوبہ کرتا ہے کہ مجھ کو کل یا بالقید یوم فلاں وقت فلاں کام کرنا ہوگا اور اپنے خیال کے مطابق اسی دن اور اسی وقت وہ اس کام کو کرتا ہے اور یہ مخصوص کسی خاص کام کے ساتھ نہیں ہے بلکہ علے العموم فوجی کا مول

کو دیکھیے عدالتی کاموں کو دیکھیے تجارتی کاموں کو دیکھیے کارخانہ داری کے کاموں کو دیکھیے موافق رسم ورواج زمانہ کے جو جلسے اور کمیٹیاں ہوتی ہیں حاضرین کو پہلے سے اطلاع ہوجاتی ہے کہ فلاں وقت فلاں فلاں کمیٹی میں جاکر یہ کام کرنا ہے۔ اور موافق اُس علم کے اُسی وقت اور اُسی دن آکر وہ اُس کام کو کرتا ہے۔ اس صورت میں ہر شخص اپنے ارادہ کے موافق اپنے فعل آئندہ کا عالم ہوتا ہے۔ اور موافق اُسکے ارادہ کے وہ کام ظہور میں آتا ہے۔ گو مشیت ایزدی اور تقدیر الہی سے کوئی امر خلاف اُس کے منصوبہ اور خیال کے ظہور میں آئے مگر یہ اکثر نہیں شاذ ونادر ایسا ہوتا ہے۔

ماقبل کے بیان سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کلام الہی سے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ کسی کو علم نہیں ہوتا کہ میں کل کیا کرونگا اور لوگوں کا کاروبار روزانہ یہ دکھلا رہا ہے کہ جس کو جو کام کرنا ہوتا ہے اُس کو ایک دن پہلے ہی سے یہ علم ہوتا ہے کہ مجھکو کل یہ کام کرنا ہے اور مطابق اس کے خیال کے دوسرے روز وہی کام اُس سے ظہور میں آتا ہے اور یہ مخالفت کلام الہی میں شبہ ڈالتی ہے

## جواب

کلام الہی اور لوگوں کے برتاؤ میں کوئی مخالفت نہیں فقط سمجھ کا پھیر ہے۔ اس لیے کہ علم دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک علم مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہ دوسرا علم مِنْ وَجْہٍ اسی طرح جہل دو قسم کا ہوتا ہے ایک جہل مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہ دوسرا جہل مِنْ وَجْہٍ۔ علم مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہ یہ ہے کہ وہ ہر طرح سے معلوم ہو۔ اور علم مِنْ وَجْہٍ یہ ہے کہ بعض وجہ سے معلوم ہو اور بعض وجہ سے مجہول ہو جہل مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہ یہ ہے کہ وہ ہر وجہ سے مجہول ہو اور جہل مِنْ وَجْہٍ یہ ہے کہ بعض وجہ سے مجہول ہو اور بعض وجہ سے معلوم ہو۔ علم من وجہ اور جہل من وجہ میں عام خاص من وجہ کی نسبت ہوتی ہے اور علم من کل الوجوہ اور جہل من کل الوجوہ میں مباینت تامہ ہوتی ہے اور وہ باہم متضاد ہوتے ہیں۔

جب یہ معلوم ہوا تو اب سنیے کہ اس آیت شریف میں جہل من کل الوجوہ مراد ہے اسلیے کہ لاتدری نفس ماذا تکسب غدًا میں ماذا تکسب میں نکارت ہے اور نکرہ غیر معین ہوتا ہے پس آیت شریف کے یہ معنی ہوئے کہ جو شے غیر معین اور مجہول مطلق ہے اُس کو کوئی نہیں جان سکتا کہ میں کل کیا کرونگا۔ اور فعل ارادی میں جہل من وجہ ہوتا ہے کہ بوجہ تعیین اور ارادہ کرنے کے نکارت جاتی رہتی ہے اور وہ فعل من وجہ معرفہ ہوجاتا ہے یعنی بوجہ اپنے ارادہ کے وہ فعل معلوم اور معروف ہوتا ہے اور باعتبار

مختص اور دو خارجی کے مجہول ہوتا ہے یعنی اُس کو یہ خبر نہیں ہوئی کہ وہ فعل ہوگا یا نہ ہوگا پس آیت شریف میں علم من کل الوجوہ کی نفی ہے اور بندوں کے افعال میں علم من وجہ کی نفی ہے اس صورت میں کوئی منافات اور مخالفت لازم نہیں آتی۔

## اب پانچویں جملے کا حال سُنیے

**پانچواں جملہ یہ ہے۔** وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ میں ماندری اور تموت کا فاعل نفس ہے جس کے یہ معنی ہوئے کہ کسی کو اپنے مرنے کی خبر نہیں کہ میں کہاں مرونگا۔

اس جملہ میں بھی کسی لفظ سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ خداوند تعالیٰ نے سوائے اپنے کسی کو مرنے کی خبر نہیں دی۔

**معجزہ (۳۶)** مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اہل بدر کے حال میں بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں جائے قتل ایک ایک کا ذکر جو بدر میں مارے گئے ایک دن پہلے دکھادی تھی اور فرمایا تھا کہ کل اس جگہ فلانا قتل ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ۔ اس جگہ فلانا قتل ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا کہ قسم اُس ذات کی جس نے جناب رسول اللہ صلعم کو دین حق کے ساتھ بھیجا کسی نے اُن میں سے اُس جگہ سے تجاوز نہ کیا جہاں رسول اللہ صلعم نے اُس کا مقتل بتایا تھا۔

**تنبیہ۔** اس حدیث میں رسول اللہ صلعم نے نام بنام اہل بدر کا مرنا اور اُن کے گرنے کی جگہ بتلادی اور نیز اُن کے قتل اور مقتل کی خبر دینے کے وقت حضرت صلعم کا انشاء اللہ تعالےٰ کہنا ثبوت اس امر کا ہے کہ وہ خبر بذریعہ وحی یا الہام کے نہ تھی بلکہ وہ علم کشفی تھا اس لیے کہ جو امر بذریعہ وحی یا الہام کے ہوتا ہے وہ تو یقینی ہوتا ہے۔ اُس میں انشاء اللہ تعالےٰ کہنے کی ضرورت نہیں جو مقام ظن میں بولا جاتا ہے۔

**معجزہ (۳۷)** ابونعیم نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے موضع قبر امام حسین علیہ السلام پر پہنچکر فرمایا کہ یہاں اُن کے اونٹ بیٹھے ہونگے اور یہاں اُن کے اسباب کی جگہ ہوگی اور یہاں اُن کے خون بہنے کا مکان ہوگا۔ ایک جماعت ہوگی آل محمدؐ کی کہ اس میدان میں ماری جائیگی اُن پر آسمان و زمین روئیں گے۔

**تنبیہ۔** اس حدیث میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے شہید ہونے اور جگہ شہید ہونے کی تبلادی۔

**معجزہ** (۶۴) حضرت ابوذرؓ کی وفات قریب ہوئی اُن کی زوجہ ام ذر رونے لگیں ابوذر
نے کہا تم کیوں روتی ہو ام ذر نے کہا میں کیسے نہ روؤں تمہاری وفات جنگل میں ہوئی اور
ہمارے پاس کفن بھی نہیں۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا مت رو۔ جناب رسول اللہ صلعم ایک
جماعت کو کہ میں بھی اُن میں تھا خطاب کرکے فرمایا کہ تم میں سے ایک آدمی زمین غیر آباد میں
مریگا اُس کے جنازہ پر ایک جماعت مسلمانوں کی حاضر ہوگی سو وہ آدمی میں ہی ہوں تم
راہ پر جاکر دیکھو وہ کہتی ہیں کہ میں نکلی سو کچھ لوگ مسافر سوار آتے دیکھے اُنھیں میں نے حضرت
ابوذرؓ کے حال کی خبر دی وہ سب حضرت ابوذرؓ کے پاس آئے اور بعد انتقال کے اُن کی
تجہیز اور تکفین کی۔

**تنبیہ**۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلعم نے اُس جنگل میں ابوذر کے مرنے کی خبر دی تھی۔

**معجزہ** (۶۵) رسول اللہ صلعم نے موضع موتہ میں جو مدینہ منورہ سے ایک مہینہ کی
راہ پر ہے زید اور جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضوان اللہ علیہم کے شہید ہونے کی خبر دی۔ اور
حبش میں نجاشی بادشاہ کے انتقال کی خبر دی۔

**تنبیہ**۔ ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو مرنے والوں کا مرنا معلوم اور اُنکے
مرنے کی جگہ معلوم تھی۔

**مشکوٰۃ شریف** مترجم جلد ۱ صفحہ ۳۰ براء بن عازب سے روایت ہے کہ جب کوئی مرتا
ہے تو منکر نکیر اس کی قبر میں آکر سوال کرتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے۔ مومن جواب دیتا ہے
کہ میرا رب خدا ہے اور کافر کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا پھر سوال کرتے ہیں تیرا دین کیا
ہے۔ مومن کہتا ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ کافر کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ اُس کے
بعد کہتے ہیں مَا هٰذَا الرَّجُلُ بُعِثَ فِيكُمْ۔ هذا اسم اشارہ محسوس قریب کے لیے
موضوع ہے اور الرجل سے رسول اللہ صلعم مراد ہیں پس فرشتے رسول اللہ صلعم کی طرف
اشارہ کرکے کہتے ہیں کہ یہ کون ہیں جو تم میں بھیجے گئے مومن کہتا ہے کہ یہ رسول خدا ہیں اور
کافر کہتا ہے کہ ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پس قبر میں فرشتوں کا رسول اللہ صلعم کی طرف اشارہ
کرنے سے متحقق ہوا کہ رسول اللہ صلعم ہر مومن اور کافر کی قبر میں تشریف لاتے ہیں اور اُنکے
مرنے اور مدفن اور مومن اور کافر ہونے کی آپ کو خبر ہوتی ہے۔

**اور یہ ظاہر ہے** کہ سارے جہان میں ہر روز بلکہ ہر ساعت لاکھوں مرتے رہتے ہیں
اور موافق اس حدیث کے ہر مرنے والے کی قبر میں آپ کا تشریف لے جانا منصوص قطعی
ہے۔ اس صورت میں لاکھوں آدمیوں کا مرنا اور اُن کے مدفن اور اُن کے اچھے برے

ہونے کا حال روزانہ آپ کو معلوم ہوتا رہتا ہے۔

**بعض صاحبوں** کا یہ خیال کہ رسول اللہ صلعم اور قبر کے درمیان جو حجاب ہے وہ اٹھا لیا جاتا ہے یہ تاویل تکلف سے خالی نہیں اس لیے کہ ھٰذا کی وضع محسوس قریب کے لیے ہے اور رسول اللہ صلعم اور قبر کے درمیان منزلوں کا بعد ہوتا ہے اور بعید کے اشارہ کے لیے لفظ ذاک اور ذالک کا موضوع ہے اس صورت میں بجائے ما ھٰذا الرجل بعث فیکم کے ذالک الرجل بعث فیکم ہونا چاہیے تھا اور بجائے ذالک کے ھٰذا کا استعمال ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم بذاتِ خود تشریف لاتے ہیں اور ھٰذا کے ساتھ مشارالیہ بنتے ہیں۔

**اور اگر** حجاب کا اٹھنا ہی مان لیا جائے تب بھی رسول اللہ صلعم کو ہر شخص کے مرنے اور اسکے دفن کی خبر ہوتی رہتی ہے۔

**اور بعضوں نے** جو یہ تاویل کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی شبیہ پیش کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں ما ھٰذا الرجل بعث فیکم تو یہ عبارت اس تاویل کو تسلیم نہیں کرتی۔ اس لیے کہ رجل کا اطلاق شبیہ پر نہیں آتا نہ حقیقۃً نہ مجازاً۔ اگر شبیہ ہوتی تو یوں سوال ہوتا ھٰذا الشبیہ لمن ھو بعث فیکم یہ شبیہ کس کی ہے جو تم میں بھیجے گئے اس سے معلوم ہوا کہ یہاں شبیہ مراد نہیں بلکہ نفس ذات مقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مقصود ہے۔

**اگر یہ فرض کیا جائے** کہ جیسے حضرت جبرئیل علیہ السلام دحیہ کلبی کی صورت میں حضرت کے پاس آتے تھے اسی طرح کوئی فرشتہ حضرت کی صورت بنکر قبر میں آئے اور سوال کنندہ اس کی طرف اشارہ کرکے یوں کہے ما ھٰذا الرجل بعث فیکم یہ کون ہیں جو تم میں بھیجے گئے اس صورت میں بُعِثَ فِیْکُمْ کی اسناد الرجل کی طرف صحیح نہیں اس لیے کہ یہ فرشتہ مبعوث ہو کر لوگوں میں نہیں گیا پس یہ اضافت غلط ہوئی بلکہ بجائے ما ھٰذا الرجل بعث فیکم کے یوں سوال ہوتا اَلَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ مِثْلَ ھٰذَا الرَّجُلِ مَنْ ھُوَ وہ شخص جو تم میں بھیجے گئے مثل اس شخص کے وہ کون ہیں اور خلاف اس کے جب ما ھٰذا الرجل بعث فیکم کے ساتھ سوال ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ خود حضرت بذاتِ خود تشریف لاتے ہیں **حضرت** صلعم کے علم کی وسعت کا کیا ذکر ہے ادنے ادنے طبیب جنکو رسالہ قبریہ پر عبور اور مہارت تامہ ہے وہ آثار اور علامات سے بقید یوم مرنے کا حال بیان کردیتے ہیں اور وہ مطابق واقع کے ہوتا ہے۔

تنبیہ ان تمام بیانوں سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر شخص کے مرنے اور اس کے مومن ہونے نہونے کا علم ہوتا ہے۔

## الغرض ان تمام حدیثوں کو بالا سے یہ ثابت ہوا کہ

رسول اللہ صلعم نے اپنی نسبت قیامت کے علم کی خبر دی۔ بیٹے میں لڑکا ہونے کی خبر دی۔ سید الشہدا علیہ السلام کے مشہد اور کفار بدر کے مقتل کی خبر دی۔ ایک دن پہلے اپنے کام کرنے کی خبر دی۔ پانی برسانے کی خبر دی جب اس آیت شریف کے پانچوں مصادیق رسول اللہ صلعم کی ذات مقدس سے ظہور میں آئے اس صورت میں یہ کہنا کہ ان پانچ چیزوں کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں یہ واقع کے خلاف ہے۔

## اور مشکوۃ شریف باب الایمان میں

حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں جو یہ عبارت ہے فِی خَمْسٍ لَا یَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ قَرَءَ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ یہ حضرت ابو ہریرہ کا مقولہ ہے رسول اللہ صلعم کا ارشاد نہیں ہے اس لیے کہ خود ہی رسول اللہ صلعم یہ فرمائیں کہ ان پانچ چیزوں کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں اور خود ہی بروایت متعددہ ان پانچ چیزوں کو بالتشریح بیان فرمائیں یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ یہ مقولہ رسول اللہ صلعم کا نہیں بلکہ حضرت ابو ہریرہ کا ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت عمر سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام انسان کی صورت میں حضرت کے پاس آئے اور حضرت سے سوال کیا کہ اسلام کیا چیز ہے۔ بعد جواب کے پھر پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے۔ بعد جواب کے پھر سوال کیا کہ احسان کیا شے ہے۔ بعد جواب کے کہا کہ قیامت سے خبر دیجیے اس کے جواب میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ میں تم سے زیادہ نہیں جانتا یعنی جس قدر تمکو قیامت کا علم ہے اسی قدر مجکو قیامت کا علم ہے تم سے زیادہ نہیں جانتا۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت سے کہا کہ قیامت کے آثار اور علامتیں بیان کیجیے۔ چونکہ جبرئیل علیہ السلام جو خدا کی طرف سے وحی لانے والے ہیں وہ خود ہی سائل ہیں اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم بلا نزول وحی خود ہی اپنے علم کشفی سے صدہا برسوں کے بعد جو امور شدنی ہیں

بے تامل ان کو اس طرح بیان فرمایا اَنْ تَلِدَ الْاَمَۃُ رَبَّتَھَا جننے کی لونڈی اپنے مالک کو (یہ مسئلہ ہے کہ لونڈی کی اولاد بعد مرنے اُس کے باپ کے یہ لڑکا اس کے ترکہ کا مالک ہوتا ہو۔ چونکہ یہ لونڈی اُسکے باپ کے ترکہ میں تھی جب وہ مرا تو یہ لڑکا اُسکے مال کا وارث ہوا اور یہ لونڈی اُس کے ترکہ میں آئی اور یہ اُس کا مالک ہوا)

## دوسری علامت حضرت نے یہ بیان فرمائی

وَاَنْ تَرَی الْحُفَاۃَ الْعُرَاۃَ الْعَالَۃَ رِعَاءَ الشَّاءِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ ثُمَّ انْطَلَقَ (رواہ المسلم)

اور دوسری علامت یہ ہے کہ دیکھے تو ننگے پاؤں والوں کو ننگے بدن والونکو مفلسوں کو بکریاں والے بکریوں کو فخر کرینگے بیچ عمارتوں کے (بعد اس بیان کے) پھر حضرت جبریل ؑ چلے گئے (روایت کی اس حدیث کی مسلم نے)

وَرَوَاہُ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ مَعَ اِخْتِلَافٍ وَفِیْہِ وَاِذَا رَاَیْتَ الْحُفَاۃَ الْعُرَاۃَ الصُّمَّ الْبُکْمَ مُلُوْکَ الْاَرْضِ۔

اور روایت کی اس حدیث کو ابوہریرہ نے ساتھ اختلاف کے اور بیچ اس کے (بجائے الْعَالَۃَ رِعَاءَ الشَّاءِ یَتَطَاوَلُوْنَ کے یہ ہے) اور جب دیکھے تو ننگے پاؤں والوں کو ننگے بدن والوں کو بہروں کو گونگوں کو بادشاہ زمین کے۔

فِیْ خَمْسٍ لَا یَعْلَمُھُنَّ اِلَّا اللہُ ثُمَّ قَرَءَ اِنَّ اللہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۔

## ابوہریرہ کی روایت میں

فِیْ خَمْسٍ لَا یَعْلَمُھُنَّ اِلَّا اللہُ میں جو جار مجرور ہے یہ کس کے متعلق ہے۔ آیا رسول اللہ صلعم کے قول کے متعلق ہے یا ابوہریرہ کے قول کے متعلق ہے۔ رسول اللہ صلعم کے قول کے متعلق کرنا اس کے لیے کوئی قرینہ نہیں اس لیے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم سے قیامت کے آثار اور علامات دریافت کیے تھے۔ جن کو حضرت نے بیان فرمایا اور اس آیت شریف میں پانچ چیزوں کا ذکر ہے اور ان پانچوں میں سے کوئی ایک بھی قیامت کے آثار میں سے نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ جار مجرور

رسول اللہ صلعم کے قول کے ساتھ متعلق نہیں اس صورت میں یہ حدیث نہ ہوئی بلکہ یہ جار مجرور حضرت ابوہریرہ کے قول کے ساتھ متعلق ہے پس یہ مقولہ حضرت ابوہریرہ کا ہوا جو رسول اللہ صلعم کے قول اور فعل کے مقابل میں حجت نہیں ہو سکتا۔

# بیسواں ثبوت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَبِکُمْ۔

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ایک جگہ رسول اللہ صلعم کو یہ اطمینان دلاتا ہے۔ لِیَغْفِرَ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ تو کہ بخشے واسطے تیرے خدا جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں تیرے سے اور جو کچھ پیچھے ہوا۔

## دوسری جگہ یہ بشارت ہے

تَبَارَکَ الَّذِیْ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَکَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِکَ۔
بہت برکت والا ہے وہ شخص کہ اگر چاہے کرے واسطے تیرے بہتر اس سے۔

## تیسری جگہ یہ مژدہ ہے

یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ
اس دن اللہ رسوا نہ کریگا نبی کو اور نہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ساتھ اُن کے۔

## چوتھی جگہ یہ خوشخبری ہے

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی۔
اور البتہ پچھلی حالت بہتر ہے واسطے تیرے پہلی حالت سے۔

## پانچویں جگہ یہ اکرام ہے

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔
شتاب ہے کہ بھیجے تجھ کو پروردگار تیرا مقام محمود میں۔
جب اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس قدر بشارتیں اور خوشخبری سنائی گئیں اور یقین

کے ساتھ آخرت کی بہتری اور بہبودی پر بھی اپورا آپ کو اطمینان حاصل ہوا کسی قسم کا خوف اور کھٹکا آپ کو وہاں نہ ہوگا اور جو اختصاص اور اکرام خداوندی وہاں آپ کے ساتھ ہوگا اُس کی خود بھی آپ نے حدیثوں میں خبر دی ہے کہ قیامت کے دن میدان حشر میں جب تمام مخلوق سوا نیزہ پر آفتاب کے نیچے جلتی اور جبلاتی ہوگی کوئی کسی کا پُرسان حال نہ ہوگا۔ ہر شخص کو نفسی نفسی کی پڑی ہوگی ہیبت حق سے سب کے سب خائف اور ترساں دم بخود ہونگے۔ کسی کو زبان ہلانے کی جرأت نہ ہوگی اُس وقت تمام مخلوق کا رجوع میری طرف ہوگا میں کمر شفاعت کی باندھ کر اور مقام محمود میں جو مخصوص میرے لئے ہے جا کر ثنا و صفت کے ساتھ ایک زمانہ تک سر بسجدہ پڑا رہونگا میری گریہ اور زاری پر دریائے رحمت جوش میں آئے گا اور از راہ ترحم حکم ہوگا

يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَاسْئَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ

اے محمد سر اُٹھاؤ اور مانگو کیا مانگتے ہو شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی

جب اس قسم کے الطاف خداوندی مجھ پر ہوں گے تو میں اُٹھ کر موافق اس بشارت کے

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ

وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اور ایمان والیوں کو بہشتیں بہتی ہیں نیچے اُن کے نہریں

مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ

ہمیشہ رہنے والے بیچ اُس کے اور گھر پاکیزہ بیچ بہشتوں عدن کے اور رضامندی طرف اللہ کی سے بہت بڑی ہے

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ‎ ۱۰ پارہ ۱۵ رکوع

یہ وہ ہے مراد پانا بڑا

نیک کاروں کو بہشت میں لیجاؤں گا اور حسب ارشاد اِشْفَعْ تُشَفَّعْ کے گنہگاروں کی شفاعت کرکے دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا اور بموجب عطیہ ربانی اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ عطا کیا ہم نے تم کو حوض کوثر۔ لوگوں کو آب کوثر سے سیراب کروں گا۔ علاوہ اس کے اور جو جو کام مفوضہ ہوں گے اُن سب کو انجام دوں گا۔ الحاصل جو جو کارگزاریاں اعزاز کے ساتھ حشر میں آپ کی ذات سے متعلق ہوں گی موافق حدیثوں مذکورہ کے اُن سب معاملات کی آپ کو خبر ہے باوجود ان سب باتوں کے جاننے کے پھر آپ کا قسم موکد کے ساتھ یہ فرمانا

وَاللّٰهِ لَا اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَبِكُمْ

قسم خدا کی میں نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ حشر میں کیا معاملہ ہوگا

## پس آپ کا یہ فرمانا دو حال سے خالی نہیں

اول یہ کہ روزِ قیامت ایسا ہیبت ناک دن ہے اور جل جلالہٗ شانِ قہاری سے تختِ عدالت پر ظہور فرمائے گا اور منادی ندا کرے گا

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ

آج کس کی بادشاہت ہے

جواب ہوگا

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

اُس یکتا بادشاہ باہمہ صفت موصوف کی جو ہر طرح مستغنی اور بے نیاز ہے

## پہلا اعلان عام ہوگا

هَلُمُّوا اِلَى الْحِسَابِ آؤ حساب کے

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۔ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ

جس نے ایک ذرہ نیکی کی وہ اُس نیکی کا پھل پائے گا۔ اور جس نے ایک ذرہ بدی کی وہ اپنے کئے کو پہنچے گا

## یہ اعلان سنکر

تمام مقربانِ درگاہِ الٰہی و مقبولانِ بارگاہِ نامتناہی مثل انبیا اولیا اتقیا اصفیا شہدا صلحا عباد زہاد جن کی مغفرت اور بہشتی ہونے کا قطعی حکم ہو چکا ہے کسی کو اپنی رسالت اور نبوت اور عبادت اور شہادت اور زہد و تقویٰ اور اپنی مغفرت اور بہشتی ہونے پر بھروسا اور تکیہ نہ ہوگا بے اطمینانی کے ساتھ خائف اور ترساں اس فکر میں ہوں گے کہ وہ احکم الحاکمین جو ذرّہ ذرّہ کا حساب لینے پر آمادہ ہے دیکھیے ہمارے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے علیٰ ہذا رسول مقبول صلعم اس ہیبت اور جلال کے وقت میں اُس کی شانِ جلالت اور بے نیازی کا خیال کر کے فرماتے ہیں

وَاللّٰهِ لَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَبِکُمْ

قسم خدا کی میں نہیں جانتا کہ حشر میں جو دار و گیر کا وقت ہوگا میرے اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہو

## رسول اللہ صلعم نے

یُفْعَلُ کو صیغہ مجہول یاد فرمایا جس میں فاعل کا ذکر نہیں ہوتا مفعول پر اکتفا کی جاتی ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ فاعل کی طرف سے حشر میں جو انعام اور اکرام موعود اور وعدہ ہو چکے ہیں ان کا علم تو آپ کو یقینی ہے اس میں کچھ تردد نہیں مگر اس وقت حاکم کی بے نیازی اور شان قہاری

پر حقیقی عدل و داد دیکھ دو سبب ہیبت والا ہے کہ جب وہ تم کا حساب لینے والا ہے تو دیکھے
کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے اسی خیال سے آپ کا یہ فرمانا ہے

وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ

## دوسری وجہ یہ ہے

اور یہ قرین قیاس بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کا سچا خلاف وعدگی اس کے الوہیت کے منافی ہیں
اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک سے یہ وعدہ فرماتا ہے

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی

اے حبیب قریب ہے کہ تیرا پروردگار تجھ پر وہ انعام اور اکرام کرنے والا ہے کہ جس سے تو راضی
اور خوش ہو جائے گا

مُعطی اولو العزم کریم الشان جس کے دینے کی کوئی انتہا نہیں لینے والے کا دامن طلب وسیع
جس کی کوئی حد تعین اسی بنا پر بغرض تشویق اور امید علی قدر مُعطی یُعطیک کا مفعول ثانی علم الٰہی
میں مضمر رکھا گیا تا محب و محبوب کا لینا دینا کسی شے پر محدود نہ سمجھا جائے اور فترضٰی سے
مُعطیٰ لہٗ کو حسب وعدہ ایسے مُعطی اولو العزم سے بہت کچھ مانگنے کی امید دلائی گئی ہے
یہی معنی کر آپ کا یہ فرمانا ہے۔

وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ

قسم خدا کی مجھ کو یہ علم نہیں کہ خداوند تعالیٰ موافق اپنے وعدہ اور شان الوہیت کے مجھ کو کیا کچھ
دینے والا اور میرے اور تمہارے ساتھ کیا کچھ انعام اور اکرام کرنے والا ہے کہ جس سے میری
خوشنودی اور رضامندی کا اظہار ہو۔

پس ما کان فی علم اللّٰہی جو حسب وعدہ من وجہ معلوم اور بوجہ عدم تعیین من وجہ مجہول
ہے اس سے مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کے علم کی نفی لازم نہیں آتی جیسا لوگوں کا خیال ہے

## بعض حضرات

رسول اللہ صلعم کے علم غیب نہ ہونے کی یہ تقریر کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضؓ خوابگاہ میں لیٹی جاگ
رہی تھیں حضرت جبرئیل علیہ السلام خدا کی طرف سے جنت البقیع جانے کا حکم لائے آپ حضرت عائشہؓ
کو سوتا ہوا خیال کرکے دبے پیروں آہستہ سے دروازہ بند کرکے تشریف لے چلے حضرت عائشہؓ
نے حضرت کو جاتے دیکھ کر وہ بھی اٹھیں اور کچھ فاصلہ سے پیچھے پیچھے حضرت کے وہ بھی چلیں

جب حضرت نے وہاں سے مراجعت فرمائی تو وہ بھی ہوئیں اور جلدی جلدی آکر بستر پر لیٹ گئیں جب
اور حضرت کو نہ تو اُن کے جاگنے کا علم ہوا نہ اُن کے آنے جانے کی خبر ہوئی۔ اس سے معلوم
ہوا کہ رسول صلعم کو علم غیب نہ تھا۔

## جواب

اوّل تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غیب دانی کا کوئی مدعی نہیں البتہ ما کان و ما یکون کے
علم کا دعویٰ ہے اس کا یہ حال کہ وہ توجہ اور التفات پر موقوف ہے عالم متبحر تمام جزئیات علوم
درسیہ کا ماہر ہوتا ہے مگر ہر چیز جزئی اُس کے پیش نظر نہیں رہتی جب وہ کسی جزئی کی طرف توجہ
اور التفات کرتا ہے اُس وقت وہ پیش نظر ہو جاتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ باوجود توجہ اور
التفات کے وہ مرتبہ ذہول میں نسیاً منسیاً رہتی ہے مگر اُس کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس عالم
کو اس کا علم نہیں۔ علم تو ضرور ہے مگر خزانہ علم میں وہ تحت نسیان مستور ہے۔ جب یہ معلوم ہوا
کہ باوجود علم کے ہر شے کا مشاہدہ جاری توجہ اور التفات پر موقوف ہے پس رسول اللہ صلعم کو
حضرت عائشہ رضہ کے جاگنے یا اُن کے آنے جانے کا علم نہ ہونا اس کی یہ وجہ ہے کہ اُس وقت
رسول اللہ صلعم کو حضرت عائشہؓ کی طرف التفات نہ تھا صرف ذہن میں اُن کا سونا اتفاقیہ
کر کے اس خیال سے کہ اگر کھٹکے سے اُن کی آنکھ کھل گئی تو تنہائی کی وجہ سے ان کو وحشت
ہوگی دبے پیروں آہستہ سے دروازہ بند کر کے تشریف لے گئے اور اُن کے جاگنے یا سونے
کی طرف التفات نہیں فرمایا۔ اگر التفات فرماتے تو بغیر مشاہدہ اور رویت کے ضرور اُنکے
جاگنے نہ جاگنے کا علم کشفی ہوتا پس حضرت عائشہؓ کا جاگنا نہ جاگنا یا آنا جانا آپ کے علم کے
تحت میں تھا گو بوجہ عدم التفات اُس وقت اُس کے جاننے سے بے خبری رہی اور یہ منافی
آپ کے علم کے نہیں جب متعدد حدیثوں مذکورہ بالا سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلعم
کا علم دُنیا کی تمام چیزوں کو محیط ہے تو ذرا ذرا سی جزئیات کی بے التفاتی پر تمام حدیثوں
کو رد کر کے آپ کی بے علمی ثابت کی جائے یہ تعجب ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ
اللہ تعالےٰ نے میرے لئے دُنیا کو بلند کیا پس میں دیکھتا ہوں اُس کی طرف اور اُن چیزوں کی طرف

فیھا الی یوم القیامۃ کما انما انظر الی کفی ھذہ
جو قیامت تک اس میں ہونے والی ہیں جیسا میں دیکھتا ہوں اپنی اس ہتھیلی کی طرف

## یہ حدیث

رسول اللہ صلعم کی مع دالیں پہلے بیان ہو چکی ہے اب مکرر لانے کی یہ وجہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے جو یہ فرمایا ہے کہ دُنیا میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اُن کو میں مثل اپنی اس ہتھیلی کے دیکھ رہا ہوں پس اس قول کی صداقت کے لیے مشتے نمونہ از خروارے رسول اللہ صلعم کی چند پیشگوئیاں جن کو ہمارے استاذ الاُستاذ جامع معقول و منقول حاوی اصول و فروع مولانا مفتی عنایت احمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے حدیثوں سے جمع کرکے اس مجموعہ کو

## کلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین

سے تعبیر فرمایا ہے اُس سے نقل کرکے اس بات کو دکھلایا جاتا ہے کہ اس عالم کون میں جتنی چیزیں ہیں سب پر رسول اللہ صلعم کا علم محیط ہے گو بوجہ عدم التفات ہر وقت ہر شے پیش نظر نہیں رہتی جیسے عالم متبحر تمام جزئیات درسیہ کا عالم ہوتا ہے مگر ہر جزئی ہر وقت اُس کے سامنے نہیں ہوتی جب توجہ اور التفات کرتا ہے اُس وقت پیش نظر ہو جاتے ہیں۔

## تنبیہ

کلام المبین کی پوری عبارت نقل نہیں کی گئی بقدر مقصود نقل کرکے جو اس معجزہ کا نمبر ہے وہ بھی اُس کے ساتھ لکھ دیا گیا تاکہ کسی صاحب کو اس نقل میں کچھ شک ہو اس فہرست اصل کتاب کو دیکھ کر اپنا اطمینان کرے

## معجزات

**معجزہ (۱۴)** ابن حبان نے سفینہ مولی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنا کے لئے اوّل اپنے ہاتھ سے پتھر رکھا پھر حضرت ابو بکر رضہ سے رکھوایا اُس کے بعد حضرت عمر رضہ سے پھر حضرت عثمان سے رکھوایا اُس کے بعد فرمایا کہ میرے بعد یہ تینوں میرے خلیفہ ہوں گے چنانچہ موافق پیشگوئی حضرت صلعم کے یہ تینوں اسی ترتیب سے خلیفہ ہوئے۔

معجزہ (١٥) بخاری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبل احد پر تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ تھے سو وہ پہاڑ تھرتھرایا آپ نے اس کے لات ماری اور فرمایا ٹھہر اے احد تجھ پر ایک نبی ہے اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں چنانچہ موافق آپ کے ارشاد کے حضرت عمرؓ اور عثمانؓ شہید ہوئے۔

معجزہ (١٦) بخاری اور مسلم نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی کہا انہوں نے کہ میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایک باغ میں تھا ایک شخص دروازہ پر آئے اور دروازہ کھلوایا۔ حضرت نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور آنے والے کو بہشت کی بشارت دو میں نے دروازہ کھولا تو ابو بکرؓ تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق بہشت کی بشارت دی وہ حمد الٰہی بجا لائے۔ پھر ایک اور شخص نے آکر دروازہ کھلوایا۔ حضرت نے فرمایا کھول دو اور آنے والے کو بہشت کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عمرؓ تھے میں نے بہشت کی بشارت دی۔ وہ بھی حمد الٰہی بجا لائے۔ پھر اور ایک شخص نے دروازہ کھلوایا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ کھول دو اور اس کو بشارت دو بہشت کی اور ایک بلوے کی جو اسے پہنچے گا میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عثمانؓ تھے میں نے موافق ارشاد کے بہشت کی بشارت دی اور بلوے کی خبر سنائی۔ وہ بھی حمد الٰہی بجا لائے اور کہا خدا کی مدد چاہیے۔ پس موافق ارشاد حضرت کے آخر خلافت حضرت عثمانؓ میں اہل مصر موافق ان پر بلوا لائے اور ان کو شہید کیا۔

معجزہ (١٧) صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ جبل حرا پر تھے وہ پتھر ہلا آپ نے فرمایا ٹھہر جا نہیں تجھ پر مگر نبی یا صدیق یا شہید پس موافق پیشینگوئی حضرت کے حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ شہید ہوئے۔

معجزہ (١٨) ایک دن حضرت عمرؓ حضرت ابو ذر سے ملے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر مروڑا۔ ابو ذر نے کہا اے قفل فتنہ کے میرا ہاتھ چھوڑ دو۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ کیا لفظ ہے انہوں نے کہا ایک دن حضرت کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ تم آکر لوگوں کے بیچ بیٹھ گئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تک یہ شخص تم میں رہے گا کوئی فتنہ نہ ہوگا۔ چنانچہ موافق فرمانے حضرت کے زمانہ عمرؓ تک کوئی فتنہ نہیں ہوا بعد وفات حضرت عمرؓ کے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں سخت فتنہ ہوا۔

معجزہ (۱۹) امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و حاکم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا۔ اے عثمان بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا (یعنی خلافت عطا کرے گا) منافقین تم سے وہ قمیص اتروانا چاہیں گے (یعنی خلع خلافت) [illegible] یہاں تک کہ مجھ سے ملو۔ چنانچہ موافق پیشین گوئی حضرت کے آپ کو خلافت ہوئی اور منافقین نے خلع خلافت چاہی آپ نے قبول نہ کیا اور شہید ہوئے۔

معجزہ (۲۰) ترمذی نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک فتنہ کا ذکر اور حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ اس میں بے گناہ مارے جاویں گے۔ چنانچہ موافق ارشاد کے فتنہ بلوائے اہل مصر اور عراق میں حضرت عثمان بے گناہ شہید ہوئے۔

معجزہ (۲۱) صحیحین میں سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کل یہ نشان ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا کہ وہ اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اُسے دوست رکھتے ہیں۔ اُس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ قلعہ خیبر کو فتح کرے گا۔ صبح کو وہ نشان حضرت علیؓ کو دیا اور موافق آپ کے فرمانے کے وہ قلعہ آپ کے ہاتھ سے فتح ہوا۔

معجزہ (۲۲) بیہقی نے روایت کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کو باہم ہنستے دیکھا فرمایا کیا تم آپس میں ایک دوسرے کو دوست رکھتے ہو عرض کیا ہاں۔ حضرت نے زبیر سے فرمایا کہ ایک دن ایسا اتفاق ہوگا کہ تم علیؓ سے قتال کرو گے اور تم ظالم ہو گے چنانچہ موافق ارشاد کے جب جنگ جمل واقع ہوئی تو حضرت زبیرؓ حضرت علی کے مقابل آئے۔ حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ کو حضرت کا ارشاد یاد دلایا وہ مقابلہ سے ہٹ گئے اور کہا میں بھول گیا تھا۔ (فائدہ) ظلم کہتے ہیں بیجا کام کرنے کو چونکہ حضرت علیؓ خلیفہ برحق تھے اُن کے ساتھ مقابلہ کرنا اگرچہ دھوکے اور غلطی سے کیا بیشک بیجا ظلم ہے۔

معجزہ (۲۳) امام احمد نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھ سے فرمایا کہ تیرا حال مثل عیسیٰ علیہ السلام کے ہوگا کہ یہود اُن کے دشمن تھے اور ان کو برا کہتے تھے اور نصاریٰ دوست ہیں کہ خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ اسی طرح ایک فریق پیدا ہوگا جو تم سے دشمنی رکھے گا اور تم کو برا کہے گا اور ایک فریق ایسا ہوگا کہ تمہارے مرتبہ کو خدا تک پہنچاوے گا

چنانچہ موافق پیشگوئی حضرت کے خارجی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دشمنی رکھتے ہیں اور بُرا کہتے ہیں اور نصیری دوست بن کر حضرت علی رضؓ کو خدا کہتے ہیں۔

**معجزہ (۲۴)** امام احمد نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی رضؓ سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اگلی امتوں میں زیادہ شقی کون تھا اور اس امت میں زیادہ شقی کون ہے حضرت علی رضؓ نے عرض کیا کہ مجھے نہیں معلوم۔ آپ نے فرمایا کہ بدبخت ترین اگلی امتوں کا قوم ثمود میں قدار بن سالف تھا جس نے اللہ تعالیٰ کی اونٹنی کی کونچیں کاٹیں۔ اور بدبخت ترین اس امت کا وہ شخص ہے کہ تمہارے سر پر تلوار مارے گا یہاں تک کہ ڈاڑھی تمہاری خون سے رنگین ہو جائے گی اور اسی تلوار سے تم شہید ہو گے۔ چنانچہ موافق پیشین گوئی حضرت کے عبد الرحمن بن ملجم خارجی نے صبح کے وقت آپ کی پیشانی پر تلوار ماری کہ خون اس کا بہہ کر آپ کی ڈاڑھی پر آ کر اس کو رنگین کر دیا اور آپ شہید ہوئے۔

**حضرت علی** رضؓ کو رسول اللہ صلعم کے خبر دینے سے اپنی شہادت اور قاتل کا حال معلوم تھا چنانچہ اس رات میں جس کی صبح کو آپ شہید ہوئے ہیں کئی مرتبہ آسمان کی طرف دیکھا فرمایا کہ **یہ وہی رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ تھا۔**

**ایک روز** حضرت علی رضؓ کی خدمت میں ابن ملجم سواری مانگنے آیا آپ نے اُسے سواری دی اور پھر فرمایا کہ واللہ یہ میرا قاتل ہے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ اسے قتل کیوں نہیں کر ڈالتے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر مجھے کون قتل کرے گا۔ حضرت علی رضؓ کو یہ سب باتیں رسول اللہ صلعم کے خبر دینے سے معلوم ہوئی تھیں

**معجزہ (۲۵)** امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے سفینہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تیس برس خلافت رہے گی پھر کٹکھنی بادشاہی ہو جائے گی۔ چنانچہ موافق پیشین گوئی حضرت کے دو برس حضرت ابوبکر رضؓ نے خلافت کی اور دس برس حضرت عمر رضؓ نے خلافت کی اور بارہ برس حضرت عثمان رضؓ نے خلافت کی اور چھ مہینے کم چھ برس حضرت علی رضؓ نے خلافت کی اور چھ مہینے حضرت امام حسن علیہ السلام نے خلافت کی۔ یہ تیس برس خلافت کے ہوئے پھر بادشاہی ہوئی جس میں دینداری کا انتظام نہ تھا۔

**معجزہ (۲۶)** امام احمد اور بیہقی نے حضرت حذیفہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا رہے گی تم میں نبوت جب تک خدا چاہے پھر اٹھائے گا اسے اللہ تعالیٰ پھر ہو گی خلافت اوپر طریقہ نبوت کے۔ جب تک خدا چاہے گا پھر اٹھا لیگا اسے اللہ تعالیٰ پھر ہو گی بادشاہی جبر والی۔ جب تک خدا چاہے۔ پھر اسے اٹھا لیگا اللہ تعالیٰ پھر ہو گی خلافت اوپر

طریقہ نبوت کے پھر آپ نے سکوت فرمایا چنانچہ موافق پیشین گوئی حضرت کے بعد رسول اللہ صلعم کے خلفاء راشدین کی خلافت موافق طریقہ نبوت کے رہی اُس کے بعد چند بادشاہ جبر والے ہوئے اُس کے بعد عمر بن عبد العزیز کی خلافت موافق طریقہ نبوت کے ہوئی۔

**معجزہ (۲۷)** صحیح مسلم میں ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو سمیٹ کر مشارق اور مغارب زمین کے مجھے دکھا دئے۔ سو جہاں تک میرے لئے سمیٹی گئی وہاں تک عنقریب بادشاہی میری اُمت کی پہنچے گی۔ چنانچہ موافق خبر دینے حضرت صلعم کے حضرت عثمان رض کے عہد میں عرض سلطنت اسلام کی قسطنطنیہ سے عدن تک اور طول اندلس سے بلخ و کابل تک پہنچا اور بعد اس کے مجاہدین کی سعی سے سلطنت ہند و سندھ وغیرہ بھی داخل ممالک اسلام ہوئی۔ اور اب طول ملک اسلام ہند اور بنگالہ سے کہ منتہائے مشرق ہے بحر طنجہ تک کہ منتہائے آبادی غربی زمین ہے پہنچا اور آپ کی پیشین گوئی نے بوجہ احسن ظہور کیا۔

**معجزہ (۲۸)** صحیح مسلم میں جابر بن سمرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت فتح کرے گی کسرے کا خزانہ جو سفید کوشک میں ہے۔ چنانچہ موافق پیشین گوئی حضرت کے حضرت عمر رض کے عہد میں شہر مداین فتح ہوا اور کوشک ابیض کا سب خزانہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

**معجزہ (۲۹)** صحیح مسلم میں ابوذر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ تم زمین مصر کو فتح کرو گے پس وہاں کے لوگوں سے نیکی کرنا اس واسطے کہ انہیں امان ہے اور اُن سے قرابت ہے اور جب دیکھو دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتے تو وہاں سے نکل آئیو۔ ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے عبد الرحمٰن بن شرحبیل بن حسنہ اور ربیعہ اس کے بھائی کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتے دیکھا پس میں وہاں سے نکل آیا پس موافق ارشاد حضرت کے حضرت عمر رض کے عہد میں ملک مصر فتح ہوا اور ابوذر نے ایک اینٹ کی جگہ پر دو آدمیوں کو جھگڑتے بھی دیکھا اور حضرت کا یہ فرمانا کہ ایسے وقت میں وہاں سے نکل آئیو پیشین گوئی اس بات کی ہے کہ ایسے وقت میں قریب وہاں ہے فتنہ اُٹھنے والا ہے چنانچہ مصر کے لوگ بلوا کر کے حضرت عثمان رض پر چڑھ آئے اور اُن کو شہید کیا۔

**معجزہ (۳۰)** صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عدی بن حاتم سے فرمایا کہ اگر تیری عمر بڑی ہوگی تو تو دیکھے گا کہ اکیلی شتر سوار عورت حیرہ سے بے خوف نکلے گی یہاں تک کہ طواف

گر رستے کی اندھیری دیکھے گا کہ کسریٰ کے خزانے کھولے جاویں گے اور اگر تیری عمر زیادہ ہوئی
تو دیکھے گا کہ آدمی اپنی مٹھی بھر سونا اور چاندی خیرات کے لیے نکالے گا اور تلاش کرے گا جو
خیرات لے مگر کوئی مستحق زکوٰۃ لینے کا نہ پاوے گا کہ اُس کو قبول کرے۔ عدی بن حاتم کہتے
ہیں کہ موافق پیشین گوئی حضرت کے میں نے اپنی آنکھوں سے ایک عورت کو جو شتر سوار تنہا
بے کھٹکے حیرہ سے مکہ کو جاتے دیکھا اور میں اُس لشکر میں تھا جس نے فتح کر کے کسریٰ کے خزانہ
کو حاصل کیا اور جو جیے گا وہ تیسری بات بھی دیکھے گا۔ بعض علما کہتے ہیں کہ تیسری بات
بھی حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت میں ہو چکی اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام
کے زمانہ میں ہوگی۔

**معجزہ (۳۱)** بیہقی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے سراقہ بن مالک سے فرمایا
کہ کسریٰ کے دونوں کنگن تمہارے ہاتھ میں پہنائے جائیں گے چنانچہ موافق پیشین گوئی حضرت
صلعم کے حضرت عمرؓ کے عہد میں وہ کنگن غنیمت میں آئے اور حضرت عمرؓ نے اُن کو سراقہ کے
ہاتھ میں پہنایا۔

**معجزہ (۳۲)** صحیحین میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ وہ مکے میں ایام حجۃ الوداع
میں بیمار ہوئے اور آنحضرت صلعم اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے وہ اپنی زندگی سے
مایوس ہو گئے تھے انھوں نے عرض کیا کہ میری وارث صرف ایک بیٹی ہے میں اپنے مال کے
دو حصے خیرات کرنے کو وصیت کر جاؤں آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر انھوں نے عرض کیا
کہ نصف مال کی وصیت کر جاؤں آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر انھوں نے کہا کہ تہائی مال کی وصیت
کر جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ بعد اس کے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ توقع ہے کہ
تم جیتے رہو اور تم سے بہت لوگوں کو نفع ہوگا اور بہت سے لوگوں کو ضرر۔ چنانچہ موافق پیشین گوئی
حضرت کے اُن کو بیماری سے شفا ہوئی اور وہ پچاس برس اور زندہ رہے۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں
ملک فارس انھیں کے ہاتھوں فتح ہوا۔ قادسیہ کی بہت بڑی لڑائی انھیں کے حسن تدبیر سے
ہوئی اور شہر مداین جو تختگاہ سلاطین نوشیروانی تھا انھیں کے ہاتھ سے مسلمانوں کے قبضہ میں
آیا۔ اور خزانہ سفید محل جس کی رسول اللہ صلعم نے مسلمانوں کے قبضہ میں آنے کی خبر دی تھی
انھیں کے سبب سے مسلمانوں کے تصرف میں آیا۔ خیال کیجیے کہ موافق ارشاد رسول اللہ
صلعم کے اُن کی ذات سے کس قدر فائدہ مسلمانوں کو ہوا اور کفار کو ان سے کس شدت
نقصان پہنچا۔

**معجزہ (۳۳)** بخاری میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ

قیامت سے پہلے چھ چیزوں کو شمار کر لو۔ پہلے میرا مرنا۔ اس کے بعد فتح بیت المقدس۔ پھر ایک
وبا مثل بیماری بکریوں کی۔ پھر کثرت سے مال کا ہونا۔ یہاں تک کہ ایک آدمی کو سو دینار
دیں گے جب بھی وہ خوش نہ ہوگا۔ پھر ایک فتنہ کہ عرب میں کوئی گھر نہ ہوگا جس میں وہ داخل نہ ہو
پھر ایک صلح مسلمانوں اور نصاریٰ میں اس کے بعد وہ بد عہدی کریں گے اور مقابلہ میں آویں گے
اور ان کے اسی نشان ہوں گے اور ہر نشان کے نیچے بارہ ہزار آدمی ہوں گے چنانچہ موافق اس
پیشین گوئی کے اول رسول اللہ صلعم نے وفات پائی۔ پھر حضرت عمرؓ کی خلافت میں بیت المقدس
فتح ہوا۔ اس کے بعد ۱۸ھ ہجری میں قریہ عمواس میں جہاں ابو عبیدہؓ کا لشکر تھا ایسی عظیم
وبا آئی کہ تین دن میں ستر ہزار آدمی مر گئے اور حضرت ابو عبیدہؓ نے اسی وبا میں وفات پائی
پھر خلفاء راشدین بالخصوص حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں لوگ کثرت سے مالدار ہو گئے۔ فتنہ
عظیم سے مراد حضرت عثمانؓ کے قتل کا فتنہ ہے کہ کوئی گھر ایسا نہ تھا جس میں یہ فتنہ داخل
نہ ہوا ہو۔ پچھلے صلح مسلمانوں اور نصاریٰ میں اور بد عہدی کرنا نصاریٰ کا اس کا ظہور امام مہدی
علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا۔

**معجزہ (۴۴)** صحیح بخاری میں ام حرام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم ایک دن میرے مکان
میں سوئے اور ہنستے ہوئے جاگے میں نے ہنسنے کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا
کہ میری امت کے لوگ جہاز پر چڑھ کر دریا میں جہاد کرتے ہیں پس جو لشکر اول دریا میں جہاد کرے گا ان کو
بہشت واجب ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم دعا کیجئے کہ میں ان غازیوں میں
شریک ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو ان میں داخل ہے۔ پھر آپ سو رہے پھر ہنستے ہوئے
جاگے۔ میں نے ہنسنے کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ جو لشکر اول بادشاہ روم قسطنطنیہ
سے لڑے گا اس کے گناہ معاف ہوئے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میں بھی ان غازیوں میں ہوں
آپ نے فرمایا کہ تو ان میں نہیں۔ چنانچہ موافق پیشینگوئی حضرت کے دریائے شور میں امت کا
جہاد کرنا حضرت عثمانؓ کے عہد میں واقع ہوا اور ام حرام اس میں شریک تھیں اس کے
بعد قسطنطنیہ پر جہاد کر کے اس کو فتح کیا اور ام حرام اس میں نہیں تھیں۔ ان کا پہلے انتقال
ہو گیا تھا۔

**معجزہ (۴۵)** صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلعم کے
پاس حضرت فاطمہؓ آئیں آپ نے ان کے کان میں کچھ باتیں کیں وہ رونے لگیں۔ آپ نے
ان کو غمگین دیکھ کر پھر دوبارہ ان کے کان میں کچھ فرمایا۔ وہ ہنسنے لگیں بعد وفات حضرت کے حضرت
عائشہؓ نے ان کے رونے اور ہنسنے کا سبب دریافت کیا انہوں نے کہا کہ پہلے حضرت نے

مجھ سے فرمایا کہ میرے وصال کا زمانہ قریب ہے۔ یہ سُن کر میں رونے لگی۔ پھر دوبارہ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اہل بیت میں سے تو سب سے پہلے مجھ سے ملے گی۔ یہ سُن کر میں ہنسنے لگی۔ پس موافق ارشاد کے بعد وصال حضرت کے سب سے پہلے چھ مہینے کے بعد حضرت فاطمہ علیہا السلام کا انتقال ہوا۔

**معجزہ (۳۶)** صحیح بخاری میں ابوبکرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت امام حسنؓ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ میرا بیٹا سید ہے اور ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے دو بڑے گروہ مسلمانوں میں صلح کروا دے گا۔ چنانچہ موافق اس پیشین گوئی کے جب بعد شہادت حضرت علیؓ کے حضرت امام حسنؓ کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی اور آپ خلیفہ ہوئے اور بڑا لشکر جرار جس میں چالیس ہزار آدمی تھے لے کر امیر معاویہ پر چڑھ گئے اور اُدھر سے وہ بھی بڑا لشکر لے کے آئے۔ حضرت امام حسنؓ نے بمقتضائے سیادت ذاتی اور حلم جبلی کے یہ خیال کیا کہ طرفین کی جنگ میں ہزاروں مسلمانوں کا خون ہوگا صلح کر لی اور مسلمانوں میں امن ہو گیا۔ یہ مصالحہ ۱۵ رجمادی الاولیٰ ۴۱ھ ہجری میں ہوا۔

**معجزہ (۳۷)** بیہقی نے ام الفضلؓ سے روایت کی ہے کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں نے رات بہت بُرا خواب دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیان کرو۔ میں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک ٹکڑا آپ کے جسم مبارک کا کٹ کے میری گود میں رکھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا خواب ہے۔ فاطمہ کے بیٹا پیدا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں رہیگا۔ چنانچہ موافق پیشین گوئی حضرت کے حضرت امام حسینؓ پیدا ہوئے اور وہ میری گود میں رہے۔

**انھیں کا بیان ہے** کہ ایک دن میں نے امام حسینؓ کو حضرت کی گود میں دیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلعم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے سبب رونے کا پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ نے آکر خبر دی ہے کہ میری اُمّت اس میرے بیٹے کو قتل کرے گی۔ پس موافق پیشین گوئی حضرت کے اشقیائے عراق نے میدان کربلا میں حضرت امام علیہ السلام کو شہید کیا۔

اور نعیم نے یحییٰ حضرمی سے روایت کی ہے کہ میں سفر صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھا جب حضرت علیؓ قصبہ نینویٰ کے مقابل پہنچے حضرت امام حسینؓ کو پکارا اور یہ فرمایا کہ اے ابوعبداللہ کنارہ فرات پر صبر کیجیو مجھ کو رسول اللہ صلعم نے خبر دی ہے کہ حسینؓ کنارہ فرات پر قتل ہوں گے۔

اور ابونعیم نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ نے موضع قبر امام حسینؓ پر پہنچ کر فرمایا کہ یہاں اُن کے اونٹ بیٹھے ہوں گے اور یہاں اُن کے اسباب کی جگہ ہوگی اور

وصال اُن کے قرآن جمع ہونے کا سامان ہوگا۔ ایک جماعت ہوگی آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی کہ میدان میں ماری جائے گی اور اُن پر آسمان اور زمین روئیں گے۔ بس حضرت علی نے حضرت سے سُنکر جو جو پیشین گوئیاں کیں وہ سب ظہور میں آئیں۔

**معجزہ (۳۸)** ابن عساکر نے محمد بن عمرو بن حسن سے روایت کی ہے کہ ہم کربلا میں حضرت امام حسین ؓ کے ساتھ تھے آپ نے شمر کو دیکھ کے فرمایا کہ خدا اور رسول نے سچ فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ ایک کتّا ابرص میرے اہلبیت کے خون میں مُنہ ڈالتا ہے اور شمر ابرص تھا یعنی اُس کے بدن پر سفید داغ تھے۔ بس آپ کی پیشین گوئی مطابق واقع کے ہوئی۔

**معجزہ (۳۹)** بزار اور ابو نعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے ازواج مطہرات کو خطاب کرکے فرمایا کہ کوئی تم میں سے سُرخ اونٹ والی نکلے گی یہاں تک کہ بھونکیں گے اُسے کتّے حَوأب کے اور مارے جائیں گے گرد اُس کے بہت لوگ۔ چنانچہ موافق فرمانے حضرت کے واقعہ جمل ظہور میں آیا جو عبد اللہ بن سبا کے اغوا سے حضرت عائشہ ؓ اور حضرت علی کے درمیان لڑائی ہوئی تھی۔ حضرت عائشہ ؓ کی سواری میں سُرخ اونٹ تھا اور جب وہ آپ حَوأب پر پہنچیں تو کتّے بھونکنے لگے اور اس کے گرد بہت لوگ مارے گئے جیسا کہ حضرت نے فرمایا ویسا ہی وقوع میں آیا۔

**معجزہ (۴۰)** صحیحین میں حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ازواج مطہرات کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تم میں سب سے پہلے مجھ سے وہ ملے گی جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہیں۔ وہ سمجھیں کہ لمبائی ہاتھ کی ناپ کی مراد ہے لکڑی سے ایک دوسرے کا ہاتھ ناپنے لگیں۔ بعد وصال حضرت کے سب سے پہلے حضرت زینب کا انتقال ہوا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ ہاتھ کی چھوٹائی بڑائی مراد نہ تھی بلکہ خیر اور خیرات میں جس کا ہاتھ بڑا ہوگا وہ بعد میرے انتقال کریں گی اور وہ اور وہ مثل میں بہ نسبت اور ازواج مطہرات کے حضرت زینب کا ہاتھ بڑھا ہوا تھا پس جیسا حضرت نے فرمایا ویسا ہی ظہور میں آیا۔

**معجزہ (۴۱)** ابو نعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ام الفضل ؓ اُن کی ماں رسول اللہ صلعم کے سامنے ہوکے گزریں۔ آپ نے اُن سے کہا کہ تمہارے اس حمل سے بیٹا پیدا ہوگا جب لڑکا پیدا ہو تو میرے پاس لے آئیو۔ ام الفضل کہتی ہیں کہ جب لڑکا پیدا ہوا میں حضرت کے پاس لے گئی۔ آپ نے اس کے داہنے کان میں اذان کہی اور بائیں کان میں اقامت کہی اور لعاب دہن مبارک اُسے چکھا دیا اور نام اُس کا عبد اللہ رکھا اور کہا لیجاؤ خلیفوں کے باپ کو۔ چنانچہ موافق اس پیشین گوئی کے اُن کے لڑکا پیدا ہوا اور اُن کی اولاد سے سلاطین

ہوئے اور خلفا بنی عباس اُن کی اولاد میں ہوئے۔ اوّل اُن میں سے ابو العباس سفاح تھا اور
پانسو برس سے زیادہ وہ اُن میں خلافت رہی۔

**معجزہ (۴۲)** مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اہل بدر کے حال میں بیان کیا کہ رسول اللہ
صلعم نے ایک دن پہلے ہمارے قتل گاہ ایک ایک کافر کی جو بدر میں مارے گئے تھے دکھلا دی تھی
کہ کل اس جگہ فلانا قتل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اس جگہ فلانا قتل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ پس موافق
ارشاد کے حضرت عمرؓ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے جس جس کے لئے جو جو
مقتل بیان فرمایا اُس سے ذرا تجاوز نہیں کیا۔

**معجزہ (۴۳)** بیہقی نے عروہ اور سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ اُبَیّ بن خلف
رسول اللہ صلعم کا جانی دشمن تھا جب آپ کو ملتا کہتا تھا کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے اُسے
میں دانہ گھاس دیتا ہوں کہ اس پر سوار ہو کر تمہیں قتل کروں گا۔ آپ فرماتے انشاء اللہ
تعالیٰ میں ہی تجھے قتل کروں گا۔ سو جنگ احد کے دن یہ کہتا ہوا آپ کی طرف آیا کہ کہاں ہیں محمد
آج وہ میرے ہاتھ سے نہ بچیں گے جب وہ آپ کے متصل پہنچا آپ نے اُس کے حلق پر ایک
جگہ زرہ سے خالی دیکھ کر ایک نیزہ مار دیا ایک زخم پوست خراش لگا کہ اُس میں خون بھی نہ نکلا
گر وہ گھوڑے سے گر پڑا اور پھر بھاگ کر قریش میں جا ملا۔ لوگوں نے کہا کہ تجھے کچھ اندیشہ
کی بات نہیں ہے اُس نے کہا کہ یہ محمد کے ہاتھ کا زخم ہے اگر وہ میرے اوپر تھوک مارتے تو بھی
میں نہ بچتا چنانچہ وہ اسی زخم سے راہ میں مکہ کو پھرتے ہوئے واصل جہنم ہوا۔ جیسا حضرت
نے فرمایا تھا کہ میں ہی ماروں گا ویسا ہی ظہور میں آیا۔

**معجزہ (۴۴)** بخاری نے سلیمان بن صُرَد سے روایت کی ہے کہ غزوہ خندق میں جب لشکر کفار
کا جال کیا اور مدینہ سے محاصرہ اٹھ گیا تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اب ہم اُن پر چڑھ جاویں گے
وہ ہم پر چڑھ نہ سکیں گے چنانچہ موافق ارشاد کے بعد غزوہ خندق کے کفار مدینہ منورہ پر
لشکر کشی نہ کر سکے اور رسول اللہ صلعم نے غزوہ فتح میں اُن پر لشکر کشی کی۔

**معجزہ (۴۵)** مسلم نے ابی قتادہؓ سے روایت کی ہے کہ ایام غزوہ خندق میں عمار بن یاسر
خندق کھود رہے تھے۔ رسول اللہ صلعم نے اُن کے سر پر ہاتھ پھیر کے فرمایا کہ افسوس
ابن سمیہ تجھے ایک گروہ باغیوں کا قتل کرے گا چنانچہ موافق پیشگوئی حضرت کے جنگ صفین
میں حضرت عمار حضرت علی کے ساتھ تھے۔ معاویہ کے لشکر نے اُنہیں شہید کیا۔

**معجزہ (۴۶)** ابن سعد نے طبقات میں حضرت عثمان بن طلحہ سے روایت کی ہے کہ ایام جاہلیت
میں ایک دن رسول اللہ صلعم لوگوں کے ساتھ خانہ کعبہ میں داخل ہونے کو آئے میں نے

آپ سے سخت کلامی کی آپ نے برداشت کیا اور فرمایا کہ اے عثمان ایک دن تو اس کنجی کو
میرے ہاتھ میں دیکھے گا اور میں جسے چاہوں گا اُسے دوں گا۔ فتح مکہ کے بعد آپ نے
کنجی منگوائی میں نے لا دی۔ آپ نے لے لی پھر مجھ کو دی اور فرمایا کہ لو یہ تمہارے پاس
ہمیشہ رہے گی۔ چنانچہ موافق ارشاد کے وہ کنجی آپ کے ہاتھ میں آئی اور آپ نے اسے اپنے
ہاتھ سے عثمان کو دی اور موافق ارشاد کے اب تک وہ کنجی اُنہیں کے پاس چلی آتی ہے۔

معجزہ (۴۷) بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم غزوہ حنین میں حضرت کے ساتھ
تھے۔ ہمراہیوں میں سے ایک شخص جو دعویٰ اسلام کرتا تھا اُس کی نسبت رسول اللہ صلعم
نے فرمایا کہ یہ شخص دوزخی ہے لڑائی کے وقت کفار سے خوب لڑا اور بہت زخمی ہوا لوگوں نے
حضرت سے عرض کیا کہ جسے آپ نے فرمایا تھا کہ یہ شخص دوزخی ہے وہ تو اللہ کی راہ میں
خوب لڑا اور زخمی ہوا آپ نے فرمایا کہ بیشک وہ دوزخی ہے چنانچہ موافق ارشاد کے زخموں
کی تکلیف پر اس نے بے صبری کی اور خودکشی کرکے اپنے کو ہلاک کیا اور مستحق جہنم کا ہوا۔

معجزہ (۴۸) ابوداؤد نے سہل بن حنظلیہ سے روایت کی ہے کہ غزوہ حنین میں ایک
سوار نے رسول اللہ صلعم سے بیان کیا کہ قبیلہ ہوازن کے لوگ سب کے سب اپنے اونٹ
ہودج و اسباب اور اپنے مویشی لے کے حنین میں آموجود ہوئے۔ رسول اللہ صلعم نے مسکرا کر فرمایا
کہ انشاءاللہ تعالیٰ کل یہ سب مسلمانوں کی غنیمت ہوگی پس موافق ارشاد کے دوسرے روز
مسلمانوں کی فتح ہوئی اور ان کا کل مال مسلمانوں کی غنیمت میں آیا۔

معجزہ (۴۹) بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے جب
خالد بن ولید کو اکیدر حاکم دومۃ الجندل پر بھیجا تو آپ نے فرمایا کہ وہ نیل گائے کے
شکار کو نکلے گا تم اُس کو گرفتار کر لوگے چنانچہ موافق ارشاد کے ایسے ہی ظہور میں آیا۔

معجزہ (۵۰) صحیحین میں ابو حمید ساعدی سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک میں ایک دن حضرت
نے فرمایا کہ آج رات کو ہوا بہت ہی تیز چلے گی سو اُس میں کوئی نہ اُٹھے اور جس کے پاس
اونٹ ہیں وہ خوب مضبوط باندھ لیں۔ چنانچہ موافق ارشاد کے رات کو آندھی بہت زور
کی آئی۔ ایک شخص اُٹھا اُس کو آندھی اُڑا لے گئی یہاں تک کہ دونوں پہاڑوں طے میں
اُس کو لا ڈالا۔

معجزہ (۵۱) صحیحین میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر دین ثریا پر
لٹکا ہوگا تو بھی کچھ لوگ فارس کے اُس کو پا لیں گے پس موافق پیشگوئی حضرت کے امام ابو
حنیفہؒ جو کہ اولاد ہرمز بن نوشیرواں بادشاہ فارس سے ہیں اور امام بخاری رئیس المحدثین

جو فارس کے تھے مصداق اس پیشین گوئی کے ہوئے۔

معجزہ (۵۲) حاکم نے باسناد صحیح روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا عنقریب ایسا ہوگا کہ لوگ سفر دور دراز کریں گے کوئی عالم زیادہ علم والا مدینہ کے عالم سے نہ پاویں گے۔ پس موافق ارشاد حضرت کے مدینہ شریف میں حضرت امام مالک ایسے ہوئے کہ دور دراز سے لوگ آپ کے پاس علم دین سیکھنے آتے تھے۔

معجزہ (۵۳) رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قریش میں ایک بڑا عالم ہوگا کہ زمین کو علم سے مالا مال کر دے گا۔ مطابق ارشاد حضرت کے امام شافعیؒ اولاد مطلب بن عبد مناف سے پیدا ہوئے جو قریشی تھے۔

معجزہ (۵۴) صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم غنیمت تقسیم کر رہے تھے۔ ذوالخویصرہ آیا اس نے کہا یا رسول اللہ عدل کرو۔ آپ نے فرمایا خرابی ہو تجھے۔ اگر میں عدل نہ کروں گا تو اور کون عدل کرے گا۔ اس کے اس کہنے سے حضرت عمر کو غصہ آیا عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم میں اس کو قتل کر دوں۔ آپ نے فرمایا چھوڑ دو کچھ لوگ اس کے ساتھی ہوں گے اور بہترین فرقہ پر خروج کریں گے ان میں ایک کالا آدمی ہوگا کہ اس کا ایک بازو مثل پستان عورت کے جنبش کرتا ہوگا۔ چنانچہ موافق ارشاد کے قوم خوارج جو ذوالخویصرہ میں سے تھے حضرت علیؓ پر خروج کیا اور ان کا سردار ذوالثدیہ تھا کالے رنگ کا۔ ایک بازو اس کا مثل پستان عورت کے تھا۔

معجزہ (۵۵) دارقطنی نے حضرت علی سے روایت کی ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اے علی ایک قوم میرے بعد ہوگی اگر تم ان کو پاؤ تو قتل کرنا وہ مشرک ہوں گے حضرت علی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم ان کی علامت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ تجھے بڑھاویں گے ایسے اوصاف کے ساتھ جو تجھ میں نہیں اور سلف پر طعن کریں گے چنانچہ مطابق پیشینگوئی حضرت کے فرقہ نصیری پیدا ہوا جو حضرت علی کو خدا کہتا ہے اور ایک فرقہ پیدا ہوا کہ وہ حضرت علیؓ کو رسول اللہ صلعم پر فضیلت دیتے ہیں اور بعض برابر سمجھتے ہیں اور بعض خلفاء راشدین کو برا کہتے ہیں۔

معجزہ (۵۶) امام احمد اور ابوداؤد نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک فرقہ مثل مجوس کے ہوگا یعنی جیسے مجوس دو خدا مانتے ہیں ایک خدا شر کا دوسرا خدا خیر کا۔ اسی طرح یہ فرقہ خدا کو خالق جواہر کا کہے گا اور بندوں کو خالق اپنے افعالوں کا کہیگا۔ چنانچہ مطابق ارشاد کے فرقہ قدریہ پیدا ہوا جو تقدیر الٰہی کا منکر ہے

خدا کو خالق جواہر کا کہتا ہے اور بندوں کو خالق افعال کا کہتا ہے

**معجزہ (۵۵)** مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری اُمت میں خسف اور مسخ ہوگا اور یہ اُن لوگوں میں ہوگا جو منکر قدر کے ہوں گے ۔ چنانچہ موافق ارشاد کے ایک شخص کوفے کا رہنے والا حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بُرا کہا کرتا تھا اُس کی صورت مسخ ہو کر بندر ہو گیا ۔ اسی طرح ایک شخص کوفے کا حضرت عمرؓ اور حضرت ابو بکرؓ کو بُرا کہتا تھا اُس کی صورت مسخ ہو کر خوک ہو گئے ۔

**معجزہ (۵۶)** ریاض النضرۃ میں ایک خسف کی یہ صورت ہوئی کہ ایک قوم حلب کی امیر مدینہ منورہ کے پاس آئی اور بہت سامان اور اچھے اور عمدہ تحفے لائی اور یہ درخواست کی کہ ایک دروازہ حجرہ شریفہ کا کھلوا دے تا کہ وہ جسد اطہر حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق کو وہاں سے نکال لے جاویں ۔ امیر مدینہ چونکہ بسبب غالب محبت دُنیا اس بات کو قبول کر لیا اور دربان حرم شریف کو بُلا کر کہدیا کہ جب یہ لوگ آویں دروازہ حرم شریف کا کھول دیجیو اور جو کچھ یہ کریں انہیں منع مت کیجیو ۔ دربان مذکور کہتا ہے کہ جب لوگ عشا کی نماز پڑھ کے مسجد شریف سے چلے گئے اور دروازہ حرم شریف کے بند ہو گئے ۔ چالیس آدمی پھاوڑے اور کدال لئے ہوئے مشعل ساتھ آئے اور باب السلام پکڑے ہوئے اور کیواڑ کھٹکھٹایا ۔ میں نے موافق حکم امیر کے دروازہ کھولدیا اور ایک گوشہ مسجد میں بیٹھ کے رونا شروع کیا کہ الٰہی کیا قیامت ہوگی ۔ مگر سبحان اللہ ہنوز وہ منبر شریف کے قریب نہیں پہنچے تھے کہ سب کے سب مع تمام اسباب اور آلات کے پاس اُس ستون کے جو قریب محراب عثمانی کے ہے زمین نکل گئی پس موافق ارشاد رسول اللہ صلعم کے آپ کی اُمت میں ایک قوم پر خسف واقع ہوا ۔

**معجزہ (۵۷)** ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری اُمت میں تہتر فرقہ ہو جائیں گے اور وہ سب دوزخی ہونگے مگر ایک فرقہ جو میرا اور میرے اصحاب کے طریقہ پر چلیگا پس موافق ارشاد رسول اللہ صلعم کے بعد زمانہ خلفاء راشدین کے باعتبار عقاید کے اُمت میں کثرت سے اختلاف پیدا ہوا اور وہ بڑھتے بڑھتے نوبت تہتر فرقوں کی ہو گئی ۔

**معجزہ (۵۸)** رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت آنے سے پہلے ایک آگ ملک حجاز میں نکلے گی کہ روشنی اُس کی ملک حجاز سے ملک شام کے شہر بصرہ تک پہنچے گی اور وہاں کے اونٹ اُس کی روشنی میں راہ چلیں گے چنانچہ مطابق اس پیشین گوئی کے تیسری تاریخ جمادی الآخرہ سنہ ۶۵۴ھ میں جمعہ کے دن عشا کے بعد وہ آگ ملک حجاز میں متصل مدینہ طیبہ کے نکلی ۔ مانند بڑے شہر کے جس میں قلعہ اور برج اور کنگرہ ہوں طول اُس کا بقدر

جانفرسنگ کے تھا یعنی بارہ میل اور عرض بقدر چار میل اور ارتفاع بقدر ڈیڑھ قامت انسان کے اور مانند دریا کے موجیں مارتی تھی اور مانند سیلاب کے چلتی تھی اور مانند رعد کے آواز کرتی تھی اور اُس میں یہ عجیب بات تھی کہ پتھروں کو جلا دیتی تھی۔ پہاڑوں کو رانگ کی طرح گلا دیتی تھی اور درختوں پر اور اون سے کچھ اثر نہیں پہنچتا تھا اور اُس کی روشنی نے عالم کو ایسا روشن کیا تھا کہ مدینہ کے لوگ رات کو اُس کی روشنی میں دن کے مانند کام کرتے تھے اور نور اُس آگ کا مکے میں اور شہر بصرے او تیما میں معائنہ کیا گیا۔

**معجزہ (۵۹)** رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نزدیک نہر دجلہ کے مسلمانوں کا ایک بڑا شہر ہوگا اور نہر دجلہ پر پل ہوگا اور وہ شہر بہت آباد ہوگا اور آخر زمانہ میں ترک جن کے چہرے چوڑے ہیں اور آنکھیں چھوٹی اُس شہر پر چڑھ آویں گے اور نہر کے کنارہ ٹھہریں گے سو شہر کے لوگ تین فرقہ ہو جاویں گے۔ ایک فرقہ اپنا اسباب بیلوں پر لاد کے جنگل کی راہ لیں گے یعنی شہر چھوڑ کے بھاگ جاویں گے وہ ہلاک ہوئے اور ایک فرقہ ترکوں کی پناہ میں جاویں گے وہ بھی ہلاک ہوئے اور ایک فرقہ اپنے لڑکے بالوں کو پیچھے کرکے لڑیں گے اور کفار ترک سے مقابلہ کریں گے وہ لوگ شہید ہیں۔ چنانچہ موافق اس پیشین گوئی کے عہد معتصم باللہ خلیفہ عباسی میں یہ واقعہ ظہور میں آیا اور ترکان تتار نے شہر بغداد پر جو دار الخلافہ اور شہر عظیم مسلمانوں کا تھا اور دجلہ اُس کے بیچ میں واقع ہے اور دجلہ پر پل بھی عہد عباسیہ میں بنا تھا چڑھائی کی اور شہر کو گھیرا۔ شہر کے باشندوں میں بعضے مع اپنے عیال و اطفال کے بھاگ گئے اُن لوگوں کو ترکوں کے ظلم سے نجات نہ ملی۔ مقتول اور غارت ہو گئے اور خود معتصم باللہ اور اکثر اشراف اور اعیان شہر نے بادشاہ ترک سے اماں چاہی اور اُن کی اطاعت میں داخل ہوئے وہ بھی نہ بچے اور ترکوں کی تیغ بے دریغ سے مقتول ہوئے اور کچھ لوگوں نے مردانگی کی اور ہمت قوی کرکے اُن کافروں سے جہاد کیا۔ خدا تعالیٰ نے اُنھیں شہادت نصیب کی۔ دونوں فرقوں کو دُنیا میں بھی نجات نہ ملی اور آخرت کے درجہ سے بھی محروم رہے اور تیسرا فرقہ دُنیا میں بھی بمردانگی و شجاعت نیک نام ہوا اور آخرت میں درجہ شہادت سے فائز ہوا۔

**معجزہ (۶۰)** دلائل النبوۃ میں ہے کہ زید بن ارقم بیمار ہوئے رسول اللہ صلعم اُن کی عیادت کو آئے اور آپ نے فرمایا کہ تم اس بیماری سے اچھے ہو جاؤ گے اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا کہ میرے بعد تم جیتے رہو گے اور اندھے ہو جاؤ گے۔ زید بن ارقم نے کہا کہ میں ثواب سمجھ کر صبر کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ تو تم بے حساب بہشت میں داخل ہو گے۔ اُم انیسہ بیٹے

زید کے کہتے ہیں کہ بعد وفات رسول اللہ صلعم کے زید بن ارقم اندھے ہو گئے پھر مدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُن کی آنکھیں اچھی کر دیں۔ پس موافق فرمانے حضرت کے وہ بیماری سے اچھے ہو گئے اور بعد وفات حضرت کے اُن کی آنکھیں جاتی رہیں۔ جیسا حضرت نے فرمایا وہ ظہور میں آیا۔

معجزہ (٦١) صحیح مسلم میں حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بیشک قوم ثقیف میں ایک بڑا ظالم خونریز ہوگا اور ایک بڑا جھوٹا۔ چنانچہ موافق فرمانے حضرت کے قوم ثقیف میں ظالم خونریز حجاج پیدا ہوا۔ اور بڑا جھوٹا مختار ثقفی پیدا ہوا کہ اُس نے اپنے تئیں از راہ فریب نائب حضرت امام مہدی بن الحنفیہ کا قرار دے کے بانتقام قصد قصاص قاتلان امام حسین علیہ السلام ریاست حاصل کی اور جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا۔

معجزہ (٦٢) ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں ابو عبیدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری اُمت کا انتظام برابر رہیگا کہ سب سے پہلے اُس میں رخنہ ڈالنے والا ایک شخص بنی اُمیہ میں سے جس کا نام یزید ہوگا۔ چنانچہ مطابق ارشاد حضرت کے سب سے پہلے رخنہ انتظام اسلام میں یزید کے سبب سے واقع ہوا کہ وہ شخص فاسق و شارب خمر بادشاہ ہوا اور امام حسینؑ کو اُس نے شہید کرایا اور مدینے پر لشکر خونریز بھیجکر اکثر صحابہ اور صحابی زادوں کو قتل کرایا اور بہت بڑے ظلم کئے اور مکے پر بھی لشکر واسطے عبد اللہ بن زبیرؓ کے بھیجا اور اُس کے لشکر نے کعبہ کا محاصرہ کیا اور وہاں پتھر مارے حتیٰ کہ سقف مسجد حرام کو کہ لکڑی کی تھی اُن پتھروں سے بہت صدمہ پہنچا بلکہ روئی میں گندھک لپیٹ کے اُن ملاعنہ نے آگ مسجد حرام میں پہنچائی کہ پردہ خانہ کعبہ کا اور دیواریں خانہ کعبہ کی سب جل گئیں۔ غرض کہ جس قدر ظلم اور بے دینی کی باتیں یزید سے واقع ہوئیں کبھی واقع نہیں ہوئیں اور پیشین گوئی حضرت کی صادق آئی۔

معجزہ (٦٣) ابو داؤد نے حضرت حذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے قیامت تک جتنے فتنہ انگیز ہونے والے ہیں سب کا نام مع نام اُن کے باپ اور اُن کی قوم کے بتا دیا ہے۔

معجزہ (٦٣) حاکم اور بیہقی اور ابونعیم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ثابت بن قیس شماس سے فرمایا تَعِیشُ حَمِیداً وَتُقْتَلُ شَهِیداً یعنی زندگانی کرو گے تم بحالت محمود اور مارے جاؤ گے شہید ہو کر۔ چنانچہ مطابق اس خبر کے وہ عیش کے ساتھ اپنی زندگانی بسر کرتے رہے اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں جنگ یمامہ میں جو مسیلمہ کذاب سے ہوئی تھی شہید ہوئے۔

معجزہ (٦٤) ابو داؤد نے ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے مخاطب

اس کے فرمایا ہے کہ مدینے میں ایک بار ایسی خونریزی ہوگی کہ خون احجار زیت کے ڈوب جاویں گے اور اُن
قطعات ہے گا ۔ چنانچہ موافق ارشاد رسول اللہ صلعم واقعہ حرہ ہوا یعنی یزید کے وقت میں
بعد شہادت امام حسین کے جب کہ باشندگان مدینہ اکثر اصحاب اور اولاد اصحاب رضی اللہ عنہم
بیعت سے بسبب اُس کے شنائع اعمال کے منحرف ہو گئے تب یزید نے اُن پر لشکر فوج ابن
مسلم بن عقبہ نے بھیجا اور مقابلہ عظیم واقع ہوا اور صدہا اصحاب اور اولاد اصحاب شہید ہوئے
اور اُس گلستان میں خون بہا اور ایسے شنائع اور قبائح واقع ہوئے کہ زبان قلم نہیں لکھ سکتی

**معجزہ (۶۵)** ابوداؤد نے انس بن مالک سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
اے انس لوگ شہر آباد کریں گے اور اُن میں سے ایک شہر ہوگا جسے بصرہ کہیں گے سو اگر تم
اُس شہر میں داخل ہو تو اُس کی زمین شور اور کلاء اور باغات اور بازار اور امیروں کے دروازوں
سے بچیو اور کناروں پر اُس کے رہنا اس واسطے کہ اُس شہر میں خسف ہوگا یعنی زمین میں دھنس جانا
اور قذف ہوگا یعنی پتھروں کا برسنا اور رجف ہوگا یعنی زلزلہ اور مسخ ہوگا یعنی صورت بدلنا
رسول اللہ صلعم نے دو باتوں کی خبر دی ۔ ایک یہ کہ ایک شہر آباد ہوگا اور اُس کا نام بصرہ
ہوگا ۔ دوسرے یہ کہ اُس شہر میں خسف اور قذف اور رجف اور مسخ ہوگا ۔ پس موافق ارشاد حضرت
کے پہلی کا ظہور ہو گیا ۔ حضرت عمر رض کے عہد میں عتبہ بن غزوان نے شہر بصرہ حضرت عمر رض کے حکم سے
سنہ ۱۴ ہجری میں آباد کیا اور دوسری خبر کا اب تک ظہور نہیں ہوا آئندہ ہوگا ۔

**معجزہ (۶۶)** طبرانی نے رافع بن خدیج سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک بار
حاضرین مجلس سے فرمایا کہ تم میں سے ایک آدمی کی ڈاڑھ دوزخ میں مانند جبل احد کے ہوگی حضرت
ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ میں بھی اُس مجلس میں تھا اور سب لوگ تو مر گئے ہیں اور ایک اور آدمی باقی
رہا وہ دوسرا شخص جنگ یمامہ میں مرتد ہو کے مارا گیا ۔ پس موافق خبر دینے حضرت کے وہ مرتد
ہو کے جہنمی ہوا ۔

**معجزہ (۶۷)** بیہقی نے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوذر کی وفات قریب ہوئی اُن کی زوجہ
ام ذر رونے لگیں ۔ ابوذر نے کہا تم کیوں روتی ہو ۔ ام ذر نے کہا میں کیسے نہ روؤں تمہاری
وفات جنگل میں ہوتی اور ہمارے پاس کفن بھی نہیں ہے حضرت ابوذر نے کہا کہ مت روؤ
جناب رسول اللہ صلعم نے ایک جماعت کو کہ میں بھی اُن میں تھا خطاب کر کے فرمایا کہ تم میں سے
ایک آدمی زمین غیر آباد میں مرے گا اُس کے جنازہ پر ایک جماعت مسلمانوں کی حاضر ہوگی
سو وہ آدمی میں ہی ہوں ۔ تم راہ کو جا کر دیکھو ۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نکلی سو کچھ لوگ مسافر سوار آتے
دیکھے ۔ انہیں میں سے حضرت ابوذر کے حال کی خبر کی وہ سب حضرت ابوذر کے پاس آئے

اُن سے حضرت ابوذرؓ نے کہا کہ تم میں سے مجھے کفن وہ دیوے جو نہ نقیب ہو نہ امیر۔ ایک جوان
نے اُن میں سے کہا کہ میں تمہیں کفن دیتا ہوں۔ اسے عمر اپنا ازار اور دو کپڑے میری گٹھری میں ہیں
میری ماں کے کتے ہوئے سوت کے بنے ہوئے ہیں۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا کہ اچھا تم مجھے کفن دو
جب وہ مرے تو اُن لوگوں نے تجہیز و تکفین کر کے نماز جنازہ پڑھ کے اُنھیں دفن کر دیا ۔
رسول اللہ صلعم نے تو خبر دی تھی کہ ایک شخص حاضرین مجلس میں سے غیر آباد زمین میں مرے گا اور
ایک جماعت مسلمانوں کی وہاں پہنچ کے اُس کی تجہیز و تکفین کرے گی۔ سو موافق ارشاد حضرت
کے وقوع میں آیا۔

معجزہ (۶۸) طبرانی اور بیہقی نے ابن حکیم ضبی سے روایت کی ہے کہ جب ابوہریرہؓ مجھے
ملتے مجھ سے سمرہ کا حال پوچھتے اور جب میں اُن کی صحت کی خبر دیتا تو خوش ہوتے۔ میں نے
اس کا سبب پوچھا۔ اُنھوں نے بیان کیا کہ ہم دس آدمی ایک گھر میں تھے سو جناب رسول اللہ
صلعم نے فرمایا کہ تم میں سے جو پیچھے مرے گا نار میں ہوگا سو آٹھ تو مر چکے ہیں اور سمرہ باقی
ہیں لہٰذا میں اس خبر کے ڈر سے سمرہ کے حال کی تفتیش کرتا ہوں اور حضرت ابوہریرہؓ کا یہ حال
تھا کہ جو کوئی کہہ دیتا کہ سمرہ مر گئے تو اُنھیں غش آ جاتا تھا۔ یہاں تک کہ سمرہ سے پہلے اُن کا انتقال
ہو گیا اور سمرہ کو مرض کزاز لاحق ہوا جو شدت سردی سے ہوتا ہے بڑی دیگ میں خوب گرم کھولتا
پانی بھر کے اُس پر گرمی حاصل کرنے کے لئے بیٹھتے ایک دن اُس میں گر پڑے اور جل کر مر گئے
رسول اللہ صلعم نے جو اُن دس آدمیوں کے حق میں فرمایا تھا کہ تم میں پچھلا از روئے موت کے
نار میں ہوگا سو وہ لوگ نار سے نار جہنم سمجھے تھے اور مراد حضرت کی نار سے دُنیا کی نار تھی چنانچہ
مطابق اس کے سمرہ سب سے پیچھے آگ میں جل کر مرے ۔

معجزہ (۶۹) صحیحین میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
تم لوگ پیروی کرو گے اُن لوگوں کے طریقوں کی جو تم سے پہلے ہوئے بالشت بہ بالشت دست
بدست یہاں تک کہ اگر وہ سوسمار کے سوراخ میں گھسے ہوں گے تو اس بات میں بھی اُن کی پیروی
کرو گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم پہلے آدمیوں سے یہود اور نصاریٰ مراد ہیں
آپ نے فرمایا اور کون ہیں یہود کی روش تھی حسد اور حق کا چھپانا اور بطمع دُنیا مسئلہ غلط بتانا اور
کتاب الٰہی میں سے جو حکم اپنے موافق ہو اُس کا ظاہر کرنا اور جو خلاف ہو اُس کا چھپانا سو موافق
ارشاد حضرت کے اس قسم کی باتیں اس اُمت کے علماء بیدین میں پائی جاتی ہیں نصاریٰ کی روش
ہے نبی اور بزرگوں کے حق میں اس طرح کا اعتقاد کرنا جو خدائی کے رُتبے کو پہنچا دے سو یہ بات
بھی اس اُمت میں مثل نصیری وغیرہ میں پائی جاتی ہے اور اکثر وضعوں میں لوگوں نے نصاریٰ

اور ثابت ہونا اشارہ کی ہے۔
معجزہ (۷۰) طبرانی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عبداللہ بن زبیر سے فرمایا
کہ لوگوں سے تم کو مصیبت پہنچے گی اور تم سے لوگوں کو مصیبت پہنچے گی چنانچہ مطابق اس کے
ظہور میں آیا کہ بعد وفات معاویہ اور شہادت امام حسین علیہ السلام کے سنہ ۶۴ ہجری میں
خلیفہ ہوئے اور سوائے ملک شام کے اور سب بلاد اسلام کے ان کے قبضہ میں آئے اور
سنہ ۷۳ ہجری میں عبد الملک بن مروان کے حکم سے حجاج ظالم نے ان پر لشکر کشی کی اور مکہ کا
محاصرہ کیا اور ان کو شہید کیا۔ پس موافق ارشاد حضرت کے ان کو لوگوں سے یہ مصیبت
پہنچی کہ شہید ہوئے اور تکلیفات دنیاوی انہوں نے اور ان کے اہل بیت نے ظالموں کے
ہاتھ سے اٹھائیں اور لوگوں کو ان کے سبب سے یہ مصیبت پہنچی کہ اہل مکہ بلا ئے محاصرہ و
قحط میں مبتلا ہوئے اور لوگ حجاج کے ہاتھ سے وہاں مارے گئے خانہ کعبہ کو بھی صدمہ پہنچا۔ گھر
عبداللہ بن زبیر کا خانہ کعبہ سے مقابل تھا۔ اس سبب سے بیت الحرام پر بھی حجاج کے منجنیق
کے صدمے پہنچے اور یہ بھی مصیبت لوگوں کو بسبب عبداللہ بن زبیر کے ہوئی کہ قاتلین ان کے گناہ
عظیم اور عذاب آخرت میں مبتلا ہوئے۔
معجزہ (۷۱) بیہقی اور ابن عدی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے زید بن صوحان
کے حق میں فرمایا کہ ایک عضو ان کا ان سے پہلے جنت میں جائے گا سو مطابق اس کے واقع ہوا
کہ بایاں ہاتھ ان کا غزوہ نہاوند میں کٹ گیا۔
معجزہ (۷۲) بیہقی اور حاکم نے حسن بن محمد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے
حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ سہیل بن عمرو سے توقع ہے کہ وہ ایسا کام کرے اور اس طرح کا بیان
کرے گا کہ تم سن کر خوش ہو گے سو ایسا ہی ہوا کہ جب خبر وفات رسول اللہ صلعم کی مکہ
معظمہ میں پہنچی اور وہاں کے لوگوں کو اضطراب اور تزلزل ہوا۔ سہیل بن عمرو نے کھڑے
ہو کر ایسا خطبہ پڑھا جیسا حضرت ابوبکر صدیق نے مدینہ منورہ میں پڑھا تھا اور مکے کے لوگوں
کو دین پر ثابت کر دیا اور ان کو تسلی اور تسکین دی۔
معجزہ (۷۳) صحیحین میں جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قریب
ہے میری امت کے لوگ انماط بچھائیں گے چنانچہ مطابق اس ارشاد کے ظہور میں
آیا کہ صحابہ کرام جو فقر اور تنگی میں مبتلا تھے مالدار ہو گئے اور اچھے اچھے کپڑے اور اچھے
فرش ان کو میسر آئے۔ چنانچہ حضرت جابرؓ کے گھر میں بھی انماط کے بچھونے تھے۔
معجزہ (۷۴) صحیحین میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مسیلمہ کذاب

کے حق میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُسے ہلاک کرے گا چنانچہ مطابق اس کے ظہور میں آیا۔ بعد
رسول اللہ صلعم کے ہزارہا آدمی اس کے ساتھ مجتمع ہو گئے تھے اور اس نے دعویٰ نبوت کا
کیا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے خالد بن ولید کو ایک لشکر جرار کے ساتھ اُس پر بھیجا اور انہوں نے
لڑے اور اُس پر فتح پائی اور اُس لڑائی میں وہ مارا گیا جیسا حضرت نے فرمایا تھا۔

معجزہ (٧٥) بخاری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے
قبل پہنچنے خبر کے زید اور جعفر اور عبداللہ بن رواحہ کے شہید ہونے کی خبر لوگوں کو سنائی
فرمایا کہ نشان لیا زید نے پس وہ شہید ہوا پھر نشان لیا جعفر نے پس وہ شہید ہوا۔ پھر
نشان لیا ابن رواحہ نے پس شہید ہوا۔ آخر کو ایک خدا کی تلوار نے نشان لیا اور فتح حاصل
ہوئی۔ یہ واقعہ موضع موتہ کا ہے جو شام میں ہے اور مدینہ سے ایک مہینہ یا زیادہ کا راستہ
ہے۔

معجزہ (٧٦) صحیحین میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جس دن نجاشی بادشاہ حبشہ کا
انتقال ہوا اُسی روز آپ نے اُس کے مرنے کی خبر دی اور صحابہ کے ساتھ عیدگاہ کی طرف
جا کر اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی۔

معجزہ (٧٧) مسلم نے جابرؓ سے روایت کی ہے رسول اللہ صلعم ایک سفر سے واپس آتے
تھے جب قریب مدینہ کے پہنچے تب ایک ہوا ایسی شدید چلی کہ قریب تھا کہ سوار کو گرا دے
آپ نے فرمایا کہ یہ ہوا ایک منافق کی موت کے لئے چلی ہے جب مدینہ میں پہنچے تو معلوم ہوا
کہ رفاعہ بن زید جو بڑا منافق تھا وہ مر گیا پس مطابق ارشاد حضرت کے یہ واقعہ ظہور میں آیا۔

معجزہ (٧٨) امام احمد نے ابن عباسؓ سے اور حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے
روایت کی ہے کہ جنگ بدر میں کافروں کے ساتھ حضرت عباس بن عبدالمطلب اسیر ہو کر آئے
اُن کی رہائی کے لئے اُن سے مال فدا طلب کیا گیا۔ اُنھوں نے کہا کہ میرے پاس اس قدر
روپیہ کہاں جو مجھ سے مانگا جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جو مال تم نے ام الفضل کے
پاس دفن کیا ہے وہ کیا ہوا۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلعم اس مال کی تو
سوائے میرے اور ام الفضل کے اور کسی کو خبر نہ تھی۔ پھر وہ مال منگا دیا۔

معجزہ (٧٩) بیہقی اور طبرانی نے روایت کی کہ بعد قصہ بدر کے ایک دن صفوان بن امیہ
بن خلف اور عمیر بن وہب بن خلف چچا زاد بھائی اُس کا مقام حجر میں بیٹھ کر کشتگان بدر کا تذکرہ
کرتے تھے۔ صفوان نے کہا کہ ان لوگوں کے قتل ہونے کے بعد کچھ زندگی کا لطف نہیں رہا
عمیر نے کہا سچ ہے مگر میں مقروض ہوں اور میرے پاس کچھ روپیہ ادا کرنے کو نہیں اور بعد

اپنے عیال کے تباہ ہو جانے کا بھی ڈر ہے نہیں تو میں جا کر محمد کو قتل کر ڈالتا اور مجھے ایک
بہانہ اُن کے پاس جانے کا ہے۔ میرا بیٹا وہاں قید ہے۔ صفوان نے یہ بات غنیمت سمجھی
اور کہا کہ تیرے دین کو میں ادا کر دوں گا اور تیرے عیال کی بھی ہمیشہ خبرگیری کرتا رہوں گا۔ عمیر
نے کہا کہ تو اس بات کو کسی سے ذکر مت کیجیو اور اُس نے اپنی تلوار پر سان رکھوا کر زہر میں
بجھائی اور چلکر مدینہ میں پہنچا۔ اور مسجد شریف کے دروازہ پر اونٹ کو بٹھایا اور وہ تلوار کو
حمائل کئے ہوئے تھا آتے حضرت عمرؓ نے دیکھ کے کہا کہ یہ کتا۔ دشمن خدا کا کچھ بدی
کے لئے آیا ہوگا اور آنحضرت صلعم کو اُس کے آنے کی خبر کی۔ آپ نے فرمایا کہ لے آؤ۔ اُسے
حضرت عمرؓ جا کر لے آئے اور اُس کی تلوار اپنے قبضہ میں کر لی تھی۔ جب آپ نے اُسے
دیکھا فرمایا کہ اے عمرؓ اسے چھوڑ دو۔ پھر آپ نے اُس سے کہا کہ اے عمیر قریب آ جب وہ
قریب ہوا تو پوچھا کہ کیوں آیا ہے۔ اُس نے کہا کہ اپنے قیدی کے لئے آیا ہوں کہ اُس
معاملہ میں احسان کرو۔ آپ نے فرمایا کہ تلوار کیوں گردن میں ڈالی ہے۔ اُس نے کہا کہ
تلوار کس کام کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سچ سچ بیان کر کہ تو کس لئے آیا ہے اُس نے کہا کہ
میں اسی کام کے لئے آیا ہوں جو میں نے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے اور صفوان
نے مقام حجر میں تذکرہ کشتگان بدر کا کیا اور تو نے کہا کہ اگر میں مقروض نہ ہوتا اور خوف
ہلاکت عیال نہ ہوتا تو میں جا کر محمدؐ کو قتل کر ڈالتا اور صفوان تیرے قرض اور خبرگیری عیال کا
متکفل ہوا۔ اور تو میرے قتل کے لئے آیا۔ اُس نے یہ سنتے ہی کہا اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُولُ
اللّٰہِ۔ گواہی دیتا ہوں کہ تم پیغمبر خدا ہو۔ اس بات کی سوائے میرے اور صفوان کے کسی
کو خبر نہ تھی۔ قسم خدا کی میں جانتا ہوں کہ خدا ہی نے تمہیں اس بات کی خبر کر دی۔ شکر خدا کا
اُس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے بھائی کو دین
کی باتیں سکھاؤ اور کلام اللہ پڑھاؤ اور اُس کے قیدی کو چھوڑ دو۔

**معجزہ (۸۰)** بیہقی نے حضرت عروہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی اونٹنی
گم ہو گئی۔ آپ نے تلاش کرا ڈالی۔ زید بن نصیب منافق نے کہا محمد کہتے ہیں کہ میں
غیب کی خبریں جانتا ہوں اور ان کو اپنی اونٹنی کی تو خبر ہی نہیں۔ حضرت جبرئیلؑ آئے
اور اُس منافق کے مقولہ کی خبر دی اور اونٹنی کا ٹھکانا بتا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اونٹنی
فلانی گھاٹی میں ہے اُس کی مہار ایک درخت سے اٹک گئی ہے۔ لوگ چلے اور اُس گھاٹی
میں اس اونٹنی کو اُسی طرح پایا جیسا حضرت نے فرمایا تھا۔

**معجزہ (۸۱)** صحیحین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے

خدا کو اُن کا جو ابر کا کہتا ہے اور بندوں کو خالق افعال کا کہتا ہے

معجزہ (〃) مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری اُمت میں خسف اور مسخ ہوگا اور یہ اُن لوگوں میں ہوگا جو منکر قدر کے ہوں گے۔ چنانچہ موافق ارشاد کے ایک شخص کوفے کا رہنے والا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضہ کو بُرا کہا کرتا تھا اُس کی صورت مسخ ہو کر بندر ہو گیا۔ اسی طرح ایک شخص کوفے کا حضرت عمر رضہ اور حضرت ابوبکر رضہ کو بُرا کہتا تھا اُس کی صورت مسخ ہو کر خوک ہو گئے۔

معجزہ (〃) ریاض النضرۃ میں خسف کی یہ صورت ہوئی کہ ایک قوم حلب کی امیر مدینہ کے پاس آئی اور بہت سامان اور اچھے اور عمدہ تحفے لائی اور یہ درخواست کی کہ ایک دروازہ حجرہ شریف کا کھلوا دے تاکہ وہ جسد اطہر حضرت ابوبکر صدیق رضہ اور حضرت عمر فاروق کو وہاں سے نکال لے جاویں۔ امیر مدینہ چونکہ بدمذہب تھا بسبب محبت دُنیا اس بات کو قبول کر لیا اور دربان حرم شریف کو بُلا کر کہہ دیا کہ جب یہ لوگ آویں دروازہ حرم شریف کا کھول دیجیو اور جو کچھ یہ کریں انہیں ممنوع مت کیجیو۔ دربان مذکور کہتا ہے کہ جب لوگ عشا کی نماز پڑھ کے مسجد شریف سے چلے گئے اور دروازہ حرم شریف کے بند ہو گئے۔ چالیس آدمی پھاوڑے اور کدال لئے ہوئے مشعل ساتھ آئے اور باب السلام پر کھڑے ہوئے اور کیواڑ کھٹکھٹایا میں نے موافق حکم امیر کے دروازہ کھول دیا اور ایک گوشہ مسجد میں بیٹھ کے رونا شروع کیا کہ الٰہی کیا قیامت ہوگی۔ مگر سبحان اللہ ہنوز وہ منبر شریف کے قریب نہیں پہنچے تھے کہ سب کو مع تمام اسباب اور آلات کے پاس اُس ستون کے جو قریب محراب عثمانی کے ہے زمین نگل گئی پس موافق ارشاد رسول اللہ صلعم کے آپ کی اُمت میں ایک قوم پر خسف واقع ہوا۔

معجزہ (۵۷) ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری اُمت میں تہتر فرقے ہو جائیں گے اور وہ سب دوزخی ہونگے مگر ایک فرقہ جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقے پر چلے گا پس موافق ارشاد رسول اللہ صلعم کے بعد زمانہ خلفاء راشدین کے باعتبار عقاید کے امت میں کثرت سے اختلافات پیدا ہوا اور وہ بڑھتے بڑھتے نوبت تہتر فرقوں کی ہو گئی۔

معجزہ (۵۸) رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت آنے سے پہلے ایک آگ ملک حجاز میں نکلے گی کہ روشنی اُس کی ملک حجاز سے ملک شام کے شہر بصرہ تک پہنچے گی اور وہاں کے اونٹ اُس کی روشنی میں راہ چلیں گے چنانچہ مطابق اس پیشین گوئی کے تیسری تاریخ جمادی الآخرہ سنہ ۶۵۴ھ میں جمعہ کے دن عشا کے بعد وہ آگ ملک حجاز میں متصل مدینہ طیبہ کے نکلی۔ مانند بڑے شہر کے جس میں قلعہ اور برج اور کنگرہ ہوں طول اُس کا بقدر

چار فرسنگ کے تقریباً یعنی بارہ میل اور عرض بقدر چار میل اور اونچائی بقدر ڈیڑھ قامت کی
کے اور مانند دریا کے موجیں مارتی تھی اور مانند سیلاب کے چلتی تھی اور مانند رعد کے آواز کرتی
تھی اور اس میں یہ عجیب بات تھی کہ پتھروں کو جلا رہی تھی۔ پہاڑوں کو رانگ کی طرح
گلا رہی تھی اور درختوں پہاڑوں سے کچھ اثر نہیں پہنچتا تھا اور اس کی روشنی نے عالم
کو ایسا روشن کیا تھا کہ مدینہ کے لوگ رات کو اس کی روشنی میں دن کے مانند کام کرتے تھے
اور نور اس آگ کا کئے میں اور شہر بصرے اور تیما میں معائنہ کیا گیا۔

**معجزہ (۵۹)** رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نزدیک نہر دجلہ کے مسلمانوں کا ایک بڑا شہر
ہوگا اور نہر دجلہ پر پل ہوگا اور وہ شہر بہت آباد ہوگا اور آخر زمانہ میں ترک جن کے چہرے
چوڑے ہیں اور آنکھیں چھوٹی اس شہر پر چڑھ آویں گے اور نہر کے کنارہ ٹھہریں گے سو شہر
کے لوگ تین فرقہ ہو جاویں گے۔ ایک فرقہ اپنا اسباب بیلوں پر لاد کے جنگل کی راہ لیں گے
یعنی شہر چھوڑ کے بھاگ جاویں گے وہ ہلاک ہوئے اور ایک فرقہ ترکوں کی پناہ میں آجاویں
گے وہ بھی ہلاک ہوئے اور ایک فرقہ اپنے لڑکے بالوں کو پیچھے کر کے لڑیں گے اور کفار
ترک سے مقابلہ کریں گے وہ لوگ شہید ہیں۔ چنانچہ موافق اس پیشین گوئی کے عہد معتصم باللہ
خلیفہ عباسی میں یہ واقعہ ظہور میں آیا اور ترکان تتار نے شہر بغداد پر جو دار الخلافہ اور شہر عظیم
مسلمانوں کا تھا اور دجلہ اس کے بیچ میں واقع ہے اور دجلہ پر پل بھی عہد عباسیہ میں رہتا
تھا چڑھائی کی اور شہر کو گھیرا۔ شہر کے باشندوں میں بعضے مع اپنے عیال و اطفال کے بھاگ
گئے ان لوگوں کو ترکوں کے ظلم سے نجات نہ ملی۔ مقتول اور غارت ہو گئے اور خود معتصم
باللہ اور اکثر اشراف اور اعیان شہر نے بادشاہ ترک سے امان چاہی اور ان کی اطاعت
میں داخل ہوئے وہ بھی نہ بچے اور ترکوں کی تیغ بے دریغ سے مقتول ہوئے اور کچھ
لوگوں نے مردانگی کی اور ہمت قوی کر کے ان کافروں سے جہاد کیا۔ خدا تعالیٰ نے انہیں
شہادت نصیب کی۔ دونوں فرقوں کو دنیا میں بھی نجات نہ ملی اور آخرت کے درجہ سے بھی محروم
ہے اور تیسرا فرقہ دنیا میں بھی بمردانگی و شجاعت نیک نام ہوا اور آخرت میں درجہ شہادت سے
فائز ہوا۔

**معجزہ (۶۰)** دلائل النبوۃ میں ہے کہ زید بن ارقم بیمار ہوئے رسول اللہ صلعم ان کی عیادت
کو آئے اور آپ نے فرمایا کہ تم اس بیماری سے اچھے ہو جاؤ گے اس وقت تمہارا کیا حال
ہوگا کہ میرے بعد تم جیتے رہو گے اور اندھے ہو جاؤ گے۔ زید بن ارقم نے کہا کہ میں ثواب
سمجھ کر صبر کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ تو تم بے حساب بہشت میں داخل ہو گے۔ نابینا بیٹھے

زید کہتے ہیں کہ بعد وفات رسول اللہ صلعم کے زید بن ارقم اندھے ہو گئے پھر مدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُن کی آنکھیں اچھی کر دیں۔ پس موافق فرمانے حضرت کے وہ بیماری سے اچھے ہو گئے اور بعد وفات حضرت کے اُن کی آنکھیں جاتی رہیں جیسا حضرت نے فرمایا وہ ظہور میں آیا -

**معجزہ (۶۱)** صحیح مسلم میں حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بیشک قوم ثقیف میں ایک بڑا ظالم خونریز ہوگا اور ایک بڑا جھوٹا۔ چنانچہ موافق فرمانے حضرت کے قوم ثقیف میں ظالم خونریز حجاج پیدا ہوا - اور بڑا جھوٹا مختار ثقفی پیدا ہوا کہ اُس نے اپنے تئیں ازراہ فریب نائب حضرت امام مہدی بن الحنفیہ کا قرار دے کے بہانہ قصاص قاتلان امام حسین علیہ السلام ریاست حاصل کی اور جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا -

**معجزہ (۶۲)** ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں ابو عبیدہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری اُمت کا انتظام ٹھیک رہیگا یہاں تک کہ سب سے پہلے اُس میں رخنہ ڈالے وہ ایک شخص بنی اُمیہ میں سے جس کا نام یزید ہوگا۔ چنانچہ مطابق ارشاد حضرت کے سب سے پہلے رخنہ انتظام اسلام میں یزید کے سبب سے واقع ہوا کہ وہ شخص فاسق و شارب خمر بادشاہ ہوا اور امام حسینؓ کو اُس نے شہید کرا دیا اور مدینے پر لشکر خونریز بھیج کر اکثر صحابہ اور صحابی زادوں کو قتل کرایا اور بہت بڑے ظلم کئے اور مکے پر بھی لشکر واسطے عبد اللہ بن زبیرؓ کے بھیجا اور اُس کے لشکر نے کعبہ کا محاصرہ کیا اور وہاں پتھر مارے حتیٰ کہ سقف مسجد حرام کو کہ لکڑی کی تھی اُن پتھروں سے بہت صدمہ پہنچا بلکہ روئی میں گندھک لپیٹ کے اُن ملاعنہ نے آگ مسجد حرام میں پہنچائی کہ پردہ خانہ کعبہ کا اور دیواریں خانہ کعبہ کی سب جل گئیں۔ غرض کہ جس قدر ظلم اور بے دینی کی باتیں یزید سے واقع ہوئیں کبھی واقع نہیں ہوئیں اور پیشین گوئی حضرت کی صادق آئی -

**معجزہ (〃)** ابو داؤد نے حضرت حذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے قیامت تک جتنے فتنہ انگیز ہونے والے ہیں سب کا نام مع نام اُن کے باپ اور اُن کی قوم کے بتا دیا ہے -

**معجزہ (۶۳)** حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ثابت بن قیس شماس سے فرمایا تَعِيشُ حَمِيدًا وَتُقْتَلُ شَهِيدًا یعنی زندگانی کرو گے تم بحالت محمود اور مارے جاؤ گے شہید ہو کر۔ چنانچہ مطابق اس خبر کے وہ عیش کے ساتھ اپنی زندگانی بسر کرتے رہے اور حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں جنگ یمامہ میں جو مسیلمہ کذاب سے ہوئی تھی شہید ہوئے -

**معجزہ (۶۴)** ابو داؤد نے ابو ذرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے مخاطب

نے فرمایا کہ مدینہ میں ایک بار ایسی خونریزی ہوگی کہ خون احجار زیت کے اوپر بہے گا اور ان کو
ڈھک لے گا۔ چنانچہ موافق ارشاد رسول اللہ صلعم واقعہ حرہ ہوا۔ یزید پلید کے وقت میں
بعد شہادت امام حسینؓ کے جب کہ باشندگان مدینہ کہ اکثر اصحاب اور اولاد اصحابؓ اطاعت
یزید سے بسبب اُس کے شنائع اعمال کے منحرف ہو گئے تب یزید نے اُن پر لشکر خونخوار بسرکردگی
مسلم بن عقبہ کے بھیجا اور مقابلہ عظیم واقع ہوا اور صدہا اصحاب اور اولاد اصحاب شہید ہوئے
اور اُس سنگستان میں خون بہا اور ایسے شنائع اور قبائح واقع ہوئے کہ زبان قلم پر نہیں آسکتے

معجزہ (۶۵) ابوداؤد نے انس بن مالک سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
اے انس لوگ شہر آباد کریں گے اور اُن میں سے ایک شہر ہوگا جسے بصرہ کہیں گے سو اگر تم
اُس شہر میں داخل ہو تو اُس کی زمین شورہ اور کلاّ و اور باغات اور بازار اور امیروں کے دروازوں
سے بچیو اور کناروں پر اُس کے رہنا اس واسطے کہ اُس شہر میں خسف ہوگا یعنی زمین میں دھنس جائیگا
اور قذف ہوگا یعنی پتھروں کا برسنا اور رجف ہوگا یعنی زلزلہ اور مسخ ہوگا یعنی صورت کا بدل جانا
رسول اللہ صلعم نے دو باتوں کی خبر دی۔ ایک یہ کہ ایک شہر نیا آباد ہوگا اور اُس کا نام بصرہ
ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اُس شہر میں خسف اور قذف اور رجف اور مسخ ہوگا۔ پس موافق ارشاد حضرت
کے پہلی کا ظہور ہو لیا۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں عتبہ بن غزوان نے شہر بصرہ حضرت عمرؓ کے حکم سے
سنہ ۱۴ ہجری میں آباد کیا اور دوسری خبر کا اب تک ظہور نہیں ہوا آئندہ ہوگا۔

معجزہ (۶۶) طبرانی نے رافع بن خدیج سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک بار
حاضرین مجلس سے فرمایا کہ تم میں سے ایک آدمی کی ڈاڑھ دوزخ میں مانند جبل احد کے ہوگی حضرت
ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں بھی اُس مجلس میں تھا اور سب لوگ تو مر گئے میں اور ایک اور آدمی باقی
رہا وہ دوسرا شخص جنگ یمامہ میں مرتد ہو کے مارا گیا۔ پس موافق خبر دینے حضرت کے وہ مرتد
ہو کے جہنمی ہوا۔

معجزہ (۶۷) بیہقی نے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوذر کی وفات قریب ہوئی اُن کی زوجہ
ام ذر رونے لگیں۔ ابوذر نے کہا تم کیوں روتی ہو۔ ام ذر نے کہا میں کیسے نہ روؤں تمہاری
وفات جنگل میں ہوتی اور ہمارے پاس کفن بھی نہیں ہے حضرت ابوذر نے کہا مت روؤ
جناب رسول اللہ صلعم نے ایک جماعت کو کہ میں بھی اُن میں تھا خطاب کر کے فرمایا کہ تم میں سے
ایک آدمی زمین غیر آباد میں مرے گا اُس کے جنازہ پر ایک جماعت مسلمانوں کی حاضر ہوگی
سو وہ آدمی میں ہی ہوں۔ تم راہ کو جا کر دیکھو۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نکلی سو کچھ لوگ مسافر سوار آتے
دیکھے۔ اُنہیں میں نے حضرت ابوذر کے حال کی خبر کی وہ سب حضرت ابوذر کے پاس آئے

اُن سے حضرت ابوذرؓ نے کہا کہ تم میں سے مجھے کفن وہ دے جو نہ نقیب ہو نہ امیر۔ ایک جوان
نے اُن میں سے کہا کہ میں تمہیں کفن دیتا ہوں۔ اسے ٹھا اپنا ازار اور دو کپڑے میری گٹھری میں ہیں
میری ماں کے کاتے ہوئے سوت سے بنے ہوئے ہیں۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا کہ اچھا تم مجھے کفن دو
جب وہ مرے تو اُن لوگوں نے تجہیز و تکفین کر کے نماز جنازہ پڑھ کے اُنہیں دفن کر دیا۔
رسول اللہ صلعم نے خبر دی تھی کہ ایک شخص حاضرین مجلس میں سے غیر آباد زمین میں مرے گا اور
ایک جماعت مسلمانوں کی وہاں پہنچ کے اُس کی تجہیز و تکفین کرے گی سو موافق ارشاد حضرت
کے وقوع میں آیا۔

معجزہ (۶۸) طبرانی اور بیہقی نے ابن حکیم ضبی سے روایت کی ہے کہ جب ابوہریرہؓ مجھے
ملتے مجھ سے سمرہ کا حال پوچھتے اور جب میں اُن کی صحت کی خبر دیتا تو خوش ہوتے۔ میں نے
اس کا سبب پوچھا۔ اُنہوں نے بیان کیا کہ ہم دس آدمی ایک گھر میں تھے سو جناب رسول اللہ
صلعم نے فرمایا کہ تم میں سے جو پیچھے مرے گا نار میں ہوگا سو آٹھ تو مر چکے ہیں میں اور سمرہ باقی
ہیں میں بُری خبر کے ڈر سے سمرہ کے حال کی تفتیش کرتا ہوں اور حضرت ابوہریرہؓ کا یہ حال
تھا کہ جو کوئی کہہ دیتا کہ سمرہ مر گئے تو اُنہیں غش آجاتا تھا۔ یہاں تک کہ سمرہ سے پہلے اُن کا انتقال
ہو گیا اور سمرہ کو مرض کزاز لاحق ہوا جو شدت سردی سے ہوتا ہے بڑی دیگ میں خوب گرم کھولتا
پانی بھر کے اُس پر گرمی حاصل کرنے کے لئے بیٹھتے ایک دن اُس میں گر پڑے اور جل کر مر گئے
رسول اللہ صلعم نے جو اُن دس آدمیوں کے حق میں فرمایا تھا کہ تم میں پچھلا از روئے موت کے
نار میں ہوگا سو وہ لوگ نار سے نار جہنم سمجھے تھے اور مراد حضرت کی نار سے دُنیا کی نار تھی چنانچہ
مطابق اس کے سمرہ سب سے پیچھے آگ میں جل کر مرے۔

معجزہ (۶۹) صحیحین میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
تم لوگ پیروی کرو گے اُن لوگوں کے طریقوں کی جو تم سے پہلے ہوئے بالشت بہ بالشت کے دست
بدست یہاں تک کہ اگر وہ سوسمار کے سوراخ میں گھسے ہوں گے تو اس بات میں بھی اُن کی پیروی
کرو گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم پہلے آدمیوں سے یہود اور نصاریٰ مراد ہیں
آپ نے فرمایا اور کون ہیں یہود کی روش تھی حسد اور حق کا چھپانا اور بطمع دُنیا مسئلہ غلط بتانا اور
کتاب الٰہی میں سے جو حکم اپنے موافق ہو اُس کا ظاہر کرنا اور جو خلاف ہو اُس کا چھپانا سو موافق
ارشاد حضرت کے اس قسم کی باتیں اس اُمت کے علما بے دین میں پائی جاتی ہیں نصاریٰ کی روش
ہے نبی اور بزرگوں کے حق میں اس طرح کا اعتقاد کرنا جو خدائی کے رتبے کو پہنچا دے سو یہ بات
بھی اس اُمت میں مثل نصیری وغیرہ میں پائی جاتی ہے اور اکثر وضعوں میں لوگوں نے نصاریٰ

با مشابہت انبیاء کی ہے۔
معجزہ (۷۰) ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عبد اللہ بن زبیر سے فرمایا
تم کو لوگوں سے مصیبت پہنچے گی اور تم سے لوگوں کو مصیبت پہنچے گی چنانچہ مطابق اس کے
ظہور میں آیا کہ وہ بعد وفات معاویہ اور شہادت امام حسین علیہ السلام کے سنہ ۶۴ ہجری میں
خلیفہ ہوئے اور سوائے ملک شام کے اور سب بلاد اسلام کے ان کے قبضہ میں آ گئے ۷۳
سنہ ہجری میں عبد الملک بن مروان کے حکم سے حجاج ظالم نے ان پر لشکر کشی کی اور مکہ کا
محاصرہ کیا اور ان کو شہید کیا۔ پس موافق ارشاد حضرت کے ان کو لوگوں سے یہ مصیبت
پہنچی کہ شہید ہوئے اور تکلیفات دنیاوی انہوں نے اور ان کے اہل بیت نے ظالموں کے
ہاتھ سے اٹھائیں اور لوگوں کو ان کے سبب سے یہ مصیبت پہنچی کہ اہل مکہ بلائے محاصرہ
قحط میں مبتلا ہوئے اور لوگ حجاج کے ہاتھ سے وہاں مارے گئے خانہ کعبہ کو بھی صدمہ پہنچا۔ گھر
عبد اللہ بن زبیر کا خانہ کعبہ سے مقابل تھا۔ اس سبب سے بیت الحرام پر بھی حجاج کے منجنیق
کے پتھر پہنچے اور یہ بھی مصیبت لوگوں کو بسبب عبد اللہ بن زبیر کے پہنچی کہ قاتلین ان کے گناہ
عظیم اور عذاب آخرت میں مبتلا ہوئے۔

معجزہ (۷۱) بیہقی اور ابن عدی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے زید بن صوحان
کے حق میں فرمایا کہ ایک عضو ان کا ان سے پہلے جنت میں جائے گا سو مطابق اس کے واقع ہوا
بایاں ہاتھ ان کا غزوہ نہاوند میں کٹ گیا۔

معجزہ (۷۲) بیہقی اور حاکم نے حسن بن محمد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے
حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ سہیل بن عمرو سے توقع ہے کہ وہ ایسا کام کرے اور اس طرح کا بیان
کرے گا کہ تم سن کر خوش ہو گے سو ایسا ہی ہوا کہ جب خبر وفات رسول اللہ صلعم کی مکہ
معظمہ میں پہنچی اور وہاں کے لوگوں کو اضطراب اور تزلزل ہوا۔ سہیل بن عمرو نے کھڑے
ہو کر ایسا خطبہ پڑھا جیسا حضرت ابو بکر صدیق نے مدینہ منورہ میں پڑھا تھا اور مکے کے لوگوں
کو دین پر ثابت کر دیا اور ان کو تسلی اور تسکین دی۔

معجزہ (۷۳) صحیحین میں جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قریب
ہے کہ میری امت کے لوگ انماط بچھائیں گے چنانچہ مطابق اس ارشاد کے ظہور میں
آیا کہ صحابہ کرام جو فقر اور تنگی میں مبتلا تھے مالدار ہو گئے اور اچھے اچھے کپڑے اور اچھے
فرش انہیں میسر آئے۔ چنانچہ حضرت جابرؓ کے گھر میں اسی انماط کے بچھونے تھے۔

معجزہ (۷۴) صحیحین میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مسیلمہ کذاب

کے حق میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُسے ہلاک کرے گا چنانچہ مطابق اُس کے ظہور میں آیا۔ بعد رحلت رسول اللہ صلعم کے ہزار ہا آدمی اُس کے ساتھ مجتمع ہو گئے تھے اور اُس نے دعویٰ نبوت کیا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے خالد بن ولید کو ایک لشکر جرار کے ساتھ اُس پر بھیجا اور اُن سے لڑے اور اُس پر فتح پائی اور اُس لڑائی میں وہ مارا گیا جیسا حضرت نے فرمایا تھا۔

**معجزہ (۷۵)** بخاری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے قبل پہنچنے خبر کے زید اور جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ کے شہید ہونے کی خبر لوگوں کو سنادی فرمایا کہ نشان لیا زید نے پس وہ شہید ہوا پھر نشان لیا جعفر نے پس وہ شہید ہوا۔ پھر نشان لیا ابن رواحہ نے پس شہید ہوا۔ آخر کو ایک خدا کی تلوار نے نشان لیا اور فتح حاصل ہوئی۔ یہ واقعہ موضع مُوتہ کا ہے جو شام میں ہے اور مدینہ سے ایک مہینہ یا زیادہ کی راہ ہے۔

**معجزہ (۷۶)** صحیحین میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جس روز نجاشی بادشاہ حبش کا انتقال ہوا اُسی روز آپ نے اُس کے مرنے کی خبر دی اور صحابہ کے ساتھ عیدگاہ کی طرف جا کر اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی۔

**معجزہ (۷۷)** مسلم نے جابرؓ سے روایت کی ہے رسول اللہ صلعم ایک سفر سے واپس آتے تھے۔ جب قریب مدینہ کے پہنچے تب ایک ہوا ایسی شدید چلی کہ قریب تھا کہ سوار کو گرا دے آپ نے فرمایا کہ یہ ہوا ایک منافق کی موت کے لئے چلی ہے جب مدینہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید جو بڑا منافق تھا وہ مر گیا پس مطابق ارشاد حضرت کے یہ واقعہ ظہور میں آیا۔

**معجزہ (۷۸)** امام احمد نے ابن عباس رضؓ سے اور حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جنگ بدر میں کافروں کے ساتھ حضرت عباس بن عبد المطلب اسیر ہو کر آئے اُن کی رہائی کے لئے اُن سے مال فدا طلب کیا گیا۔ اُنہوں نے کہا کہ میرے پاس اس قدر روپیہ کہاں جو مجھ سے مانگا جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جو مال تم نے ام الفضل کے پاس دفن کیا ہے وہ کیا ہوا۔ حضرت عباس رضؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلعم اس مال کی تو سوائے میرے اور ام الفضل کے اور کسی کو خبر نہ تھی۔ پھر وہ مال منگا کر دیا۔

**معجزہ (۷۹)** بیہقی اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ بعد قصہ بدر کے ایک روز صفوان بن اُمیہ بن خلف اور عُمیر بن وہب بن خلف چچازاد بھائی اُس کا مقام حجر میں بیٹھ کر کشتگان بدر کا ذکر کرتے تھے۔ صفوان نے کہا کہ ان لوگوں کے قتل ہونے کے بعد مجھ کو زندگی کا لطف نہیں رہا عُمیر نے کہا سچ ہے مگر میں مقروض ہوں اور میرے پاس کچھ دین ادا کرنے کو نہیں اور بعد

اپنے عیال کے تباہ ہو جانے کا بھی ڈر ہے نہیں تو میں جا کر محمد کو قتل کر ڈالتا اور مجھے ایک بہانہ اُن کے پاس جانے کا ہے۔ میرا بیٹا وہاں قید ہے۔ صفوان نے یہ بات غنیمت سمجھی اور کہا کہ تیرے قرض کو میں ادا کر دوں گا اور تیرے عیال کی بھی ہمیشہ خبر گیری کرتا رہوں گا۔ عمیر نے کہا کہ تو اس بات کو کسی سے ذکر مت کیجیو اور اُس نے اپنی تلوار پر سان رکھوا کر زہر میں بجھائی اور چلکر مدینہ میں پہنچا۔ اور مسجد شریف کے دروازہ پر اونٹ کو بٹھایا اور وہ تلوار کو حمائل کئے ہوئے تھا اُسے حضرت عمرؓ نے دیکھ کے کہا کہ یہ کتا۔ دشمن خدا کا کچھ بدی کے لئے آیا ہوگا اور آنحضرت صلعم کو اُس کے آنے کی خبر کی۔ آپ نے فرمایا کہ لے آؤ۔ حضرت عمرؓ جا کر لے آئے اور اُس کی تلوار اپنے قبضہ میں کر لی تھی۔ جب آپ نے اُسے دیکھا فرمایا کہ اے عمرؓ اسے چھوڑ دو۔ پھر آپ نے اُس سے کہا کہ اے عمیر قریب آ۔ جب وہ قریب ہوا تو پوچھا کہ کیوں آیا ہے۔ اُس نے کہا کہ اپنے قیدی کے لئے آیا ہوں کہ اُس معاملہ میں احسان کرو۔ آپ نے فرمایا کہ تلوار کیوں گردن میں ڈالی ہے۔ اُس نے کہا کہ تلوار کس کام کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سچ سچ بیان کر کہ تو کس لئے آیا ہے اُس نے کہا کہ میں اسی کام کے لئے آیا ہوں جو میں نے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے اور صفوان نے مقام حجر میں تذکرہ کشتگان بدر کا کیا اور تو نے کہا کہ اگر میں مقروض نہ ہوتا اور خوف عیال کا خیال نہ ہوتا تو میں جا کر محمدؐ کو قتل کر ڈالتا اور صفوان تیرے قرض اور خبر گیری عیال کا متکفل ہوا۔ اور تو میرے قتل کے لئے آیا۔ اُس نے یہ سنتے ہی کہا اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ۔ گواہی دیتا ہوں کہ تم پیغمبر خدا ہو۔ اس بات کی سوائے میرے اور صفوان کے کسی کو خبر نہ تھی۔ قسم خدا کی میں جانتا ہوں کہ خدا ہی نے تمہیں اس بات کی خبر کر دی۔ شکر خدا کہ اُس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے بھائی کو دین کی باتیں سکھاؤ اور کلام اللہ پڑھاؤ اور اُس کے قیدی کو چھوڑ دو۔

معجزہ (۸۰) بیہقی نے حضرت عروہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی اونٹنی گم ہوگئی۔ آپ نے تلاش کرائی تھی۔ زید بن لصیب منافق نے کہا محمد کہتے ہیں کہ میں غیب کی خبریں جانتا ہوں اور ان کو اپنی اونٹنی کی تو خبر ہی نہیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے اور اُس منافق کے مقولہ کی خبر دی اور اونٹنی کا ٹھکانا بتا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اونٹنی فلانی گھاٹی میں ہے اُس کی مہار ایک درخت سے اٹک گئی ہے۔ لوگ جھپٹے اور اُس گھاٹی میں اُس اونٹنی کو اُسی طرح پایا جیسا حضرت نے فرمایا تھا۔

معجزہ (۸۱) صحیحین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے

مجھے اور زبیر اور مقداد کو کہا کہ تم روضہ خاخ تک جاؤ وہاں ایک عورت ملے گی اُس کے
پاس ایک خط ہے سو وہ خط لے آؤ۔ پس ہم تینوں سوار ہو کر گھوڑے دوڑاتے وہاں پہنچے اور
عورت کو وہاں پایا۔ ہم نے کہا خط نکال دے اُس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے
ہم نے کہا کہ خط نکال دے نہیں تو ہم تجھے ننگا کریں گے۔ اُس نے اپنے بالوں کے جوڑے
میں سے خط نکال کر دیا۔ اُسے آنحضرت صلعم کی خدمت میں لے آئے وہ خط حاطب بن ابی
بلتعہ کی طرف سے تھا مشرکوں مکہ کو

معجزہ (۸۲۱) بیہقی نے دلائل النبوۃ میں زہری سے روایت کی ہے کہ بعد نبوت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم جب کہ اسلام مکہ معظمہ میں شائع ہوا اور مذمت بتوں کی برملا ہونے لگی
کفار قریش کو بہت رنج ہوا تو انہوں نے رسول اللہ صلعم کے قتل کا ارادہ کیا مگر اس بات
پر ابو طالب اور بنی ہاشم راضی نہ ہوئے تب انہوں نے کہا یا تم محمد کو ہمارے حوالہ کر دو یا تم
کے سب ہم سے علیحدہ ہو کر گھاٹی میں جا رہو اور ہماری اور تمہاری برادری ترک۔ نہ ساتھ کھانا
نہ ساتھ پینا نہ ہم تم کسی مجلس میں اکٹھے ہوں۔ ابو طالب اور بنی ہاشم نے اس بات کو قبول کر لیا
اور سب کے سب شعب میں جا رہے اور کفار قریش نے ایک عہدنامہ قطع برادری کا اور مستحکم
عداوت کا ساتھ بنی ہاشم کے لکھ کے کعبہ میں لٹکا دیا اور یہاں تک عداوت پر مستعد ہوئے کہ
جو کوئی گانوں کا آدمی غلہ یا کچھ چیز بیچنے کو لاتا اُس کو بھی منع کر دیتے کہ بنی ہاشم کے ہاتھ
نہ بیچیے۔ تین برس اسی طرح پر آنحضرت صلعم نے اُس شعب گھاٹی میں بسر کی اور بڑی تکلیف
اُٹھائی۔ اور اثنا میں اللہ جل جلالہ نے آنحضرت صلعم کو اس بات سے مطلع کیا کہ وہ عہد نامہ
کو دیمک کھا گئی ہے جہاں کہیں اس میں نام اللہ کا تھا اُس کو دیمک نے چھوڑ دیا ہے اور باقی
سب کھا لیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے اس بات سے ابو طالب کو مطلع کیا اور ابو طالب
قریش کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ محمد صلعم نے مجھے اس طرح پر خبر دی ہے تم اُس عہد نامہ
کو منگوا کر دیکھو اگر یہ بات جھوٹی نکلے تو ہم محمد کو تمہارے حوالے کر دیں گے اور اگر سچی ہو تو
تم ہماری تکلیف دہی سے باز آؤ اور ہمیں شعب سے نکلنے دو۔ اُنہوں نے وہ صحیفہ منگوا کر
دیکھا تو واقعی جہاں کہیں اللہ کا نام تھا وہ باقی تھا اور باقی کو دیمک نے کھا لیا تھا تب وہ
نادم ہوئے اور بنی ہاشم سے کہا تم شعب سے نکل آؤ۔

معجزہ (۸۲۲) بیہقی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے سنہ ۶ھ میں اکثر بادشاہوں
اور امیروں کو نامے لکھے۔ کسریٰ پرویز بادشاہ فارس کو بھی نامہ لکھا اور اُس کو طرف اسلام کے
دعوت کی۔ اُس نے آپ کے خط کو پھاڑ ڈالا اور کہا کہ اپنے نام کو میرے نام سے پہلے

لیوں لکھا اور باذان اُس کی جانب سے ملک یمن میں عامل تھا اُس کو لکھا کہ تو دو آدمی چالاک اور تیز اُس شخص کے پاس بھیج جو دعویٰ پیغمبری کا کرتا ہے کہ وہ اُس شخص کو میرے پاس لے آئیں سو باذان نے دو آدمی آنحضرت صلعم کے پاس مدینہ میں بھیجے اُنھوں نے آپ کے سامنے تقریر بے باکانہ کی اور کہا کہ تم کسریٰ کے پاس چلو۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم کل آؤ۔ اُسی رات میں شیرویہ پرویز کے بیٹے نے پرویز کو مار ڈالا اور آنحضرت صلعم کو بوحی الٰہی اس بات سے اطلاع ہوئی۔ آپ نے اُن شخصوں کو بُلاکر فرمایا کہ تم چلے جاؤ۔ رات کسریٰ کو شیرویہ نے مار ڈالا۔ وہ پھر گئے اور باذان سے اُنھوں نے جاکر یہ حال بیان کیا تب باذان نے کہا کہ اگر تصدیق اس امر کی معلوم ہو تو بیشک وہ پیغمبر ہیں اور اُنہیں ایام میں نامہ شیرویہ کا بنام باذان بایں مضمون آیا کہ پرویز ظالم تھا میں نے اس سبب سے اُس کو مار ڈالا اب تم اُس شخص سے جو دعویٰ پیغمبری کا ملک عرب میں کرتا ہے کچھ تعرض مت کرو۔ باذان تصدیق خبر رسول اللہ صلعم کی دریافت کرکے مع دونوں بیٹوں اپنے کے مسلمان ہوگیا پس حضرت کی پیشگوئی ہے کہ کسریٰ پرویز کو اُس کے بیٹے شیرویہ نے جس رات کو قتل کیا تھا رسول اللہ صلعم نے اُس کی صبح کو اُس کے قتل ہونے کی خبر دی۔

**معجزہ (۸۴)** ابوداؤد اور بیہقی نے عاصم بن کلیب سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم ایک انصاری کے جنازہ پر تشریف لے گئے تھے بعد فراغت دفن کے اُس میت کی عورت نے آپ کی دعوت کی۔ آپ اُس کے گھر تشریف لے گئے۔ جب کھانا آیا اور آپ نے کھانا شروع کیا سو ایک لقمہ آپ نے منہ میں چبایا اور نگلا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایسی بکری کا گوشت ہے کہ بغیر اجازت مالک کے لی گئی ہے اُس عورت نے کہا کہ میں نے بکری خریدنے کو ایک آدمی بازار بھیجا وہاں نہ ملی۔ میرے ہمسایہ نے ایک بکری مول لی تھی اُس کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ بکری قیمت سے دیدے اتفاق سے وہ گھر نہ تھا دوبارہ میں نے اُس کی بی بی کے پاس بھیجا۔ اُس نے بکری بیچ دی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو وہ کفار ہیں۔

**معجزہ (۸۵)** طبرانی نے معجم کبیر میں اور بزار نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ابن عمر کہتے ہیں کہ میں حضرت کے ساتھ مسجد منیٰ میں بیٹھا تھا سو ایک شخص انصاری اور ایک شخص قبیلہ ثقیف میں سے آیا اور دونوں نے سلام کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم ہم کچھ پوچھنے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کہو تو میں بتادوں جو تم پوچھنے آئے ہو یا تم خود بیان کرو۔ اُنھوں نے کہا کہ آپ ہی ارشاد کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ

تم اپنے گھر سے جو بقصد خانہ کعبہ آئے اس میں بھی کیا ثواب ہے اور بعد طواف کے دو رکعتوں کا کیا ثواب ہے اور طواف بین الصفا والمروہ کا کیا ثواب ہے؟ اور رمی جمار کا کیا ثواب ہے؟ اور قربانی کرنے کا کیا ثواب ہے؟ اور وقوف بعرفات کا کیا ثواب ہے؟ اُن دونوں نے عرض کیا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے تمہیں براستی بھیجا۔ ہم انہیں باتوں کے پوچھنے کو آئے تھے۔

**معجزہ (۸۶)** ابن عساکر نے واثلہ بن اسقع سے روایت کی ہے کہ میں حضرت صلعم کے حضور میں حاضر ہوا۔ آپ اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ میں حلقہ کے بیچ میں جا بیٹھا بعض اصحاب نے مجھ سے کہا کہ یہاں سے اُٹھ جاؤ کہ وسط حلقہ میں بیٹھنا منع ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اُسے بیٹھا رہنے دو۔ میں جانتا ہوں کہ جس غرض کے لئے وہ گھر سے آیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس بات کے پوچھنے کے لئے گھر سے نکلے ہو کہ نیکی کیا چیز ہے اور شک کیا چیز ہے۔ میں نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے براستی آپ کو بھیجا ہے اسی لئے گھر سے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ نیکی وہ چیز ہے کہ سینے میں ٹھہرے اور دل کو اس پر اطمینان حاصل ہو اور شک وہ چیز ہے کہ سینہ میں نہ ٹھہرے سو تو شبہ والی بات چھوڑ کر غیر شبہ والی بات اختیار کر اگرچہ مفتی لوگ تجھے فتویٰ دیں۔

**فائدہ** واثلہ بن اسقع کو مقصود پوچھنا ایسے امور کا تھا جن میں حکم صریح نہیں اور تردد ہے کہ بھلی بات کون ہے اور بری بات کون ہے سو آپ نے ارشاد کیا کہ امور مشتبہ میں اطمینان قلب مومن صالح کا اعتبار ہے جس پر اُسے اطمینان ہو وہ نیک ہے اور جس میں اُسے تذبذب ہو اُس کو چھوڑ دے۔

# مشکوٰۃ شریف کی وہ حدیثیں جو آنحضرت صلعم کے علم پر دلالت کرتی ہیں

## جلد اول مترجم امرتسری

**(صفحہ ۲۳۳)** حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی کہ جان میری اُس کے ہاتھ میں ہے البتہ دیکھتا ہوں تجھ کو پیچھے اپنے سے جیسے دیکھتا ہوں تم کو آگے اپنے سے روا ہ ابوداؤد۔

**(صفحہ ۳۶۱)** ام سلمہ کا بیان ہے کہ جاگے رسول اللہ صلعم ایک رات گھبرائے ہوئے اور

فرماتے تھے سُبْحَانَ اللّٰہ کس قدر اُتارے گئے ہیں آج کی رات میں خزانے اور کس قدر اُتارے گئے ہیں فتنے ۔ کون شخص ہے کہ جگاوے حجرے والیوں کو تاکہ نماز پڑھیں روا ہ بخاری ۔

(صفحہ ۳۶۴) ابی مالک اشعری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے تحقیق بہشت میں بالاخانے ہیں ایسے کہ معلوم ہوتی ہیں باہر کی چیزیں انکی اندر ان کے سے اور اندر کی چیزیں ان کے باہر ان کے سے تیار کیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے واسطے اس شخص کے جو کلام میں نرمی کرتا ہے کھانا کھلاتا ہے ۔ پے در پے روزے رکھتا ہے رات کو ۔ نمازیں پڑھتا ہے ایسے وقت کہ آدمی سوتے ہوں ۔

(صفحہ ۴۳۴) رسول اللہ صلعم نے خسوف کی نماز پڑھائی ۔ اثنا ئے نماز میں صحابہ کرام نے دیکھا کہ اپنی جگہ پر کسی چیز کے لینے کا قصد کرتے ہیں پھر پیچھے ہٹ آتے ہیں بعد نماز کے صحابہ کرام نے سبب پوچھا ۔ آپ نے فرمایا تحقیق دیکھی میں نے بہشت پس قصد کیا میں نے لینے خوشے انگور کا اس میں سے اور دیکھی میں نے دوزخ پس نہیں دیکھی میں نے مانند آج کے دن کے کوئی جگہ دیکھنے کی کبھی بہت ہولناک اور دیکھا میں نے اکثر رہنے والی اُسکی عورتیں بسبب کفران نعمت کے ۔

(صفحہ ۴۳۴) فرمایا رسول اللہ صلعم نے اے امت محمد کی اگر جانو تم وہ چیز کہ جانتا ہوں میں البتہ ہنسو تم کم اور روؤ تم بہت ۔ متفق علیہ

(صفحہ ۴۶۷) فرمایا رسول اللہ صلعم نے اگر جانو تم خبردار ہیں تم کو اُس چیز کی کہ فرمائی اللہ تعالیٰ واسطے ایمان والوں کے دن قیامت کے اور اُس چیز کی کہ پہلے کہیں گے مومن واسطے اللہ تعالیٰ کے ۔

(صفحہ ۴۷۴) فرمایا رسول اللہ صلعم نے جس وقت مومن کی روح نکلتی ہے لیتے ہیں اُس کو دو فرشتے لے چڑھتے ہیں اس کو اور اُس جگہ مشک کی خوشبو ہوتی ہے اور آسمان والے اُس کے حق میں کہتے ہیں اہل آسمان رُوْحٌ طَيِّبَةٌ روح پاک آئی زمین کی طرف سے رحمت بھیجے اللہ تجھ پر اور تیرے بدن پر آباد رکھی تھی تو اس کو لیں لے جاتے ہیں اس کو طرف پروردگار اُس کے کے پھر فرماتا ہے پروردگار لے جاؤ اس کو ڈھیل دی جاوے قیامت تک

اور فرمایا حضرت نے اور تحقیق کافر جس وقت کہ نکلتی ہے روح اُس کی اُس میں بدبو ہوتی ہے اور کہتے ہیں اہل آسمان رُوْحٌ خَبِيْثَةٌ روح ناپاک آئی زمین کی طرف سے پس کہا جاتا ہے لے جاؤ اس کو مہلت دی جاوے قیامت تک ۔

## جلد دوم مشکوٰۃ شریف مترجم امرتسری

(صفحہ ۳۴۴) جس روز حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وصال ہوا اُس روز سورج گرہن تھا رسول اللہ صلعم نے نماز کسوف کی پڑھائی - بعد فارغ ہونے کے آپ نے فرمایا

مَا مِنْ شَیْئٍ تُوعَدُوْنَ وَ قَدْ رَأَیْتُہٗ فِیْ صَلٰوتِیْ ھٰذِہٖ

نہیں کوئی چیز کہ وعدہ دئے جاتے ہو تم اُس کا مگر تحقیق دیکھی ہے میں نے وہ اس نماز میں

## جلد سوم مشکوٰۃ شریف مترجم امرتسری

(صفحہ ۱۷۳) خیبر کے دن کچھ صحابی آئے اور کہا انہوں نے نام بنام فلانا شہید ہوا فلانا شہید ہوا - اُس کے بعد ایک شخص کی نسبت کہا فلانا شہید ہوا - رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نہیں میں نے اُس کو دوزخ میں دیکھا ہے اس لئے کہ اُس نے غنیمت کے مال میں سے ایک چادر چرائی تھی -

## جلد چہارم مشکوٰۃ شریف مترجم امرتسری

(صفحہ ۲۴) رسول اللہ صلعم نے معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا جب وہ چلے تو وہ گھوڑے پر سوار اور رسول اللہ صلعم پیدل اُن کو وصیت کرتے جاتے تھے جب وصیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے معاذ اس سال کے بعد تو مجھ سے ملاقات نہ کرے گا اور تیرا گزر میری مسجد اور قبر پر ہوگا - یہ سن کر بوجہ مفارقت معاذ رونے پھر آپ مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ قریب ترین لوگوں کے میرے ساتھ متقی اور پرہیزگار ہیں -

(صفحہ ۴۴) اسامہ بن زید نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں بہشت کے دروازہ پر کھڑا ہوا - اکثر وہ لوگ جو بہشت میں داخل ہوئے وہ غربا تھے اور امرا ابھی داخل ہونے نہ پائے کہ بہشت میں داخل ہوئے اور کافروں کو دوزخ کے جانے کا حکم ہوا -

(صفحہ ۴۴) ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جھانکا میں نے بہشت میں پس دیکھا میں نے اکثر اہل بہشت فقرا اور جھانکا میں نے دوزخ میں پس دیکھا میں نے اکثر رہنے والی اُس کی عورتیں -

(صفحہ ۴۴) سہیل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلعم کے پاس ہو کر

گزرا۔ ایک شخص حضرت کے پاس بیٹھا تھا اس سے آپ نے فرمایا کہ اس شخص کے حق میں تیرا کیا گمان ہے اس نے کہا کہ یہ اشراف لوگوں میں سے ہے اگر یہ پیغام نکاح کرے تو لائق اس کے ہے کہ اس کا نکاح کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے۔ یہ سنکر رسول اللہ صلعم نے سکوت فرمایا۔ اس کے بعد ایک اور شخص گزرا۔ آپ نے اس کے بارہ میں فرمایا کہ اس کے حق میں تیرا کیا گمان ہے اس نے کہا کہ یہ شخص مسکین فقیر ہے اگر پیغام نکاح کا کرے تو نکاح نہ کیا جائے اگر سفارش کرے تو قبول نہ کی جائے اگر کوئی بات کہے تو اس کی سنی نہ جائے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ یہ بہتر ہے بھری ہوئی زمین مانند اس شخص کے

(صفحہ ۴۴) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے فقرا مہاجرین چالیس برس پہلے داخل ہوں گے غنیوں سے جنت میں قیامت کے دن۔

(صفحہ ۵۶) زینب بنت جحش کہتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلعم گھبرائے ہوئے میرے یہاں آئے اور فرماتے تھے لا الہ الا اللہ نہیں کوئی معبود برحق مگر اللہ خرابی ہو واسطے عرب کے اس شر سے کہ قریب پہنچے یاجوج اور ماجوج کا سد کھولا گیا آج کے دن مثل اس کے آپ نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی ملاکر حلقہ کر کے دکھایا کہ اس قدر سوراخ ہو گیا ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلعم کیا ہم ہلاک ہونگے حالانکہ ہم میں نیک لوگ ہونگے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں جس وقت فسق و فجور زیادہ ہو جائے گا۔

(صفحہ ۵۷) ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تحقیق میں دیکھتا ہوں وہ چیز جو تم نہیں دیکھتے اور سنتا ہوں میں وہ چیز جو تم نہیں سنتے اور آسمان آواز کرتا ہے اور لائق ہے کہ وہ آواز کرے اور قسم خدا کی کہ آسمان میں چار انگل کی جگہ نہیں مگر فرشتے سجدہ کے لئے پیشانی رکھے واسطے ہیں اور قسم خدا کی اگر جانو تم وہ جس کو میں جانتا ہوں تو ہنسو کم اور روؤ بہت اور لذت حاصل نہ کرو بیبیوں سے فرشوں پر اور نکل جاؤ جنگلوں کو فریاد کرتے ہوئے طرف اللہ کے۔

(صفحہ ۶۳) ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس وقت میری امت تکبر کی چال چلے گی اور بادشاہ فارس اور روم کے بیٹے ان کی خدمت کریں گے اس وقت میری امت کے بد نیکوں پر مسلط ہو جائیں گے۔

(صفحہ ۶۲) روایت ہے مرداس اسلمی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جاتے رہیں گے نیکبخت اول پھر اول اور باقی رہیں گے نابکار مانند بھوسی جو کے یا کھجور کے اور نہیں

پڑھا اور کرے گا اثر اُن کی کچھ۔

(صفحہ ۶۳) حضرت علی رضہ فرماتے ہیں کہ ہم مسجد میں رسول اللہ صلعم کے پاس بیٹھے تھے کہ مصعب بن عمیر آئے اون پر ایک چادر چمڑوں کے پیوند لگی ہوئی تھی رسول اللہ صلعم ان کو اس حال میں دیکھ کر روئے اس لئے کہ وہ پہلے مالدار تھے اور آج اس حالت میں ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ کیا حال ہوگا تمہارا جس وقت کہ صبح کو نکلے گا ایک تمہارا بیچ ایک جوڑے کے اور شام کو نکلے گا بیچ ایک جوڑے کے اور رکھا جاوے گا آگے اُس کے ایک تاس کھانے کا اور اُٹھایا جاوے گا دوسرا اور ڈھانکو گے تم اپنے گھروں کو جیسے کہ ڈھانکا جاتا ہے کعبہ پس کہا بعض صحابہ نے یا رسول اللہ صلعم ہم اس دن بہتر ہوں گے اس حال سے کہ آج رکھتے ہیں اس لئے کہ فارغ ہونگے واسطے عبادت کے اور کفایت کئے جاویں گے ہم محنت سے فرمایا حضرت صلعم نے یوں نہیں ہے بلکہ تم آج کے دن بہتر ہو بہ نسبت اُس دن کے۔ رواہ الترمذی۔

(صفحہ ۶۴) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جس وقت ہوں امیر تمہارے نیک تمہارے اور غنی تمہارے سخی تمہارے اور امور تمہارے آپس کے مشورہ سے ہوں پس پشت زمین کی بہتر ہے تمہارے لئے پیٹ زمین کے سے اور جبکہ ہوں امیر تمہارے بد تمہارے اور دولتمند تمہارے بخیل تمہارے اور کام تمہارے سپرد ہوں طرف عورتوں کے پس پیٹ زمین کا بہتر ہے تمہارے لئے پشت زمین سے۔ رواہ الترمذی

(صفحہ ۶۴) حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے آئے گا لوگوں پر ایک زمانہ کہ صبر کرنے والا اس زمانہ میں اپنے دین پر مانند مٹھی میں لینے والے انگارے کے ہے۔ رواہ الترمذی۔

(صفحہ ۷۵) حذیفہ کہتے ہیں کہ قسم خدا کی نہیں چھوڑا رسول اللہ صلعم نے ذکر کسی فتنہ کے کھینچنے والے کا تمام ہونے دنیا تک کہ پہنچے مقدار ساتھیوں اُس کے کی تین سو اور زیادہ کو اور ذکر کیا اس کو واسطے ہمارے ساتھ نام اس کے کے اور نام باپ اُس کے کے اور نام قبیلہ اُس کے کے۔

(صفحہ ۶۳) حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ قتل کروگے تم اپنے امام کو اور مار و گے تم ایک دوسرے کو ساتھ تلواروں اپنی کے اور یہاں تک وارث ہونگے دنیا تمہاری کے بدکار تمہارے۔

(صفحہ ۶۳) اُنہیں حذیفہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے نہیں قائم

ہو گی قیامت کہ جو بہرہ مند ترین لوگوں کا دُنیا میں ساتھ کثرت مال کے احمق بیٹا احمق کا۔
(مطلب یہ ہے کہ ذلیل اور پاجی لوگ حاکم ہوں گے جو لوگ شریف النسب اور عالی
ہمت ہوں گے ان کی تو قدر و منزلت نہ ہو گی اور چور اُٹھائی گیرے جہان بھر کے دغاباز
پاجی کمینے برسر حکومت ہوں گے)۔

## رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی پیشین گوئیاں بہ نظر جزئیات عالم کے بے انتہا ہیں جن کا ہم کو علم نہیں ہے۔ جو اہل یقین
ہیں وہ انھیں چند جزئیات مذکور شدہ کو مقیس علیہ بنا کر اجمالاً تمام جزئیات عالم کو احاطہ
کر سکتے ہیں۔ العاقل تکفیہ الاشارۃ

## تنبیہ

ان جزئیات پر نظر کرنے اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ہر جزئی کو حضرت جبرئیل
علیہ السلام آکر خبر نہیں دیتے تھے بلکہ آپ کا علم تمام جزئیات عالم کو محیط تھا جس طرف
آپ کو التفات ہوا فوراً اس کو بے تامل بیان فرمایا اور جس کی طرف التفات نہ ہوا وہ جزئیہ
علم میں مستور رہا ہے جیسے علما تمام جزئیات علوم دینیہ کے عالم اور ماہر ہوتے ہیں جس کی
طرف التفات ہوا یا اس میں خوض و فکر کی وہ حس مشترک میں آکر پیش نظر ہو جاتی ہے
اور جس کی طرف التفات نہیں ہوتا وہ جزئیہ علم میں مستور رہتی ہیں مگر جو جزئیہ علم میں
مستور ہیں یا مرتبہ ذہول میں ہیں ان کی نسبت یہ نہیں کہتے کہ اُن کا ان کو علم نہیں۔

تمت بالخیر



# بے وجہ کی چھیڑ چھاڑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خاندان صابری کے ایک بزرگ زادہ اپنے پیر بھائیوں کے مجمع میں جس میں بعض بعض نظامی بھی تشریف رکھتے تھے ازراہِ تمسخر نظامیوں کو خفیف کرنے کی غرض سے محبوب الٰہی رح کی توہین میں یہ کلمہ زبان پر لائے کہ ایک شخص دہلی آنے والا تھا اُس سے مخدوم صاحب رح نے محبوب الٰہی رح کی نسبت یہ فرمایا کہ اُس بھٹیارہ سے ہمارا سلام کہدینا - یہ کہکر آپس میں مضحکہ ہوا - جو صاحب نظامی تھے اُن کو یہ سُنکر نہایت طیش ہوا مگر بخیال دور اندیشی اُس وقت سکوت کیا -

## شدہ شدہ یہ خبر کاتب کو

پہنچی - مجھ کو سخت حیرت ہوئی کہ اُن کے والد ایک مقدس ذی علم درویش صفت ہیں اُن کے صاحبزادہ کو فقر کی تعلیم کا کیا ذکر اُن کو ظاہری آداب کی بھی تعلیم نہیں ایسے کلمہ زبان پر لاکر وہ اپنے والد ماجد کی توہین کرانا چاہتے ہیں کہ ایسے بزرگ کے صاحب زادہ ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے جھگڑا فساد پیدا ہو -

صاحبزادہ کو اس کلمہ کے کہنے سے محبوب الٰہی کی توہین مقصود تھی مگر اپنی نافہمی سے وہ یہ نہ سمجھے کہ اس کہنے سے مخدوم پاک رح کی توہین ہو رہی ہے اس لئے کہ ہم مخدوم صاحب کو عارف کامل سمجھتے ہیں اور عارف کامل ہر شے اور ہر صورت کو ذات کا ظہور سمجھتا ہے پس بنظر عرفان مخدوم صاحب رح محبوب الٰہی رح کی صورت میں خدا کو دیکھ رہے تھے اس حالت خاص میں مخدوم صاحب رح خدا کی نسبت نعوذ باللہ یہ کہہ سکتے تھے کہ اس بھٹیارہ سے ہمارا سلام کہدینا - ایسا کلمہ توہین خدا کے لئے زبان پر لانے سے عارف ہونا کیا آدمی اسلام سے بھی نکل جاتا ہے -

**آج کل عقیدتمندوں** کا یہ حال کہ مخدوم صاحب کو مرتبہ عرفان سے گرا کر دائرہ اسلامیت میں نکالنا چاہتے ہیں۔ یہ مخدوم صاحب رح کی کیسی ٹرھکر توہین ہے۔

**ہمارے نزدیک** یہ فقرہ ہے اصل مخدوم صاحب رح پر افترا اور بہتان اور اپنی خباثت باطنی کا اظہار ہے اس لئے کہ ہم نے سُنا ہے کہ مخدوم صاحب رح ہر وقت نظارہ ذات میں مستغرق رہتے تھے حتی کہ آپ کو اپنے کھانے پینے تک کا ہوش نہ تھا چہ جائیکہ وہ عالم قدس سے نزول کر کے اس عالم کثیف میں اگر مثل عوام کے بطور مذاق کے ایسا کلمہ زبان پر لائیں اور پھر عارف کہلائیں۔ فرمائیے مخدوم صاحب کی یہ کیسی توہین ہے۔

**اگر کہنے والے** کے نزدیک مخدوم صاحب رح عالم استغراق میں نہیں رہتے تھے بلکہ مثل اوروں کے ایک معمولی حالت میں تھے تو مخدوم شیخ رح اور محبوب الٰہی رح دونوں پیر بھائی تھے اور پیر بھائیوں میں مذاق ہوا ہی کرتا ہے۔ چونکہ محبوب الٰہی رح کے لنگر خانہ سے ہزارہا مخلوق کھاتی پیتی رہتی تھی اور ہر روز آپ کی ذات سے صفت رزاقی کا ظہور ہوتا رہتا تھا۔ کیا عجب ہے کہ اس معنی کر بطور مذاق کے مخدوم صاحب رح یہ کلمہ زبان پر لائے ہوں اور محبوب الٰہی رح کی طرف سے بطور مذاق کے یہ جواب ہوا ہو کہ حضرت شیخ اگر علت اس خطاب کی ہے تو خداوند تعالیٰ جو ہر روز تمام جہان کو کھلا پلا رہا ہے تو کیا اُس کے لئے آپ اس کلمہ کو بصیغہ تفضیل استعمال کیجئے گا۔

## اسی طرح اس سے پہلے ایک مرتبہ

اُنھیں بزرگ کے مریدوں میں سے ایک صاحب یہ کلمہ زبان پر لائے کہ حضرت مخدوم علی احمد صاحب رح قدس سرہ العزیز حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز سے افضل ہیں۔

**ہماری سمجھ میں نہیں آتا** کہ یہ کہنا کس معنی کر ہے۔

جو حضرات اہل طریقت صاحب عرفان ہیں وہ تو ایسا کلمہ زبان پر لا نہیں سکتے اس لئے کہ وہ حضرات تو ہر صورت اور شکل کو ذات کا ظہور سمجھ رہے ہیں اس حالت میں ایک لباس میں ذات کو افضل کہنا اور دوسرے لباس میں اُسی ذات کو غیر افضل کہنا یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کہنے والا عارف نہیں۔ اگر کہنے والا عارف تو نہیں مگر اس کو تعلیم فنائیت کی حاصل ہے۔ اس صورت میں مخدوم صاحب رح اور محبوب الٰہی دونو اپنے شیخ میں فنا ہو کر فریدالدین شکر گنج بنے ہوئے ہیں اس صورت میں ایک کو افضل اور دوسرے کو غیر افضل کہنے کی گنجائش کہاں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کہنے والے کو تعلیم

فائیت بھی حاصل نہیں نہ طریقت سے اُس کو کچھ مس ہے گو برائے نام کسی کا دامن پکڑ کر سلسلہ میں داخل ہو گیا ہو۔

اب رہی گفتگو اس امر کی کہ خدا کے نزدیک مرتبہ میں کون زیادہ ہے اس کا علم سوائے خدا کے کسی کو ہو نہیں سکتا۔ یہ امر کہنے والے کی قدرت سے خارج ہے۔

اب رہی گفتگو کمال کی۔ کمال دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک کمال ظاہری دوسرا کمال باطنی۔ کمال باطنی عبارت ہے تکمیل سلوک سے اس تکمیل میں دونوں حضرات مساوی ہیں اس لئے کہ باباصاحب نے جس طرح مخدوم صاحب رح کو مراتب سلوک طے کرا کر مرتبہ کمال کو پہنچایا اور اپنا خلیفہ بنا کر خلافت تامہ سے اُس کی تصدیق فرمائی۔ اسی طرح محبوب الٰہی رح کو مراتب سلوک طے کرا کر مرتبہ کمال کو پہنچایا۔ اس صورت میں دونوں حضرات مساوی ایک کو دوسرے پر ترجیح اور فضیلت نہیں۔

رہا کمال ظاہری کہ وہ عبارت ہے تحصیل علوم درسیہ سے۔ محبوب الٰہی رح حضرت نحو معانی بیان بدیع فقہ حدیث تفسیر اصول معقول منقول ریاضی اور جتنے فنون درسیہ ہیں سب سے فارغ التحصیل تھے بلکہ تصوف کی کتابیں خود باباصاحب سے پڑھی تھیں اور آپ بہت بڑے عالم متبحر اور بحاث مشہور تھے۔ اور مخدوم صاحب کو اگر علوم ظاہری کی تکمیل تھی تو دونوں حضرات برابر کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔

اور اگر مخدوم صاحب رح کو علوم ظاہری کی تکمیل نہ تھی تو اس اعتبار سے محبوب الٰہی رح کو ترجیح ہے۔

اب رہی گفتگو قومیت کی پس جس طرح محبوب الٰہی رح سید ہیں اسی طرح مخدوم صاحب رح سید ہیں اس معنی کر دونوں حضرات مساوی کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔

اب رہی گفتگو حسب نسب اور علاقہ جزئیہ کی تو مخدوم صاحب کو باباصاحب سے کوئی علاقہ حسبی یا نسبی یعنی جزئیہ کا نہ تھا جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی ہوا ہوتا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ جو باباصاحب رح کی ہمشیرہ تھیں اُن کو بھی سوائے قرابت آبائی کے باباصاحب رح کے ساتھ کوئی علاقہ حسبی نسبی نہ تھا اور مخدوم صاحب رح کو علاقہ نسبی اپنے والد ماجد سے تھا اور نسب کے اعتبار سے باباصاحب سے محض غیریت تھی پس اس نسبت میں دونوں حضرات مساوی کسی کو ایک دوسرے پر ترجیح نہیں

اب رہی گفتگو باعتبار مرید اور خلیفہ ہونے کے پس جس طرح مخدوم صاحب رح باباصاحب رح کے مرید اور خلیفہ ہیں اسی طرح محبوب الٰہی رح باباصاحب

تے ہوا اور خلیفہ ہیں پس اس اعتبار سے بھی دونوں حضرات مساوی کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں تھا۔

اب رہی گفتگو سلوک اور جذب کی یہ مسلم ہے کہ سلوک کا مرتبہ جذب کے مرتبہ سے افضل ہے اس لئے کہ سالک سے مخلوق ہدایت پاتی ہے بخلاف مجذوب کے چنانچہ محبوب الٰہی سے ہزارہا مخلوق فیضیاب ہو رہی ہے اور مجذوب سے ہدایت کا دروازہ بند ہوتا ہے۔ چنانچہ مخدوم صاحبؒ بہ سبب غلبہ جذب و کشش الی ذات القدس کے کوئی سلسلہ فیض رسانی کا ثابت نہیں اور جو حضرات مخدوم صاحبؒ کی طرف نسبت کر کے اپنے آپ کو صابری کہتے ہیں یہ نسبت حقیقی نہیں چونکہ مخدوم صاحب ہر وقت عالم جذب میں ڈوبے رہتے تھے تو بابا صاحب کے ایما سے بابا صاحبؒ کے خلیفہ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی قدس سرہ العزیز نے آپ کی طرف سے یہ سلسلہ جاری کیا۔ اصل میں یہ سلسلہ شمسیہ ہے۔ چونکہ صابر صاحبؒ کی طرف سے اس سلسلہ کا اجرا ہوا اس لئے بجائے شمسیہ کے صابریہ کہنے لگے ہیں باعتبار ہدایت اور فیض رسانی کے محبوب الٰہی کو مخدوم صاحبؒ پر ترجیح ہے۔

اب رہی گفتگو محب اور محبوب ہونے کی۔ یہ مشہور ہے کہ مخدوم صاحبؒ عشق الٰہی میں ہر وقت ڈوبے رہتے تھے۔ نظارہ جمال الٰہی میں ایسے مستغرق تھے کہ اس عالم کی طرف ان کو اصلا توجہ نہ ہوتی تھی۔ اور شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو عالم متبحر اور عارف کامل اور روزانہ دربار رسول اللہ صلعم میں ان کو اختصاص حضوری کا حاصل تھا وہ اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں کہ **نظام الدین یکے از محبوبان الٰہی است** اور زبان خلق نقارہ خدا مشہور ہے کہ ہر مخالف اور موافق آپ کو محبوب الٰہی کہتا ہے۔ الغرض مخدوم صاحبؒ عاشق الٰہی اور محب الٰہی اور سلطان المشائخ محبوب الٰہی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ

## ( محب ہمیشہ رضا جوئی محبوب کا رہتا ہے )

اس صورت میں مخدوم صاحب رضا جو خدا کے ہوئے اور خدا رضا جو محبوب الٰہی کا۔ اس اعتبار سے محبوب الٰہی کو ترجیح ہے۔ سیر الاولیاء میں ہے کہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو ذات سے سلطان المشائخ کا خطاب عطا ہوا ہے پس جس کو ذات کی طرف سے سلطان المشائخ کا خطاب عطا ہو بہ نسبت اور صاحبوں کے اس کو ترجیح ہو گی۔

رسول اللہ صلعم کو شب معراج میں جو خرقہ عطا ہوا تھا ایک روز رسول اللہ صلعم

نے خلق رجی سے ایک ایک سے دریافت کیا کہ یہ خرقہ اگر تم کو ملے تو تم کیا کروگے۔ ہر ایک نے اپنے اپنے خیال کے موافق علیحدہ علیحدہ جواب دیا۔ آخر کو مولا علی کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا کہ اگر تم کو یہ خرقہ ملے تو تم کیا کروگے۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ میں پردہ پوشی کروں گا اور خداوند تعالیٰ کا یہ حکم تھا کہ جو یہ جواب دے وہ مستحق اس خرقہ کا ہے چنانچہ وہ خرقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیا گیا پھر وہ خرقہ درجہ بدرجہ منتقل ہوتے ہوئے حضرت خواجہ بزرگ تک پہنچا پھر خواجہ بزرگ سے قطب صاحب کو ملا۔ قطب صاحب سے بابا صاحب کو ملا۔ بابا صاحب نے محبوب الٰہی کو دیا محبوب الٰہی نے مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی کو تفویض کیا۔ مخدوم صاحب نے وصیت کی کہ اب اس خرقہ کا کوئی اہل معلوم نہیں ہوتا اس کو ہمارے ساتھ قبر میں دفن کر دینا۔ چنانچہ موافق وصیت کے جب مخدوم صاحب کا انتقال ہوا تو وہ خرقہ مخدوم صاحب کے ساتھ قبر میں دفن کر دیا گیا۔ مقصود اس بیان سے یہ ہے کہ بابا صاحب نے اپنے خلفا میں سے سوائے محبوب الٰہی رح کے کسی کو خرقہ معراجی کا اہل نہ پایا اور وہ خرقہ محبوب الٰہی کو عطا کیا اس معنی کر محبوب الٰہی کو بابا صاحب کے کل خلیفوں پر ترجیح ہے۔

صاحب سیر الاولیا رحضرت محبوب الٰہی کی خلافت اور سجادگی کے متعلق بزبان حضرت محبوب الٰہی یوں نقل کرتے ہیں کہ ایک روز بابا صاحب رح نے مجھ سے فرمایا کہ نظام الدین تمھیں دعا یاد ہے یا دائم الفضل علی البریہ الخ میں نے عرض کیا کہ یہ دعا مجھے یاد نہیں اس پر شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ اس دعا کو یاد کر لو اور چند روز تک اس کی مداومت اور ہمیشگی کرو اگر ایسا کروگے تو میں تمھیں اپنا جانشین کروں گا اور خلافت کا معزز وممتاز عہدہ تمھارے تفویض کروں گا چنانچہ ارشاد کے موافق میں نے وہ دعا یاد کر لی۔ کچھ دنوں کے بعد تیرھویں رمضان ۶۶۹ھ کو مجھے بلایا اور ارشاد کیا کہ نظام الدین جو کچھ میں نے کہا تھا یاد ہے میں نے عرض کیا کہ حضور یاد ہے فرمایا اچھا کاغذ اور قلم دوات لاؤ۔ جب کاغذ وغیرہ آ گیا تو بابا صاحب نے عربی میں خلافت نامہ لکھا اور اوصاف حمیدہ کے بعد اخیر میں بصیغہ تفضیل لکھا وھو من اجل خلفائی یعنی نظام الدین ہمارے کل خلفا سے اجل اور افضل خلیفہ ہے جب شیخ خود اپنے قلم سے خلافت نامہ میں محبوب الٰہی کو کل خلیفوں سے اجل اور افضل لکھ رہا ہے تو اب آپ سے بڑھ کر کس کو فضیلت ہو سکتی ہے۔

اُس کے بعد جب شیخ شیوخ العالم کے وصال کا زمانہ قریب ہوا تو حالت مرض

میں آپ حجرہ میں استراحت فرماتے تھے اور آپکے فرزند اور اصحاب حجرہ کے دروازے
پر بیٹھے ہوئے اس بارہ میں مشورہ کر رہے تھے کہ سجادہ نشینی اور مقام کی حضور سے
التماس کرنا چاہئے اسی اثنا میں سید محمد کرمانی دہلی سے آئے باوجود منع کرنے کے
حجرہ کا دروازہ کھول کر اندر چلے گئے اور حضرت کے قدموں پر سر رکھدیا۔ شیخ کبیر نے چشم
مبارک کھولی اور پوچھا سید کب آئے۔ عرض کیا ابھی حاضر ہوا حضور نے خود ہی محبوب الٰہی کا
حال دریافت کیا انہوں نے کہا حضور کو آداب اور پابوسی عرض کی ہے اور تمام اوقات شیخ کی
یاد میں صرف کرتے ہیں۔ شیخ شیوخ العالم نے سلطان المشائخ کی دلی عقیدتمندی پر التفات زیادہ سے
ظاہر کی اور چند کلمات لطف آمیز زبان مبارک پر جاری فرمائے۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہ جامہ (خرقہ
معراجی) اور مصلیٰ اور عصا اُن کے حوالہ کردینا۔ اس کے بعد جب حضرت کا وصال ہوگیا اور
محبوب الٰہی کو خبر وصال کی پہنچی تو آپ دہلی سے اجودہن تشریف لائے اور مزار شریف پر حاضر ہوئے
بعد فاتحہ خوانی جب وہاں سے واپس آئے تو مولانا بدرالدین اسحاق جن کے پاس وہ جامہ
اور مصلا اور عصا امانت رکھا تھا وہ لاکر محبوب الٰہی کی خدمت میں پہنچایا۔

یہ جامہ اور مصلا اور عصا جو وصال کے وقت باوجود غیر حاضری کے محبوب الٰہی کو عطا ہوا یہ دلیل
سجادگی اور جانشینی کی ہے جیسا کہ باباصاحب نے فرمایا تھا کہ میں تم کو اپنا جانشین کروں گا۔

اور یہ معلوم ہو کہ صاحب سجادہ اور جانشین قائم مقام شیخ کے اور بجائے شیخ کے ہوتا ہے
جب محبوب الٰہی قائم مقام شیخ اور بجائے شیخ کے ہوئے تو آپ کے سامنے کس کو فضیلت اور ترجیح ہوسکتی ہے
یہ تقریر بظاہر ہے جو ناواقفوں فضیلت دینے والوں کے لئے ہے اور باطنی نظر
سے دیکھئے تو اصل حقیقت یہ ہے کہ مثل ذات اور حقیقت جامعہ کے باباصاحب کی دو شانیں ہیں
ایک شان جلالی دوسری شان جمالی۔ ایک شان مخدوم ہو کر اپنا جلال دکھلا رہی
ہے دوسری شان محبوب ہو کر اپنا جمال دکھلا رہی ہے۔ اس میں تفضیل اور غیر تفضیل کی بحث
کرنا محض جہالت اور نادانی ہے۔

اور سنئے کہ ہر سلسلہ کے جتنے اکابر ہیں سب واجب التعظیم ہیں گو جس سلسلہ میں آدمی ہوتا
ہے اُس سلسلہ کے بزرگوں کی عظمت اور محبت اُس کے دل میں بہ نسبت اوروں کے زیادہ ہوتی
ہے اور یہ ایک امر طبعی خداداد ہے اس کا شکر کرنا چاہئے مگر اس غلو محبت میں خدانخواستہ کوئی
ایسا کلمہ زبان پر نہ آئے جس سے دوسرے خاندان کے بزرگوں کی توہین یا اُن کی شان کے
خلاف ہو۔ فقط

راقم

خیر اندیش بندہ عاصی دو حوتر اسی

## قطعہ تاریخ طبع رسالہ علم الکونین لرسول الثقلین از نتائج طبع محمد سعید فائق نظامی نیازی مؤلف رسالہ ہذا

علم رسول میں بہت اختلاف تھا
میں نے جو غور و فکر کیا انتشار نزاع
لکھا رسالہ میں نے پئے رفع اختلاف
تاریخ کی تھی فکر کہ ہاتف نے یہ کہا
جا کر سنو تو محفل اقدس میں ہے یہ غل

۳۲۳ +

بعض مقر تھے بعضوں کو انکار صاف تھا
لفظی نزاع کے غیر نہ پایا سوا اشناع
قول رسول سے جو ملا مجھ کو صاف صاف
علم رسول میں یہ تردد تجھے ہے کیا
ہر غیب کے رسول کو ہے علم جزو کل

۹۵ ۱۵

۱۸ ۱۵ عیسوی

## قطعہ

ہاتف نے دیکھ کر کے مجھے سرنگوں کہا
لکھ جو کہ میں نے محفل قدسی میں ہے سنا

۳۳۲ +

کیوں خوش اس قدر ہے تو فکر رسا کو ہی
دونوں جہان کا علم حبیب خدا کو ہے

۱۰۰۴

۱۳۳۶ ہجری

## قطعہ

ہوئی فائق کو جب تاریخ کی فکر
رسول اللہ کو ہے علم سارا

۸۶۵ +

ندا ہاتف سے آئی آشکارا
ہے تائید الہی اس میں شک کیا

۴۷۱

۱۳۳۶ ہجری



# محمد سعید

گلدستۂ کتب مؤلفہ سید محمد سعید فاروق [illegible]

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

مصنفہ سید علی حیدر رسیل احمد کلکٹری اورئی ضلع جالون متوطن
موضع علی پور بیر سادات تحصیل کھاگا ضلع فتحپور نظم اتفاق موسوم

# اتفاق العوام

حسب فرمائش جناب منشی سید گلزار حسین صاحب منصفی اورئی
و منشی سید منظور حسین صاحب نائب تحصیل کونچ و منشی سید ریاضت حسین صاحب محرر
منشی صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ بہادر ہمیرپور مقام اورئی ضلع جالون

باہتمام سید نظیر حسین پرنٹر و پبلشر

مطبع دی صنا کھجوہ ضلع [illegible] طبع شد

قیمت فی جلد ا/۳ بلا محصول

# عرض مؤلف

شیعہ کانفرنس بمقام لکھنؤ سے واپس ہو کر وطن جانے کا اتفاق
ہوا برادران یک جدی جناب مولوی سید عماد الحسین صاحب
و منشی سید لطافت حسین صاحب و منشی سید دبیر حسین صاحب و
منشی سید علی جان صاحب و سید احمد حسین صاحب موذن و
سید نقی علی صاحب و منشی سید رحمت حسین صاحب نمبردار
و منشی سید صاحب علی صاحب و منشی سید اظہار حسین صاحب
بگہیا و منشی سید حیدر حسین صاحب و منشی سید فیاض الحسن صاحب
بگہیا وغیرہم رؤسائے موضع علی پور ہیر السادات نے اپنا اپنا وقت
بیش بہا ضائع فرما کر اس تفاق کو بشوق سنا اور موافق مذاق وطن
پاکر اسکے چھپنے کی فرمایش کی لہذا چھپوا کر پیش کرتا ہوں دوسری
نظم اعتقاد الایمان بھی سنائی گئی اگر اللہ نے چاہا تو وہ بھی
چھپوا کر پیش کی جائیگی۔

راقم آثم سید علی حیدر رحیل عابدی الزیدی الواسطی
اہلمد کلکٹری اورئی ضلع جالون

هر کس بخیال خویش خبطے دارد

از فهم و مزاج خویش ربطے دارد

ایک دن مختلف اصلاع کے چند احباب ملازمت پیشہ باہم کہہ رہے تھے کہ
بوجہ معافی و زمینداری پانے کے اکثر و بیشتر شرفا دیہات مین آباد ہوئے تھے اب
اون شرفا مین سے نوّے فیصدی تو قسم قسم کی مفسدہ پردازی و مقدمہ بازی
سے جاملاد ہین کھو کر محتاج ہوگئے باقی دس فیصدی چراغ سحری ہو رہے ہین
اتفاق سے میرے ہونے کا اتفاق ہوا مین نے بھی اصل مدعا سے اتفاق کرکے
کہا کہ اَلشَّرَاکۃُ لِاَھْلِ الْقُرٰی اسی لحاظ سے کہا گیا ہے ہوشیار اولوالعزم
اپنے نسبی و ذاتی کمالات و علم و ہنر سے یہ اعزاز حاصل کیے تھے اب بلحاظ
اون اوصاف حمیدہ سے بلد ہوگئے علم و اخلاق و اُنس و اتفاق کو
چھوڑ کر بزرگون کی امارت و حکومت و شرافت و وقعت پر تفخر
کر رہے ہین بعینہ پدرم سلطان بود مارا چہ۔ کا مصداق ہو رہا ہے۔
وقت و زمانہ کی نیرنگی و ہوا کا رخ نہین دیکھتے باہمی اُنس و ہمدردی
مفقود کسب کمال نابود ہے علم و ادب سے نفرت لہو و لعب سے
رغبت ہوگئی ہے۔ اتفاقاً ایک شعر موزون ہوگیا ؎

اُنس سے۔ انسان بنا ہے اُنس رکھنا چاہیے — اُنس رکھوگے جو آپس مین تو ہوگا اتفاق

اس کو سنکر خلوص دل سے ایک دوست نے کہا کہ ترجیح رجسا بری

وعقد صباری کی بد انجامی وخودغرضی سے اورون کی نقصان رسانی

نظم کی جائے دوسرے صاحب نے فرمایا کہ تبادلی عقائد سے

غیرون کی بدخواہی وبداندیشی وعاموں کی مخالفت ونااتفاقی کا بھی

ذکر ہو تیسرے صاحب کا ارشاد ہوا کہ مسجد سے پہلے گھر کا چراغ جلتا ہے

اپنے گھر کی خبر لینی چاہئے اکثر مرد اپنی عورتون کے مرید ہوتے ہین زن مریدی

عیب ہے گھر وکنبہ والون سے خصومت دائمی کی بنیاد ڈالتے ہین

اس کا بیان نسوانی لب ولہجہ مین ضرور تحریر ہو چنانچہ ہر شخص نے سچے

سچے واقعات سنائے جنکو مجھ نالائق نے اجمالاً نظم کیے **اتفاق**

**العوام** کے نام سے موسوم کیا امید کہ اہل علم واہل زبان بفحوائے

اُنْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ نفس مطلب کو دیکھین

نقائص لفظی وبندش لابنی سے چشم پوشی فرمائین جب تک

منشی گنیشی لال صاحب انسپکٹر بٹوارہ ومنشی رحیم اللہ صاحب ہیڈ

کانسٹیبل ومنشی گلزار حسین صاحب مقدم مصنفی چھپوا کر پیش کرتا ہون

چونکہ بچون مین گھر والون کے چال چلن کا پورا اثر پڑتا ہے اگر اس سے

والدین کو تنبیہ ہوا یا بچے پڑھکر خود سن رشد مین مستفید ہوئے تو ناظرین

رائے قائم کرسکین گے اوس وقت ممکن ہے کہ اعتقاد الایمان اختلاف الاسلام

اعمال الایام مفتاح الکلام وغیرہا کے حاضر کرنے کی جرات ہو۔

راقم عبدہ الذلیل السید علی حیدر رحیل عابدی الزیدی

الواسطی نسباً وعلی پوری البھیروی موطناً مولد غیر مشہر

۱۳۱۴ھ مقام اوری

# اتفاق العوام

بسم الله الرحمن الرحیم

اوفوا الکیل ولا تکونوا من المخسرین وزنوا بالقسطاس المستقیم ولا تبخسوا الناس اشیاءهم ولا تعثوا فی الارض مفسدین

آن چو گفتی کرد گردون خود بغیر اتفاق — ورنه والیٔ ثلثه شد بدنیا اتفاق

در ازل وقت الست اصل آرای بگفت — اینک از یاد خش بنا دین گل ما اتفاق

ذات و صفت شد بزی قدیم از وقت خلق — لطف عالت در طبعها کرد بیا اتفاق

قطرۀ نیسان مجز صورت گوهر گرفت — کرد از آب خودش آن دُر بدریا اتفاق

چون بنظم ذکریا کش بنگان می ایستند — المدد گویان کند خود عرش اعلی اتفاق

دیدن نادیدنی چون قطره آمد محال — از رسولان در رسالت کرد با ما اتفاق

شد چو فارغ رحمت عالم زکار منصبی — نصب عکس کرد و کرد از قبر نبها اتفاق

مرنے زود با خش گشته امت بر اند — کشتی بے ناخدا استاد بیجا اتفاق

کار دنیا شد بزیر و زبر و رو ز حاکمان — منتشر شد از غرض چون ریگ صحرا اتفاق

چار سوی شنوم آواز صدای اتحاد — پس ندیدم رهبران را در عملها اتفاق

در نفاذ کار مثل چاکران اظهر بوند — چون عمل می شود افتد بدریا اتفاق

دست خود رخمی کرد مرهم بزخم دیگران — کے تواند کرد این رهبر بنیا اتفاق

جا بجوی دخوشا بستہ صدق و راستی — کشتہ بود از چنین اخلاص محی اتفاق

نیست مذہب بہشت دل است معجون شفا — جنس کاشت کے کرد پیدا اتفاق

دو هضاند بخته باشی دو در ثمان یا کبار — تحقیق مذہب خود کند اکبر و نہ متفق

آیت منفو والقربی بتا فی ابد ازان ابن السبیل — آیت قرآن کہ آمو نہ شمار اتفاق

اہل دل یکسے کنند اہل دل و فکر جوش — کی گر آمد از چنین چون سحر اتفاق

سر شرو زنجیر جانش شد انسان شجر — اے بشا شجر با اند نتیجہ اتفاق

سین یک چه ف ست از نقطہ شد شکل و گر — سین و شین اکنون ملا آمد و در اتفاق

قبل از ین با جد گر یک بود حب اہلبیت — از غم مغلوم شده بود از زوال اتفاق

این زمان دنیا دگار غم نزاع افتاده است — این چنین ما بجان بشکست ازینا اتفاق

وقت اسلام از علیم اصلاح دین گویا شد — اید او اصلاحت کند اہل خبر اتفاق

مسلمان ہر مسلکے گروه اند باہم سکوت — فرق این کرو بیخی بنیاد از اتفاق

آل احمد آل احمد دوستان دوستان — فرق ہر یک ہے شر سے شور و غوغا اتفاق

از محمد با خبر اہل خبر سے چار امام — ناسقلد حکمران از فہم تنہا اتفاق

مصلح از نعمان باند کنون کالمجرمین — نیہ اعمال سلف واند بر اتفاق

بعد ہی الذرجل این نظم واز دین حضرت — در سواران لنگ پا دارد بخود اتفاق

عابدی الواسطی زیدی علی حیدر رحل — موهنا ہست از علی بود رہبر اتفاق

## اتفاق

او اتفاق لیک ہم تھا او ہمیں دیکھا اتفاق — داو دے ہیں ملکیا ہو تب ہے ایسا اتفاق

ملگیا جب داد اور آواز دے کی دو نہیں — تب ہوا محبوب عالم دل سے پیارا اتفاق

اتفاق باہمی یک نعمت اللہ ہے — جنہ ہمارے رکھتے ہیں سب اہل دنیا اتفاق

کرتے ہیں ہم رکھو جب چشم باطن سے نگاه — ہمکو دکھلاتے ہیں اپنا چاند و تارا اتفاق

اتفاق اقبال ہے دولت ہے اور کلی یک گنج — راحت و آسایش دنیا و عقبیٰ اتفاق

انبیا و اولیا دین خود فرماتے ہین
الکرامت فی الجماعت کا ہے مطلب اتفاق

انس سے انسان بنا ہے انس لکھتا ہے
انس جو رکھوگے آپس مین تو ہوگا اتفاق

خالق دنیا نے دنیا مین تمھین پیدا کیا
رکھو دنیا والون سے اے اہل دنیا اتفاق

نسب سے کہا ہے خدا کے مثل ہے ایک بات
اکثر اخبارون مین دیکھا ہے ایسا اتفاق

صاف لفظون مین پڑھتا ہون ایسا بات کہ
یہ برا ہی اس سے منچاتا ہی اچھا اتفاق

مسلمون کا علم لینگے سعادتمند لوگ
بدنصیب اکثر مین تو پاؤ الٹی سمجھ کا اتفاق

دل سے طاعت ہے خدا کی اور طاعت شاہ کی
حکم هل اشہد مانو تو آپ ہوگا اتفاق

مصلحان قوم سے مخلصانہ عرض ہے
کچھ اصول ایسے لکھین جنپر ہو سبکا اتفاق

جملا لکھتا ہون مین اس راہ مین کچھ مختصر
کوئی لے یا نمانے اپنا اپنا اتفاق

ظلم و شر حرص و حسد کینہ خیانت ہین نفاق
ان صفت والون سے اور الٹے ہو کیا اتفاق

عدل خیرات و تواضع راستی تہذیب و خلق
ایسے اوصاف حمیدہ سے ہی ہوتا اتفاق

نیک پاکیزہ خیال اخلاص خوش رکھتے ہین میل
خبث باطن خود غرض کیجے انہین کیسا اتفاق

دین و جان اولاد و عزت مال پانچون نعمتین
سبکو پیاری ہین ہلاک اسپے ہو رکھنا اتفاق

پانچون نعمت ہر کسی کی اوسکو دیتی ہین
دوسرے نقصان ہونچائین تو ہو کیا اتفاق

جان اولاد و عزت کے ہین دشمن خاص خاص
دین کے جھگڑون سے بچئے ہے یہ سبکا اتفاق

کاروبار دنیوی مین سبکو ایکا چاہئے
غیر مذہب کے تنفر سے ہے ٹوٹا اتفاق

## نزاع مذاہب

کوئی پیل پوجتا ہی تمکو کیا تکلیف ہے
کیا کوئی نقصان پہونچے جس سے توڑا اتفاق

کوئی وہ کھاتا ہے تو کھانے دو تمکو کیون ہے رنج
تم نہ کھاؤ دل تمہارا اپنا اپنا اتفاق

یہ تماشہ بچانے دو تم اوسکو اوسکے پاس
وہ نہوگا تو نہوگا اوس سے اوسکا اتفاق

کھانیوالو وہ نہ کھاؤگے تو کیا مرجاؤگے
یہ نہین ہے تو نہ کھاؤ دیکھو اوسکا اتفاق

اوسکا کھانا رکن ایمان ہے تو ہو اوسکو کھانے دیا
یہ نہو تو یہ عمل ضد سے ہی کرنا اتفاق

دل دکھے جس کام سے اور دوسرے کا سو تو خود
عدل سے انصاف سے چھوٹے تم الگ ہو
نیکی بھی ہو مگر جتنے کے لیئے اچھی نہیں
جسے نیکی نیکو سمجھے حق مین بدی ہو ساجھو
ست اطاعت ہو کسی کی اور اسکو مجبور کر
تم کہو کے نیک وہ اچھا ہو اور اچھا نہیں
کوئی بہتر نہیں کیا کیون اسے کہتے ہو بد
کوئی حامی ہو کسی کا تو سمجھے کون بد ہے
کوئی کہتا ہو کہ وہ بد ہو وہ بد ہو یا نہیں
اور اگر وہ نیک ساجھے جسکو کہ وہ کہتا ہے بد
نرمی و اخلاق سے اظہار مطلب چاہیئے
مت کسی کو چھیڑو چھیڑوگے تو پاؤگے جواب

دیکھو سمجھا ہو اور دوزخ ادھر کا اتفاق
جاہ سے و طاقت سے کچھ تم کو نہ کا اتفاق
نیکی سے اوسکو بدی پر اور ہو اتفاق
نیک و بد دونون کی بدخواہی کا کچھ اتفاق
وہ تماشے تو موجود ہے کا اتفاق
وہ کہینگے وہ ہے ایسا اوس کے دیجیے اتفاق
بد ہو وہ۔ تو لیکن مین جیسا تیسا اتفاق
تو نہین جانی الگ اس در سے اوسکا اتفاق
بہتر تو سچ ہے کہا جسپر ہو سب کا اتفاق
نیکو کی بد کو ... دوزخ سے ہو کا اتفاق
نیک نیت دل جو ہے سے ہو وہ اتفاق
تب بڑھیگا تم تمہارا اور گھٹے گا اتفاق

## نزاع مال

مال و دولت کی طمع سے ہوتی ہو اکثر نزاع
لینے دینے مین صفائی سے ہو بڑھتا اتفاق
کوئی تم سے کچھ جو مانگے ہو۔ تو تم دیدو اوسے
اور اگر دو کچھ نہ مانگو تو نزاع ہے کم کب
اپنا ... ... صاف و دھول
ایک کو نقصان پہونچے دوسرے کو فائدہ

اور دون کا نقصان کرنے سے گھٹتا اتفاق
حیلہ سازی نادہندی سے بھی گھٹتا اتفاق
بے طلب وہ پھیر دے تو سمجھو اور ہے اتفاق
ایسے لوگون سے نہ ہوگا بھائی اچھا اتفاق
خود غرض و بھی طبیعت سے ہو ٹوٹا اتفاق
ایسی چالاکی بری اسو نہ ہوگا جھوٹا اتفاق

## نزاع ملازمت

تم جو نوکر تم ہو حاکم تم ہو افسر تم بڑے
عہدہ کی عزت ہو اور دولت کی خوشی ہو اور

راستی کی تم ہی مین ہو خوب اچھا اتفاق
راستی کی اور دولت جس سے حق کا اتفاق

کوئی انسان کچھ ست یا جو لے یا کچھ لکھے
اوس ست پوچھو کیون کہا ست کہا کیون مد لکھی
لکھنے والا جو کہے تو جا پکڑ بلوا دے
کان کو کیا جو ہو انصاف کیا سکتا نہیں
جب گمان بدکسی پہ ہو تو اوس سے پوچھو تو
صاف لیے جب ہو گئے جو شرع کھلی
خود غرض عیارونکی بات پہ جب کان کل
اہل شر دانو چلے جو رد انصاف مین
ماتحت ہند ہے جس کا ہو دل کمان شار
شہر کی جا ہم اگر ہو والون سے جو نرم ہو
سخت مشکل ہو جہا افسر کا غدر ولکو داب لین
بار بار بان عدالت مانگین کا غذ بار بار
ماتحت ملنگے جو کاغذ سکم ہو گئی وہ کہین
ماتحت مظلوم نالائق بنے غافل ہے
آخرش بدنام ہو گرتا ہو دہ نہیں تنبیہ اور
افسری سخت [illegible] ہوا افسر نکو داب ہے
ماتحت لوگونکے کام انصاف دیکھا کرین
پر ہمیشہ نہین ہمیشہ [illegible] ستم نہین
افسری [illegible] مین [illegible] نہین زور دن با د
پیش [illegible] مانی جاتی ہمیشہ لوگونکی ملے
پر کبھی جب دیکھتے ہین آنکھون سے حکام خود
راتھ [illegible] اہل قوت جسکو کہدین ہین کیے

بدگمانی مت کرو اس سے ہے منشا اتفاق
تمکو کیا مطلب اوس عمل سے اوسکو کیون ہو اتفاق
کان سنکے جو نہ ہو گا کچھ اتفاق
واقفات اصل سے اوسکو ہو گا اتفاق
تحقیقین کرکے منشاء دست خدا اتفاق
دل بھرا ہوگا تمہارا تو ہوگا اتفاق
غیر ممکن ہو عدالت سے ہو اوسکا اتفاق
ایسے لوگون سے نہ ہوگا نیکیون کا اتفاق
ہر منصب [illegible] بھی کی ایذا سے ہو ویگا اتفاق
چاپلوسی سے کرے خود اوسنے ولتا اتفاق
رسوان تک نہ [illegible] نہ اوسکے دیکھنے کا اتفاق
حکم ہو ہو جلد اوسکے بھیجنے کا اتفاق
کل بھی کل کی طرح ہو روز از یا اتفاق
حاکم بالا کے لکھے سستی سے اوسکا اتفاق
[illegible] سستی [illegible] مد کا اتفاق
[illegible] ماتحتون سے یکسان [illegible] اتفاق
بے خبر [illegible] سے نہین ہو سکتا یہ اتفاق
[illegible] دینے کا اتفاق
صاف دل اونسے نہین کر سکتے یہ اتفاق
حاکم بالا بھی بد اون ہی سے کرتا اتفاق
تب وہ کھلتی ہے سازش کا انکی اتفاق
نیک کہلا ئینگے وہ سب ہوے کی اتفاق

جل سے جو یاد آوے تو جو کہ نہ نصیب ہو
جسکا وقت ہی ہو وہی تھوڑا سا بھی ہو
حکمت لائق تھوڑا سا ہے جو ٹکو لی طرح
لعد وتی تقصیر ہن اور سے ہو نصیحت لکھین
چاہو ن بات بڑی بچا ہن وس مظلوم
خیال دل سے بھی ہو جائین اون ہی حیثیت
آخرش نقصان و تھا دشمنی ہن جب بڑے
اب بھی افسوس کیون کرتا ہے کہ پر
مالکون کے افسانے چلے ہین مگر
کچھ بچا بات تو ہین کر دیکھو تو مدد
کام ملا جو ہمت ہے تو اوس سے کچھ
سو جو معلی پڑھا ہے ہین سنتین و ہم
کچھ بنا ہین و لکھین کام اونکو نکل ہی علاوہ
جن سے خوش ہون یکم ہین کہ جو حق تم
حق کا حق مثل انون کو ترجیح دین
شیر کی ایک سیا پانی ہین جس جیتین
سچ کہو تو کسکا جوان ہان کرو تو مجھے ہو
سر کی اون چھوڑ دو تو اوس خوب لگا دو
اور گر حق ہے تو سچ کہو کہنے بھی جا دو
راستی قائم ہے گو نوکری جاتی ہے
ہو امر ملک دق ہاونکے حق ہین پالسی
مشکل کر لی ہو امر سب اپنے شیر کی خرین

وہی ہی حلیس کی کرت تو ہو نہ دیا اتفاق
اونکو کون بچا سکے دشمن ہو کے اتفاق
ہاتھ سے بھی ہو صاف کام اوس ہی کا اتفاق
الغرض ہین جو دوستی کسی کا اتفاق
خوبیون حیلون ہو نہ تکون اتفاق
الاقارب کالعقارب سے ہوا اونکا اتفاق
اون مظلوم اور یک ظالم ہے جسکا اتفاق
اوس غرض سے رہا کرو سب کے اتفاق
سچی بچا ہے ہو رہے مثل اتفاق
قاعدہ ہر قول تو ہو نہ اون کا اتفاق
نکتہ چینی داب ہے ہو برا اتفاق
جن غزون تو ہین ہے ہو اوسی اتفاق
ہے لکھین کہ جا ڈالی الفرض اتفاق
لکھتے وقت جو کچھ ہین لکھنے ہو اونکا اتفاق
اختلاف ہایہ مختلف ہو اون کا اتفاق
افسرون کو جو بخشے ہوا اصلا اتفاق
جب بنایا ہو تو یہ ہو تم اون کا اتفاق
افسرونکو کچھ اپنی سب ہو گا اتفاق
بول بالا سچ کا ہوگا سچ سے خوب کا اتفاق
پالسی سے بچکے خوب ہے سچی اتفاق
چند روزہ خوشامدی سے ہو اسکا اتفاق
آخرش نیکی سے خود ہو ہی اونکا اتفاق

چھوٹے کیا انکو بڑے بھائی ہین قائم باسی
ایسی ہی مجھکو ہوگا تجھسے یہی اتفاق

صاف دل انکو کہتے صحیح ہی یہ نظم ہے
خود غرض بد دل کہتے ہین جسکا اتفاق

جنکی جیسی ہو گی امت ویسی ہی جنکی گا
نیک و بد دل سے ادھر ہی محمد کا اتفاق

## نزاع باہمی

بھائی ہمدردی کی جگہ ہین پیچ ہین خوش بہت
ساری دنیا ہین کیسا ہی ہوا اتفاق

انکو ہم تجنیس ہو کر بھائیون کو چھوڑ دین
دادو دینا غیر لوگون سے ہوا اپنا اتفاق

پیچ ذاتی سے کرین اور دنی ہم ہا میان
خادمون کا شکوہ کرتے ہو جھوٹا اتفاق

مفسدو تیری ہی مروان و بوسفیان کی
امت احمد کو محبوب اور پیارا اتفاق

نیک باطن جانتے ہین سبکو اچھا آدمی
حسن ظن مومن کی ہو دمند یہی اتفاق

دل کے آئینہ مین شکل نیک بد کو دیکھو
بدتر نجیون سے ہو تم اپنا اتفاق

اپنی رنجش سے کسی کی رائے کو بدنام
معنی انصاف کے اسپر ہے یہی اتفاق

اپنی خودرائی سے تم سمجھتے ہین ہو دوری
اس ہی پر آکے دکھلاؤ زیبا اتفاق

کہتے پھرتے ہو کہ دونون ہین کچھ دمین رد
اپنی ہمدردی دکھا کر دو پیارا اتفاق

اپنے مین جو عیب دیکھو پہلے اوسکو چھوڑدو
تب عیوب اور دونکے دکھلاو تو ہوگا اتفاق

کہدو خالد نے حامد سے کہ شاہد ہے برا
سننے والے کہہ چلے شاہد نے توڑا اتفاق

کوئی یہ کہتا نہین شاہد برا کیسے ہوا
کیا برائی اوسنے کی کیسے مٹایا اتفاق

شور ہر جا ہو بعضون مین کہ ایسا ہو سنا
کوئی تحقیقات بھی کرتا نہین وا اتفاق

جھوٹ خادم عاجزانہ گڑگڑاتے ہی رہین
مفسدوں کی کان پھونکی بات کیا اتفاق

کچھ نہین چلتی کلیلہ کی دمنہ کا زور
شتر بہ سے رکھے آقا بار الٰہا اتفاق

زید نے احمد کو چھیڑا اسرار نا و بکر کا
دادری ہمدردی انصاف ایسا اتفاق

لکھا ہو اپنی سلو ابعد ازان لا پتلی بجی
لے حلا اس کا اثر دکھلاتے ہو تا اتفاق

سینا اکثر بھائیون سے یہ سنا ہے بارہا
مفسدے گاؤن والو کو ہو رہا اتفاق

[illegible] سے ترقی کی ہمیں بخشش کی
[illegible] ایک شور
[illegible] اوس [illegible]
[illegible] اچھے [illegible]
[illegible] کا [illegible]
[illegible] دل کو [illegible]
[illegible] دل میں [illegible]
[illegible] کا [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] اتفاق
یہ نہیں کہتا کہ [illegible] اتفاق
[illegible] کیا اتفاق
[illegible] کا علم آیا [illegible] اتفاق
اونکا [illegible] دل سے پیدا اتفاق
[illegible] پیدا اتفاق
[illegible] اتفاق
[illegible] اتفاق
[illegible] ہوگا اتفاق
[illegible] اتفاق

## ترکِ ملکیت

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] زمین [illegible]
[illegible]
[illegible] کوئی کھیت کا مالک نہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
کوئی [illegible] بنانا چاہے تو [illegible]
کوئی [illegible] شوق سے

[illegible] اتفاق
[illegible] کا اتفاق
اختلاف رائے سے ہرگز ہوگا اتفاق
ہم میں ہوں تو کیوں کہا جائیگا اتفاق
اوسکی الفت سے ہوا آپس میں پیدا اتفاق
سال بھر میں [illegible] آپکا ملنا اتفاق
جس کے بعد [illegible] اضافہ کبھی ہوتا اتفاق
اوس سے لینا [illegible] اتفاق
[illegible] دیکھیں یہ ہوگا اتفاق
واہ ری [illegible] کہ بھائی [illegible] اتفاق
[illegible] اتفاق

اس مدرسہ کی بنا دین جو بھلے اور [illegible]
منتشر تھی قوم گویا ہوئی کہ یکجا ہوئے
مشترک ہیں اُن کا باہم نفع اور بہبود
بنیں سب یک جو کر تو ملے دل و جان
ایک ہی مذہب و شریعت کی شعار ہو
و الا بر شرع [illegible] سے روشن و
غضب بنکر تو غضب جب آیا ہمیں
غضب پر غضب جب طعن ایا غضب ایک جا
اتفاق کی کوشش جو دین کی بھلائی کیلئے
بہتری کی جب ہی آیا اتفاق سب
جانب بھی ہو اس کی ہے جس وقت لوگ
بجا بیٹھے تو ساتھ پڑھتے ہیں جو شرع
چاہتے ہیں وہ کہ کل علم پڑھنے بٹھلے
والدا ور ہی قوت ہے جو خوشحال ہو
لیے گھر پر ہے کیا ہوگی بھلائی اور وہ کی
دام ترو دیر زر گر روپے بیش دیگرات
نوکری بیشہ تھا را علم سیرت آگئی
و غضب اب عزت سے بھر جاو تمہیں
سیکڑوں بچے نہیں پڑھ سکتے ہیں افسوس
بیٹے بچے پڑھینگے ہو گا خوش رب یہ
سیکڑوں گھوڑے نہ ہو ملعب ہیں [illegible]
چھوٹے بچوں کیلئے پڑھنے کا سامان کیجو

ہو گئی ہے سلام [illegible] پھر کیا اتفاق
قدر [illegible] ہے شکل [illegible] اتفاق
قریب [illegible] ترک ہو گئی [illegible] اتفاق
[illegible] ہے یہ بکٹ کر کے [illegible] اتفاق
وقت کرو سب ایک جس کی وجہ اتفاق
سب بنی [illegible] کھو دیا اتفاق
غضب ہو ہے گیا کمی اتفاق
مرحبا شاباش اب ہی سے ہو گا اتفاق
ہر دلی خواہش ہے کچھ ہو سب کے پر اتفاق
آپ سب غیب آج فرما رہا اتفاق
غیر ممکن ہے ترقی سے ہو اور کا اتفاق
جنت دیکھا ہوں کیا ہے گیا اتفاق
زمرہ میں محتاج ہوں جب سے ہو گا اتفاق
[illegible] دل میں کو گوارا اتفاق
جنکی آنکھوں نے نہیں دیکھی ہی بنا اتفاق
پانچ سال کی [illegible] اور اتفاق
اس کی آرزو سب ابد دوبا اتفاق
نوکری دلوانے میں تم سے ہو سکا اتفاق
مدرسہ کھولو تو تجھیں تمھارا اتفاق
مفلسی مٹے سب باہم آپ ہو گا اتفاق
چندہ دو اسکول کو دکھلا دو سچا اتفاق
[illegible] سے ہو یہ [illegible] اچھا اتفاق

جتنا اثر ہے ہوتا جہاں اتحاد ہو — تب مدد فرماتے ہیں حق تعالیٰ بر اہل اتفاق

جتنا ہے شکر کرو ہی تمہارا بھائی ہو — چھوڑ دو مکر سارا نفع دیتا ہے سراپا اتفاق

چندہ کرو کہ آپس میں جو معاملہ — لگتے کہتے کیا اوس کو شکست کرتا اتفاق

تو چندہ دیجیے [illegible] — تنکا دل بھی [illegible] دکھلاتے ہیں اپنا اتفاق

قرض تو [illegible] — تب بھی سمجھا جاتا ہے آپ آپ کا اتفاق

[illegible] — [illegible] اتفاق

[illegible] — [illegible] اتفاق

اب تو آزادی [illegible] — [illegible] اتفاق

صنعت و حرفت [illegible] — [illegible] اتفاق

تم بھی [illegible] — [illegible] اتفاق

## نتیجہ نا اتفاقی

ایک بستی میں [illegible] عورت ہوئی — [illegible] تھا اتفاق

نوجوانی [illegible] دیوانی [illegible] دل [illegible] — [illegible] دیوانی سے [illegible] اتفاق

نقد [illegible] گھر کی [illegible] تلک [illegible] — رات [illegible] دن [illegible] نہیں تھا اتفاق

سر [illegible] باقی [illegible] — گھر بھی سب برباد ہو تب کیا تھا اتفاق

ایک چپراسی [illegible] — اے بھائی بندو نکو دیکھا کہ چھوڑا اتفاق

اوس کی حالت [illegible] — المدد کہکر پکارا اے خدایا اتفاق

روتا تھا بیچارہ غمگین رات و دن کہتا [illegible] — اتفاقا اتفاقا اتفقا اتفاق

اون غریبوں میں وہ چپراسی تھا [illegible] — اوس کے کہنے پر عمل کرتے تو [illegible] اتفاق

اوسکا گھر [illegible] مرد و عورت جب اکٹھا ہو گئے — تب کہا اوسنے کیوں چھوڑا تھا کا اتفاق

[illegible] گھر [illegible] نہیں [illegible] — فاقہ [illegible] میں [illegible] جب [illegible] چھوڑا اتفاق

اب بھی [illegible] کرو [illegible] — [illegible] سب میں آیا اتفاق

بولا چپراسی چلو دادلی مسجد میں سبق | لساف کرو ہم تو دین مجھوں نکلا اتفاق

سب گئے مسجد میں رقون رات گنجن کر دیا | دو دینے تھک کر جو سوئے تب کیا اتفاق

جا داک شب کو مجھ نوکری کرواسے | کھانا چپراسی نے نہ دیا ہو گیا ہوتا اتفاق

وہ گیا اور نوکر ہو گیا تب دو سے | دو لوں نے دونوں کو کھلوایا تھا اتفاق

جاتے ہی نوکر تھے دونوں تو چار اور گئے | چاروں کو چاروں نے رکھا ایسا تھا اتفاق

چاروں تب نوکر گئے تو آٹھ اور پھر گئے | آٹھوں نے آٹھوں کو ٹھہرایا جو رکھا اتفاق

آٹھوں نوکر ہوئے تو سولہ لڑکے لائے اور | ایک یک بات پہ تب تب ہی تھا اتفاق

دوسرے دن سب گئے نوکر ہوئے وس پانچ | تب تو پنچھی اور لائے ایسا چمکا اتفاق

شان حق سب ہی نوکر تھے اس شہر میں | آخرش ساری بستی میں گھر گھر رنگ لایا اتفاق

متفق ہو کر سبھوں نے لڑکوں کو پڑھوا دیا | اونچی اونچی نوکری سے تب کیا اتفاق

کوئی نوکر کوئی تاجر کوئی صناعی میں فرد | سب کے سب چالاک اور روشن تھا اتفاق

جا بجا دیں مکتبیں سادات پھر ایک سب | اب نہیں باقی نفاق دین و دنیا میں اتفاق

ایک سید دوسرے کو ناسد ہو تھا اب | کی بیان رکھتی ہیں سب آپس میں اتفاق

مدرسہ جاری کیا ہو گا دین میں سادات نے | جتھوں میں درجنک سالی کا تو اتفاق

جا بجا اولادین اون کو سمجھی ہی | دین کے کاموں سے بنائیں بنگا اتفاق

جا بجا دشوہری کو لکھ دیا نام حسین | کوئی وارث ہی نہ تھا جس کیا یا اتفاق

جائداد نکمی جو مرنے پہ چھوڑے دس ہزار | پیراخیر نے لوٹا اوس کا اندھا اتفاق

خانگی جھگڑے ہوا کرتے ہیں یا آپس میں | مصلحوں کے فیصلے پر ہیں دونوں کے اتفاق

گھر گرستی میں جو چیزیں خرچ ہوتی ہیں تو | بیچتے ہیں کم بڑے بھائی یہ ایسا اتفاق

نفع تجویز لیتے ہیں بنے ہیں قیمت نقد جا | شادیوں کی چیزیں لاتے ہیں یہ دیکھا اتفاق

پیراخیر اکھاڑے تھے پوری کمائی سال کی | گھر گھر لئے ہیں یہ اب تب کا ہوتا اتفاق

نیز ستھو کا کپڑا آپس میں بکتا بار سال | سات سوکی اور یہ چیزوں کا بولا تھا اتفاق

لڑکیاں جیسے وہ پڑھتی ہیں [illegible] — غلط [illegible] بے [illegible] اتفاق

ان کی بھی حالت کی حسرت [illegible] — دل [illegible] سے ہو [illegible] اتفاق

بیاہ بیاہی میں جہان [illegible] ان بھائی — [illegible]

## غزل صدیکی

پڑھتے ہیں جو عورتیں ادب کر رو یوں — [illegible] ہو وے [illegible] اتفاق

خلق و تہذیب اخلاق کی رکھتی ہیں ہنر — [illegible] ہے تو اتفاق

بچوں کو ان سے اچھی [illegible] — ان [illegible] سے [illegible] کا اتفاق

[illegible] ان کے اخلاق اچھے لا پا کر — خود بخود کے بچوں میں تو [illegible] اتفاق

چاہتا تھا میں [illegible] دین کی — [illegible] کئی اتفاق

بہادی ہاتف غیبی نے مجھ کو یہ [illegible] — پاس [illegible] کی زبان میں کر رہا اتفاق

[illegible] میں وہ بھی میں [illegible] — عورتوں کا [illegible] میں نہیں اتفاق

خوش ہو گئے اس علم سے لیکن [illegible] — [illegible] اچھا اتفاق

لڑکیاں پڑھا کر [illegible] خوب ہی اچھا [illegible] — [illegible] تب اتفاق

[illegible] لکھتی ہوں میں اب ایک [illegible] — [illegible] ہو گا اتفاق

بیٹی کی [illegible] کرتی نہیں — [illegible] نہیں [illegible] اتفاق

[illegible] تھوڑی [illegible] — [illegible] آئی بھی تو [illegible] اتفاق

جب آئی ہوش بھی [illegible] بھی نہیں — [illegible] کا اتفاق

[illegible] باپ [illegible] — نیند بھر [illegible] مجھکو [illegible] اتفاق

ساس [illegible] — [illegible] گھر کا اتفاق

[illegible] جو خواست مجھکو نہیں کوئی پسند — [illegible] ہوں میرے دشمن [illegible] اتفاق

[illegible] گھر میں بیٹھ [illegible] — [illegible] میں بیٹھا [illegible] اتفاق

ساس کے واسطے [illegible] کا بھی چلنا [illegible] — [illegible] کی چھوٹی [illegible] دکھایا اتفاق

پھجنی دیوانی جھجھاق کی بی بیٹی کر    رات دن وہ علی احمد سے ہے دو کا اتفاق
ایک پیرسال مین بھتی ہے کہتا نامراد    دو برس پیدا ہوئے مجھکو ہوا ہے اتفاق
رات مجھکو ہوئی ہین تہ ہو ییدون غم    ساس نگوڑی کا ہو ڈر جس کا ہے چلنا اتفاق
الفنا ایکی بچی کا ہو گیا بالکل مطیع    میری کچھ سنتا نہین جس جس کا ہو اتفاق
لڑکیان لڑکے مجھ سے میل رکھتی ہین مدام    مجھسے سب بچے ہین اٹھ وس رکھے اونکا اتفاق
تنگ ہوتی جان نیتا ہے گئی مجھی چھیر    ہو گیا بچون سے اور اوس پہ اتفاق
ایک انڈا جوکر چوری سے غفلت کھا گیا    مارکر سب نے کہا چوری سے تیرا اتفاق
ایک پیسہ تک نہین دیتے مجھے خط کے لیے    مجھکو چاول سے ہے گوڑ کھا بجا تو اتفاق
کلیجہ سب کا بھی ہو گیا کس سے کہون    مجھسے بیٹھے ہین وہ ساتھی کا اتفاق
نذر کو بچتین نے بیا ہا مولوی سی باکو    وہ بکا کرنی دوپہر دم رکھو ہو جا اتفاق
لگ کے کیا ہو جاتے ہین سب کنبا لڑکیان    میری کچھ چلتی نہین تو اے بچو اتفاق
یا دو پھر حلوہ پکا کر تجکو کھانی ہون مین    دوپہر تک پھر نہین کھانے ہوا اتفاق
اونکے ماموں کے نواسے باپ کے ساتھ نے تجو    یا دو پھر کھچڑی پکانے کا ہوا تھا اتفاق
کھا گئے تینون نہ چھوڑا ایک بیٹے نا جان    ایسے تینون سے کہے کون ایسا تھا اتفاق
الفنا سو تیلے بھائی سے بہت رکھتا ہے میل    سکھیا قدرت کو وہ بدذنی جبھی تھا اتفاق
قدنا کے چارون بچے مجھسے اینٹھے رہتے ہین    غیروں کی باتو نہ خوش ہین ایسے اونکا اتفاق
چارونکے کھانیکو لے آئی تھی آٹھ سات سیر    بیس دن کے بعد پھر مانگا یہ کیسا اتفاق
مجلسو نہین بی بیان روتی ہین غم کی مجنین    غمزدی کیا اٹھے رووین ہو جسکا اتفاق
پیر خشا کے ٹونان پڑھ کے نوکر ہو گئے    دیکھون میرے لاڈون کو کب تھا ایسا اتفاق
داد اتھے شاہ حسن پردادا تھے اکرم علی    اوسنے نام اکرم علی کا رکھکے توڑا اتفاق
دس برس تک نہین قسمت سے ٹلی اوکی    لسن جا دیکھو تو آہر گیا کیسا اتفاق
لنے مین نائن بکاری مجھکو گردائی ہے مین    حاضری کے بخش نانیکا ہے پہلا اتفاق

جس جس جگہ گر سبے گھنیں ہوا پاپے — پوچھتے ہو جاتی ہین تو سلیقے سے دہرا اتفاق

دادا کا تھا غلام ایران مین جا کر بسا — ایک اوسکے تصرف پر بیجا اتفاق

ماجدہ جو گھر مین دادی جشے گو ہوتی ہے — باتمین کاٹ تھانا اوسکے کرنا اتفاق

تین نلوکی رنڈونکو بھینسا دیلوں کی جو — ماجدہ سے کہنا دلھوکی مین تیرا اتفاق

سیکھ الفت کا رہا جب بیاہ سے بھائی ہے — یکسب مرتے گئے مجھکو نہ بچایا اتفاق

پالکی جیسی اور دس جوڑے سے تجھ یاد ہین — تو پڑا تھا ابھی تو بچہ تھا وقت کا تھا اتفاق

سے چاندی سکے ہوئے ہیں قمی کھ سلانا مین — بوئے برتن بھی لے تقدیر سے تھا اتفاق

ہی بیٹی کو دیا بتلا وہ خالہ مجھ کو کیا — وہ بھی کہتے ہین کہ سمدھی نے لکھا یا اتفاق

پوچھنے والون سے کہتے ہین جہیز اچھا دیا — کیا کیا منصف نے دنیا مین انوکھا اتفاق

کہنے کو منصف ہے وہ جس جو ٹھین یکسی تھی — پورا گاؤن اوسکا جیتے آدھا بٹنا اتفاق

جب سے آئی ہے بہو منتی ہے سب بیجا — بیٹا بابا کا جا مارون نے سکھایا اتفاق

خالہ سچ کہتی ہون دکھاتی ہے دہمین چار بار — بچا لجب نہ باپ بیٹی کا کہ بھڑوا اتفاق

خوش ہو چچیا ساس بھی بیٹھے ہین اوسکے غلام — کو کہتی ہین بی ۔ ایسا ہے سبکا اتفاق

نند دیور کو ملا کر ہوگئی ہے اماں جان — گر گئی ہے کنبے سے کتیا اتفاق

الفتا کو بی بی نے کھلوا دیا اوکا گوشت — اوسکی سب باتون جو ہو جاتا ہے سکا اتفاق

کان مین کس کس کے جو کہہ دیتی ہے بی بی کل کہی — بخت گاڑا اوس سے کرلیتا ہے پورا اتفاق

سونے ہو تیسے سی . کوئی بھاوی کی بھی بات — میلہا کہتی ہین تمکو ہے چھٹیا اتفاق

چھوٹی اماں آپکی بھاوج نند سے کہتی تھین — سچ منہ دیکھا ہے دو رکا . پرے گیا اتفاق

آپکی پیاری بہو کہتی تھین چچیا ساس سے — کان کا کچا سسر ہے کیسے ہوگا اتفاق

آج نائن کو بلایا تھا نہ آئی وہ شریر — اوسکو تم ڈانٹو نہو آیندہ ایسا اتفاق

موت آجائے بجے ازغیب سے مرجاؤں مین — ساتھ دیورانی سے اب خالہ نہوگا اتفاق



## مرشدہ کی گفتگو

مرشدہ بولین کہ مت رو خدا کو سونپ دو
مر چکا ہے ایسے ہی مجھ بھی بیٹا اتفاق

جب بڑے بیٹے تھے تو سب بیٹے تو انکے نام ہم
کا بنی تھی کل رہا تھا کچھ ایسا اتفاق

مر گئے وہ جب سے ہی کوئی سنتا ہی نہین
مرد ہا مار دون سے ۔ رکھتی ہو رہا اتفاق

مین تو بیوہ ہو گئی وہ بھی سہاگن کل چھٹی
مجھ سے اور اس سے ہو کیسے بولنی کا اتفاق

کاج مانی سنگے چھٹی بڑے دو سب سلنے
یا خدا رنڈ سالہ اپنے ہو کچھ ایسا اتفاق

کیا بسی ۔ کالی نگوڑی کالی نیچی کہیں
زیور و کپڑے اترنے مین اوسکا اتفاق

سب بچے کہتے ہین بابا کو جب جھک کر سلام
بابا رو دیتا ہے بھائی کو ۔ یہ جھوٹا اتفاق

خلق کے دکھلانیکو کرتے ہین وہ بچونکو پیار
اپنے بچے سمجھین وہ ۔ کب ہوگا ایسا اتفاق

دادا کے باغ کے پھل لیتے تھے سب جا نفل کے
جب سے آئی کب ہوا ہے بانٹنے کا اتفاق

کانج مار جب سے انگھش لیکے آیا ہے یہان
لڑکوں کو باٹین دکھا کر خود مٹایا اتفاق

چھوٹا لڑکا منہ کہتا ہی دادا کے ہین باغ
اونکے سب پوتوں کو ملتا ہے سراپا اتفاق

منہ کی جنت چھوٹے دل کا کچھ ڈرتا بھی ہے
بھائی بندون سے ہمیشہ وہ رکھتا اتفاق

حافظ و واعظ ہمیشہ سے ہین پیر دادا کے
مارنے مرنے پہ آمادہ ہین ۔ کیسا اتفاق

دونون جب دعا مین ہیرے خدا زور مجھ رنڈیا کے تو
ایک مٹیا ہے پرانا ہوگا اتفاق

مین کہے دیتی ہون بیٹا اسکے مر جائینگے لال
بیچڑا لونگی بھولی ۔ کیسے ہوگا اتفاق

لاولد مین ہو گئی دکھیاری وہ پھولین پھلین
کل ہو نہ حق لین چچا کا ۔ مجھ سے ایسا اتفاق

## صابرہ کی نصیحت

صابرہ بولی کہ جب سن لی بھاوج کی بات
بولی ۔ بھی بھائی جان ۔ اتنا ہو گیا اتفاق

کیا سمائی ہے خدا سے دلسین بھالی سوچو تو
میل کی دشمن نہین ہو تمکو بھاتا اتفاق

خلق کہتی ہے لڑائی تمکو بھاتی ہون مین
کہتے ہین سب حاسد ہے نفل کا ٹھیہ اتفاق

صبح چڑیان چہچہاتی ہین خدا کی یاد مین
ہوتا ہے اودھ سے ہی تن مین سے تمہارا اتفاق

بھائی سے نہ کہو اوسنے بھیا ڈکا کیا
بیٹون کو کمی ہو تمکو بھائی سے تو جھوٹ شد
کان دھر کر سنئے مین بھائی تم کہو بی بی ہو
مردوزن بدنام ہین ادن مین لو دست کی
مفسدہ پردازی کرتی ہو ادنکی بھائی سے تم
ملتی ایسی ہو حسد کر و الله کا
پاسنے مین باپ ماں کس پیار سے اولاد کو
اچھون سے ادن سب سے اچھے کو بناتا ہے
رشتہ داروں مین سے کچلنا کرونکی بھی
وہ انکو خوشحال دیکھو تو کرو شکر ادا
انکو جو پا ہیگا دل ست تو وہ بجا بیٹھے
اپنے غم مین رو رو نا فاحش کی بیچ ہو
نام رکھتے ہو ہر کسی کو سنا ہووے
بھائی بندون کے بہانے حقی آگے کی خبر
چار سو مین خرچ دیتے ہین جو چھوٹے بھائی کو
ساس و سالی سالے نو کھاتے ہین ملا ہوا
مونس بھی تو ہین سجان کی سو جھی بات
آنکو حرص و حسد کی آگ نے جلا دیا
شور ہے تعویذ و گنڈے کیلئے سیانی کو
خلق سیکھو چل کو سکے سب تابع ہین
ایک دمڑی کی سنا کی پر جھین اتنا لال
سکو کہتی ہو مرا اپنی نہین تمکو خبر

مفسدہ تمکو ہے بیاہ کا کو بیا اتفاق
آپکی باتون سے جو ہوتا ہے اونکی اتفاق
کان سے کچے ہوئے تو نہ تھا اتفاق
سنگیات آپکے تقون سے جو ہوا اتفاق
دم لیتی ہو ہو کا بے ہو کا اتفاق
دیکھو اونسے کر لیا کیسے کیسا اتفاق
آدمیون کو ہوا ونسے. ذرا سا اتفاق
ان مین کرتی ہین کتابے کیا اتفاق
ادنکی خاطرداری مین ہوا ونسے بہو را اتفاق
انسو نکو تت زیادہ دکھ سے ہو کا اتفاق
تم سمجھو معصوم بچے سمجھین کیا کیا اتفاق
یکسان کربلا کے غم مین رونا اتفاق
کوئی نام اپنا نہین ہے ایسے سب کا اتفاق
اونکی لیلو جھوٹا ہو او سے جھگڑنا اتفاق
ست کرو جو حج جریگا با ہم اچھا اتفاق
بھائی بیٹون سے ہوا ونسے تھا اتفاق
کیسے سب بچون نے رکھتی ہین دو ایکا اتفاق
خود مرض سے مرض بیمار دیکھا اتفاق
ہو د بایمان و زر تب بھی بنایا اتفاق
کیا کریگا بھلا تعویذ و گنڈا اتفاق
ادنکا دل دکھو کرتی سے بنایا اتفاق
چھوڑ دو یہ عادتین ہو جائے تیا اتفاق

جب سنین بھائی نے یہ باتین تو بچا لاکر
قاضی القضاۃ دادا باپ سب نجے تجھ سے
ماں کی خاص سیانی ہوتا تب تجھا اپنے
شیطان کا ہر پش دیکھا جو خود اپنی آنکھ سے
تب کہا ابن حجر نے شکل سے اچھی بھائی جان
ہم بھی ہین سادات دیکھو گر رہے سادات کے
اپنے باپ دادا تو بہت سے ہو چکے ہین
اُنکی سی عادتین ہمین تجھین عالم تجھ زدہ
کہاوت ہوتے ابن تیمیہ کے لیے جیسے
آنکھ بھی شرافت ہے جو رات دن جھگڑے
بخاری کو دیکھے ہین اولاد بتول
جو گھر سے تب تو چھوڑ کے بھاگا پیر بھی
سکتے ہین تم بھی سیکھین ہین بیچے باپ سے
طعن و تشنیع ادا کہا اچھی چھوڑ دو بھائی جان
مت لڑو لڑائی کیونکو بھائی جان بس ہین تم
انکا شکوہ اور سے ایکا اس سے کیسی کا یہ حکم
جو بیان بنتی ہین دونون کیطرف سے برملا
کوئی شیطان کر سکتے جو شکوہ غیر کا
دشمنون دو ہو تجھے سب کو اچھی بندل
کربلا مین لٹگیا باغ نبی یکروز مین
بھائی پر صدقے کیا زینب نے دو بیٹون
شوہر اور اپنے پسر کو زوجہ عباس نے

بھلا کب سکھا ایکی بھر ایسی کیا اتفاق
کیا سکھائی ہے مجھے مصنف کی بٹیا اتفاق
غصہ لے سید نہین ہے مجھکو بھایا اتفاق
مر مین مرجائین یہ تہ گر ہوگا اتفاق
آپکے سیانی ہوتے ہین ہے سب کا اتفاق
وصف ذاتی سے ہو کر فخر کا اتفاق
انکو اخلاق اور محبت تھا و اتفاق
آپ سی سید جو ایسے نیک سے کیا اتفاق
ایسے ہی بھائی ہو تم جنکو ہو کر و اتفاق
سب نے برا اعمال کرکے عمل سب بڑ کا اتفاق
مت کرو فاطمہ کو بیکھو اونکا اتفاق
سو بھی جنگ کی یودہ کو عمل سے ہوگا اتفاق
تمکو جیسا دیکھینگا دس ہی دیکھا اتفاق
تم ہو اچھی کہ ہو اچھا ہے اچھا اتفاق
زر درد ہی جو ہوگا اونمین ایکا اتفاق
جلتی دیکھو الی لکھنت دیکھو ہو اتفاق
پھر نہین ہوتا ہے مجھکو سے کسی کا اتفاق
ادس سے کہہ دیجئے ہو اس سے ہو تا اتفاق
بدبخی شہر کب بلی بی مین اچھا اتفاق
بی بیان رانڈین ہوئین تب بھی بھلا اتفاق
دونون خودی ان چڑھا اونمین کیا اتفاق
جان جینے سے رو کا اور مچ تھا اتفاق

مادر اصغر کی ہمت دیکھو تم بھابی جان
تجھ سے بچے کارن مین بھیجا تھا اتفاق

جب لگے سلم کے پیالے نہر پر کہتے تھے وہ
قتل سے پہلے جو حارث مجھکو بھایا اتفاق

آخرت کو چھوڑ کر جینے سے کیون بچتے حسین
سر دیا ایمان رکھا دین سے تھا اتفاق

چھوٹ نے دین محمد سیکھتے دین یزید
صاف بچ جاتے حسین ایسا نہ پڑتا اتفاق

جان و اولاد اہل ایمان کیلئے ناچیز ہو
مال و دولت و ملک سے رکھتی ہو دنیا اتفاق

حرص و لالچ بغض و کینہ کجرون کا کام ہے
مومنون کو چاہیئے لوگون سے ایکا اتفاق

زینب و کلثوم و زہرا کے گھرانے کی ہو تم
غیرون سے حرص و حسد تم سیکھا چھوڑا اتفاق

کوئی تمکو سب پیٹے بد کہے تم چپ رہو
آپ تم بانٹگی خندی تب تو ہوگا اتفاق

صبح کر لیتے ہین سب نام خدا کس شوق سے
رکھتا ہے ہر وقت بھابی تم سے دل ہرا اتفاق

جب سنین ساس کی باتین تو بھابی نے کہا
سچ کہا اے صالحہ بیشک ہے اچھا اتفاق

خوش ہوئی تم سے مین اے سجاد بھائی کی بہو
آپکی نرمی سے میرے دلکو بھایا اتفاق

میرے سمجھانے پہ اچھی بھابی تم کہتی رہین
آخرش شرم آئی مجھکو تم سے سیکھا اتفاق

اے بہن تم خوش رہو اللہ تم سے خوش رہے
دین و دنیا مین بھلا ہو تم نے سمجھا اتفاق

بگڑی تھی عادتین مجھسے چھڑا دین واہ واہ
بی بی زہرا کے چلن سے اب رہیگا اتفاق

چھوٹے دنیا کا کوئی کام بن سکتا نہین
اچھے اچھے گھر مٹے جب اونسے چھوٹا اتفاق

بی بیو تم جانتی ہو کیسی تھی مین بد مزاج
اب مین توبہ کرتی ہون مجھکو بھی بھایا اتفاق

مین جو کچھ کہتی ہون تم سے اوسکو تم دل سے سنو
آپ بیتی سے رہا ہے جیسا میرا اتفاق

باتون مین نرمی رہے شکوہ نہو اغیار کا
شکوے گلے سے مٹتا ہے آپس کا اچھا اتفاق

جسکو دولتمند دیکھو مت کرو حرص و حسد
مال و دولت پھل ہے اوسکا جسنے بویا اتفاق

مردونکی خوش قسمتی سے لڑکے بچے جو ہوے تھے
رومیہ بیبیہ کی آمد عورتون کا اتفاق

تمکو ہو بیجا رنج کچھ تو ٹالدو دو دہر دست
ہونگے خوش دشمن بتر ہیگا اونہین اونکا اتفاق

باہمی شورہ کرو تدبیر سو بخود دفع کی
حکم مصلح مانو تاکہ دیکھیں تمھارا اتفاق

مت دو دخل ہی بیو مردونکے کامون مین کبھی — تم جو بولوگی تو مٹ جائیگا اون کا اتفاق

زیور و کپڑے پہنکے اوچھی بن اترائو مت — کبر و نخوت سے نہین اللہ کرتا اتفاق

مفلس و بیکس پھٹے کپڑے پہنکر آئے جب — اون کی دل جوئی بہر رکھو اوس سے اچھا اتفاق

خود خدا فرماتا ہے قرآن مین اے بی بیو — میرے محتاجون کو خوش رکھنا ہی بہتر اتفاق

آدتم اشرافون کو دینی ہدایت بھول جائے — غیر قومونکی رسم و عمل سے ہو تمھارا اتفاق

تم سے بہتر ہین جو داخل ہو گئین اسلام مین — اونکو شاباش اونپہ رحمت اونکا اچھا اتفاق

بڈھیا بہو بیٹیا نصیبیا سنجگی مسانی بی — پڑہتی ہین پانچون نمازین دیکھو اونکا اتفاق

چاہیئے مردون سے بڑھکر نیک سیرت تم بنو — تم جو اچھی ہوگی تو بچون مین ہوگا اتفاق

تم پڑھی دیندار اچھی خلق والی ہوگی جب — خود بخود ہو جائیگا بچون مین ویسا اتفاق

بی بیو تم میل پھیلا دو ہماری قوم مین — مردون سے بڑھ جائے جب تم سبکا ایکا اتفاق

## التجاء راقم

بڑھ گیا ہے اسقدر زور نفاق لا زوال — گر گیا خود اتفاق اوس ہی سے بیچا اتفاق

اتفاق اشعار کرتا ہے کہ چند اشعار کے — اصل مضمون سے لفافہ نے چھوڑا اتفاق

درد دل سے نظم لکھدی مجھ رحیل زار نے — چھپ جائے تو وہ لکھے خدارا اتفاق

مین نے جو کچھ لکھدیا وہ سقم سے خالی نہین — چشم پوشی سے کریگی چشم بینا اتفاق

دیکھتے ہی خود ستا جھنجھلا کے پھینکینگے اسے — نکتہ چینی عیب بینی سے ہے جنکا اتفاق

مجھکو مت دیکھین کہ مین ناچیز ہون تو بھی ہے — کچھ توجہ ہوگی تو کچھ کچھ بڑھیگا اتفاق

مجھسے ناخوش ہون مری تحریر پر دشمن اگر — میرے سر پر رکھکے پا نجمین سراپا اتفاق

ہوشیار تو نہین جہان بغض و حسد فتنہ فساد — جد و جہد باہمی دکھلائے اپنا اتفاق

یک بیک ہر کام مین یکجائی شورہ ہے محال — رکھین باہم خط نویسی سے بخود ہا اتفاق

ماہواری سلسلہ جاری ہے تحریک کا — ناتفاق از خود ہو یک نقطہ سے آدھا اتفاق

جب ہوے کل شعر یکجا تب ہوئی تاریخ سال — اب ہے آئین اتفاق باہمی کا اتفاق

۱۳۳۲ھ

## قطعہ تاریخ تصنیف و طبع نظم اتفاق مصنفہ مولوی سید محمد آغا حیدر صاحب برادر زادہ مصنف

کیا نظم پُر اثر ہے چچا نے جو لکھی ہے
آغا یہ ہے شریفون کا آئین اتفاق

اسکو صفائے قلب سے جو شخص دیکھیگا
بیساختہ بنائیگا آئین اتفاق

بے سر ہے اتفاق تو شکل نفاق ہے
بے اتفاق بن گیا آئین اتفاق

۱۳۳۲ - ۱ = ۱۳۳۲ھ

# اعلان

مطبع اصلاح مین الحمد للہ ہر قسم کا کام نہایت خوبی اور اہتمام سے ہوتا ہے صحت کا پورا انتظام کیا جاتا ہے۔

**اصلاح** اور **الشمس** دو رسالے اس مطبع سے شایع ہوتے ہین اور فن مناظرہ کی وہ نایاب اور نادر کتابین شایع ہوتی ہین جنکی نظیر چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہو۔

**ذو الفقار حیدر** (۳ جلد ہے)
**مناظرہ امجدیہ** ہر دو حصہ (۱۲)
**کشف الظلمات** ہر دو حصہ (۱۲)
**تقدیس القرآن** بجواب ...
**رسالہ وضو** (۲)
**تنقید بخاری** ہر دو حصہ (۱۲) موجود ہین

اسکے علاوہ صدہا کتابین ہین جن کی فہرست حسب الطلب روانہ ہو سکتی ہے۔

المشتہر
علی حیدر اڈیٹر اصلاح کھجوہ ضلع سارن